بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا سواء السبیل والصلوۃ علی من ہو خاتم الرسل بالدلیل وعلی آلہ الطاہرین

ستائش اوس خدا کو جسنے دکہایا ہمکو نیک راہ اور درود اوسپر کہ جو بدلیل خاتم مرسلین ہے اور اوسکی ال پر بہی کہ جو پاک ہین

المظلومین کانہم فدایا ذبح اسماعیل واصحابہ المخلصین فازوا بالفضل الحق الجلیل بعد فیقول

اور مظلوم ہین گویا کہ وہ ہدلا ذبح اسماعیل علیہ السلام کے ہین اور اوسکے خالص اصحاب پر کہ جو فضل خدا سے رتبہ بلند کو پہونچے اب کہتا ہے

اضعف عباد اللہ القوی ابو محمد قلندر علی الزبیری العروی استاثرہ اللہ بالنور النبوی

ناتوان بندگان خدا کا جو زور اور ہے ابو محمد قلندر علی اولاد عروہ بن زبیر کے اختیار کرے اوسکو خدا ساتہ نور عالم علوی کے

بالی بنی مولدا ومحمدی معتقدا ان جندا من جہابذۃ العلماء ورہطا من مراجیح العقلاء قد تشاعبت

بالی بستی کا وطن ہے اور مذہب کا محمدی ہے کہ بڑے علماء اور بڑے عقلا سے ایک گروہ کے باہم افکار مختلف اور متفرق ہو گئے اور باہم جہگڑ لگا

افکارہم وآراءہم وتشاغبت انظارہم واہواءہم فی ان نظیر نبینا الذی ہو خاتم المرسلین

اسی بات مین کہ ہمارا پیغمبر کہ جو خاتم المرسلین ہے آیا اوسکا مثل ہونا ممتنع بالذات ہے یا ممتنع بالغیر ہے

ہل ہو ممتنع بالغیر خارج عن حیز التکوین او ممتنع بالذات متباعد عن قدرۃ رب العالمین

جو ممتنع بالغیر ہے وہ صفت کون سے خارج ہے اور جو ممتنع بالذات ہے وہ قدرت الٰہیہ سے خارج ہے یہہ دسوسہ

ماخطرت ہذہ الوسوسۃ فی صدور المتصدرین الکرام انما خلقہا وہم بعض اللاحقین من مثیری الفتنۃ

یہ وسوسہ اگلی زمانہ کے علماء کے دل میں نہیں گذرا اسکو بعض متاخرین نے زبان پر لاکر فتنہ اور فساد پھیلایا اور سبب اس جھگڑے اور

والبلاد وملاک الشقاق والتشاجر والتصاحب ومنشاء التنازع والتبارز والتجاذب ان صاحب

فساد کا یہہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا دستگیر جو وہابیوں کا پیر و مرشد ہے اوسنے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں

تقویۃ الایمان قال خدا جل شانہ کی وہ شان ہے اگر چاہے تو ایک آن میں کروڑوں انبیا و اولیا

لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی شان ہے اگر چاہے تو ایک آن میں کروڑوں انبیاء و اولیاء

جبرائیل علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے پیدا کر ڈالی واورد علیہ استاذ زماننا عالم

اور جو جبرائیل علیہ السلام اور مانند ومثل حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہیں پیدا کر ڈالی اسپر مولوی فضل حق نے کہ جو استاد

الحق بفضلہ دعوی تعلق قدرت الٰہیہ بمثل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باطل است وتصدی

علماء زمانہ کے ہیں خدا اونکی مغفرت کرے اعتراض کیا کہ قدرت خدا کی متعلق ساتھہ نظیر خاتم الانبیاء کی نہیں ہو سکتی ہے

لجوابہ صاحب تقویۃ الایمان فی الجزء المستقل بہذہ العبارۃ پس میگوئیم کہ وجود مثل پیغمبر ما صلی اللہ علیہ

مولوی اسمٰعیل نے اسکے جواب میں ایک رسالہ لکھا عبارت اوس رسالہ کی یہہ ہے کہ وجود نظیر خاتم الانبیاء کا نیچے قدرت

آلہ وسلم داخلست تحت قدرۃ الٰہیہ نہ تحت تکوین تا وقوع آن لازم آید تفصیلش آنکہ قدرۃ صفۃ

صفۃ الٰہیہ کے داخل ہے اور نیچے صفۃ تکوین کے داخل نہیں ہے صفۃ تکوین کے نیچے داخل ہونے سے وقوع اوسکا لازم آتا ہے اور نیچے

علیحدہ ہست وتکوین صفۃ علیحدہ اثر قدرت مقدور بالفعل واثر تکوین وقوع مکونست بالفعل

قدرت کے داخل ہونے سے فقط امکان لازم آتا ہے قدرت صفۃ علیحدہ اور تکوین صفۃ جدا ہے تکوین وقوع کو چاہتی ہے اور قدرت وقوع کو نہیں چاہتی

واین مذہب ماتریدیہ است کہ بتغایر صفتین مذکورتین قایل اند یا گوئیم کہ مراد از دخول شئی

یہہ بنا بر مذہب ماتریدیہ اہل سنت کے ہے کہ وہ تکوین کو قدرت سے جدا کہتے ہیں یا ہم یہہ کہتے ہیں کہ مراد ہماری امکان نظیر خاتم الانبیاء سے یہہ ہے کہ تعلق

تحت قدرۃ صحۃ تعلق قدر تست نہ بالفعل تعلق قدرت بآن ومقتضای اول امکان صدور

قدرت کا ساتھہ اوسکے ممکن ہے نہ یہہ کہ قدرت بالفعل ساتھہ اوسکے متعلق ہے امکان تعلق قدرت سے اوسکا امکان ثابت ہوتا ہے اور تعلق

شئی است نہ فعلیۃ آن ومقتضای ثانی فعلیۃ است واین بنا بر مذہب اشاعرہ ست کہ فعلیہ

قدرت سے اوسکی فعلیت ثابت ہوتی ہے یہہ بنا بر مذہب اشاعرہ اہل سنت کے ہے کہ وہ بالفعل تعلق قدرت کو تکوین کہتے ہیں

تعلق قدرت را تکوین می نامند بالجملہ مقصود در این مقام اثبات ہمین قدر است کہ وجود

اور ہمارا مقصود یہہ ہے کہ نظیر خاتم الانبیاء کا نیچے قدرت الٰہی کے داخل ہے اور یہہ ہمارا مطلب نہیں

من اللہ العلیم الخبیر ان یتلقاہ بالقبول فحول المعقول ورجال المنقول من ہو ذو الطبع البصیر والو

کہ جو علم معقول میں کامل ہیں اور علم منقول والوں میں صاحب طبع رو رس کے ہوں وہ اس کتاب کو

الشہر المستنیر وان اشمأز عنہ العقل الشنظیر والنیم الشریر بی حسبی ونعم المولی ونعم النصیر

قبول کریں اگرچہ کوئی سرکش وبدذات اس سے بیزار ہو خدا مجھکو کافی ہے وہ میرا اچھا مددگار ہے

وعلی کل شئی قدیر وقبل الخوض فی المقصود لابد اولا تمہید المقدمات المقدمۃ الاولی

اور اسکو سب چیز کی قدرت ہے مقصد سے پہلے میں چند مقدمات بیان کرتا ہوں مقدمہ پہلا یہہ ہے

ان الحکماء اولی الالباب من اہل الملیط والیونان والذین یدینون دین الحق من الذین

کہ جملہ حکماء ملیط اور یونان کے اور جو علماء محققین کہ جو خادم قرآن اور حدیث کے ہیں

اوتوا الکتاب ہم سدنۃ الخبر والقرآن اشربوا فی قلوبہم عینیۃ الصفات لذات فاطر

وہ اسکے قائل ہیں کہ صفات باری تعالی کے اوسکی عین ذات کے ہیں مذہب حق یہی ہے جسنے اختیار کیا

الموجودات وہذا مشرب عذب سائغ شرابہ وثمر نضیج حلو لبابہ من اعتصم بہ عصم و

وہ خطا سے بچا اور جو اسکے برخلاف ہوا اوس سے غلطی ہوئی اور اس مطلب پر کئی دلائل ہیں

من النکل منہ وصم لان صفاتہ تعالی کالعلم والحیوۃ والقدرۃ والارادۃ مثلا لو کانت زائدۃ

ایک اونمیں سے یہہ ہے کہ علم اور حیات اور قدرۃ اور ارادہ یہہ صفات خداتعالی کے

علی ذاتہ تعالی ولم یکن عینہا فاما ان یکون حادثۃ فیلزم قیام الحوادث بذاتہ تعالی وخلوہ

عین اوسکے ذات کے ہیں اگر اوسکی ذات پر زائدہ ہووین یا قدیم ہونگے یا حادث اگر حادث ہووین تو لازم آتا ہے قیام

فی مرتبۃ ذاتہ عن ہذہ الصفات الکمالیۃ فصدورہا عنہ بالقصد والاختیار یکون مسبوقا

حوادث کا ذات خداتعالی میں اور خالی ہونا خداتعالی کا درجۂ ذات خود ان صفات کاملہ سے پس یہہ صفات اگر خداتعالی سے باختیار

بعلم وقدرۃ وحیوۃ وارادۃ اخری فالکلام فیہا کالکلام فی الاولی فیتسلسل او یدور وہما

صادر ہووین تو لازم آتا ہے کہ اوسکے سوائی اَکے اور علم وارادہ وقدرۃ وحیوۃ ہووی ہم اونمیں بھی کلام کرینگے دور اور تسلسل

محالان او بالایجاب والاضطرار وسوف یفتح علیکم ابواب الزلل والعثار واما ان یکون

لازم آویگا اگر یہہ صفات بایجاب واضطرار صادر ہووین دروازہ بہت خرابی کا کہلتا ہے واگر یہہ صفات قدیم

قدیمۃ فیلزم تعدد القدماء وہو الکفر والنفاق بالاجماع والوفاق فالحق ان الصفات

ہوں تو کثرت قدماء کی لازم آتی ہے اور یہہ باجماع کفر ہے پس مذہب حق یہہ ہے کہ صفات عین

الثبوتية الحقيقية عين ذاته تعالى وانما التغاير بينهما وبينه بنحو من الاعتبارات وضرب من الحيثيات

حقیقہ خدا تعالی کے اوسکی عین ذات کے ہین فقط تغایر اعتباری ہے

بعد مرتبة المصداق بنحو تعمل من العقل وبطور تصرف من الوهم قال الفيلسوف سقراط ان الله

بعد مرتبہ مصداق کے بتصرف وہم کے حکیم سقراط نے کہا ہے خدا تعالی

تعالى عالم وحي من جوهره يعني ان علمه وحيوته عين ذاته قال المعلم الاول اسقف المشائين

علم والا اور زندہ بذات خود ہے یعنی علم و زندگی اوسکی اوسکی عین ذات کی ہے معلم اول پیشوا مشائین کا

ارسطو في اثولوجيا ان الواحد المحض تام فوق التمام هو بعينه العلم والقدرة وقال الشيخ الاشراقي

ارسطو اپنی کتاب اثولوجیا مین کہتا ہے خدا تعالی کامل پورا ہے وہ بعینہ علم و قدرت ہے اور شیخ شہاب الدین

المقتول في حكمة الاشراق لما تبين ان الابصار ليس من شرط انطباع شبح او خروج شيء

اشراقی سہروردی اپنی حکمۃ اشراق مین کہتا ہے کہ جو چیز ہمکو آنکھون سے معلوم ہوتی ہے یہہ اسی سبب سے معلوم ہوتی ہے کہ

بل نفي عدم الحجاب بين الباصر والمبصر فنور الانوار ظاهر لذاته وغيره ظاهر له فلا يعزب عنه

آنکھون مین منقش ہو جاتی ہے یا کوئی چیز آنکھ سے نکلتی ہے بلکہ بیننده و دیده مین نہ پردہ کا ہونا کافی ہے پس خدا تعالی اپنی ذات سے آگے

مثقال ذرة في الارض ولا في السماء اذ لا يحجبه شيء عن شيء فعلمه وبصره واحد ونوريته قدرته

اپنے ظاہر ہے اور اوسکا غیر اوسکے آگے ظاہر ہے لہذا اوس سے کوئی ذرہ زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین اسواسطے کوئی چیز اوسکو پردہ

وقال في موضع آخر منه ولا يلحق نور الانوار هيئة نورية كانت او ظلمانية ولا يمكن له صفة بوجه

کسی چیز سے نہین ہوسکے علم اور بینائی اوسکی ایک ہیں اور نور اوسکا قدرت اوسکے ہے اور ایک جگہ یہہ کہتا ہے کہ خدا تعالی کو کوئی صفت

من الوجوه اما اجمالا فلان الهيئة الظلمانية لكانت فيه للزم ان يكون له في حقيقة نفسه

خواہ صفۃ نورانی ہو یا ظلمانی ہو عارض نہین ہوسکتی ہے پس اوسکو کوئی صفۃ عارض نہین اسواسطے کہ اگر صفۃ ظلمانی اوسمین ہو

جهة ظلمانية توجبها اي تقتضي تلك الهيئة ظلمة في ذاته تعالى فيتركب من جهة نورية و

البتہ ہوسکے اوس خدا تعالی کی ذات مین ایک صفۃ ظلمانی پس وہ مرکب ہوگا ظلمت و نور سے اور صفۃ نورانی جس چیز مین ہو

من جهة ظلمانية فليس بنور محض والهيئة النورية لا تكون الا فيما يزداد بها نور فنور الانوار

ہے اوسمین نور زائد کرتی ہے پس خدا تعالی مین اگر نور ہو وے بسبب صفۃ زائدہ کے البتہ ہوگا وہ خدا تعالی مستنیر بسبب نور عارضی کے

ان استنار بهيئة فكان ذاته الغنية مستنيرة بالنور العارض الذي اوجبه هو

کہ یہہ نور نور ایک مخلوق خدا سے ہے

بنفسه اذ ليس فوقه الواجب فيه هيئة النورية وهو محال اجمال آخر هو ان المنير انور من المستنير

اور یہ محال ہے و نیز نور دینے والا روشن زیادہ ہے نور لینے والے سے

من جهة اعطائه ذلك النور فيكون ذات الهيئة النورية انور من نور الانوار وذلك ممتنع

بسبب دینے اس نور کے پس یہ صفت نورانی روشن زیادہ تر ہوگی خدا تعالی سے اور یہ محال ہے اسواسطے اوس سے

اذ لا انور من نور الانوار طريق آخر تفصيلي هو ان نور الانوار ليس له هيئة متقررة في ذاته

زیادہ کوئی روشن نہیں ہے و نیز خدا تعالی کی ذات میں کوئی صفت زائدہ حلول کئی ہوی نہیں ہے

لان تلك الهيئة لا تكون واجبة اذ لا واجبين في الوجود ولا معلولة لواجب آخر كما يعينه

اسواسطے کہ یہ صفت واجب بالذات نہیں اسواسطے کہ واجب بالذات فقط خدا تعالی ہے اور نہ یہ صفت معلول ہے دوسرے واجب کے

بل تكون ممكنة ومعلولة لذات نور الانوار فنور الانوار لو اوجب لنفسه هيئة لفعل وقبل وجهة

اسواسطے کہ واجب بالذات ایک ہے پس یہ صفت ممکن اور معلول ہوگی خدا کی پس خدا تعالی اگر فاعل اس صفت کا ہو تو قابل

الفعل غير جهة القبول ولو كان جهة الفعل بعينها جهة القبول كان كل قابل لما قبل فاعلاً

اور فاعل ہوگا اور جہت فاعل کی غیر جہت قابل کی ہے اگر جہت فعل کی بعینہ جہت قبول کی ہو البتہ ہر قابل فاعل مقبول کا ہوگا اور ہر فاعل

وكل فاعل لما فعل قابلاً بنفس الفعل وليس كذا فيلزم ان يكون فيه جهة تقتضي الفعل

قابل مفعول کا ہوگا اور ایسا نہیں ہے پس لازم آیا کہ ہووے ذات خدا میں ایک جہت فعل کے

وجهة تقتضي القبول ولا يتسلسل الى غير النهاية فينتهي الى جهتين في ذاته فتكون ذاته

اور ایک جہت قبول کی اور ان جہات میں تسلسل نہوگا یہہ ہر دو جہت منتہی ہونگے طرف اول ہر دو جہت کی کہ جز ذات خدا

مركبة لا بسيطة ثم الجهتان ليس كل واحد منهما نوراً غنياً اذ لا نورين غنيين بما عرفت

ہیں پس وہ مرکب ہوگا نہ بسیط پس یہہ ہر دو جہت واجب بالذات نہ ہونگی کیونکہ واجب بالذات ایک ہے اور نہ یہہ کہ ایک واحد

ولا احدهما نور غني والآخر نور فقير لان الفقير امكان هيئة فيعود الكلام اليه من ان علته اما الذات

اور دوسرا ممکن کیونکہ ممکن اگر اوسکو عارض ہو کلام عود کریگی اوسمیں کہ علت اوسکی یا ذات

او غيرها وهما محالان وان لم يكن هيئة فهو امر مستقل فلا يكون فيه وقد فرض جهة في ذاته هف

خدا ہی یا غیر اور یہہ ہر دو محال ہیں اور اگر یہہ ممکن عارض نہو بلکہ قائم بذاتہا ہو پس صفت خدا کی نہوگی حالانکہ صفت اوسکی مانا ہے اور یہہ خلاف

ولا ان يكون احدهما النور والآخر ظلمة لانه يعود هذا الكلام بعينه في ان مبدأ الهيئة اما الذات

اور نہ یہہ کہ ایک ان ہر دو جہت کا نور ہو اور دوسرا اندھیر کیونکہ عود کریگی کلام اوسمیں کہ مبدا اگر ہو اس صفت وجہت کا یا ذات خدا کی ہے

المانع للشئ ان یکون معقولاً ہو ان یکون فی مادۃ وعلائقہا وہو المانع عن ان یکون عقلا فالبری

اور اسیطرح وہ معقول محض ہے اسواسطے جو چیز کسی مادہ میں ہو یا اوسمیں علائق مادی ہوویں وہ معقول نہیں ہوتی اور وہ عقل

عن المادۃ والعلائق المتحقق بالوجود المفارق ہو معقول لذاتہ ولانہ عقل لذاتہ وہو ایضا معقول

ہوتی ہے پس جو پاک ہے مادہ سے اور علائق مادیہ سے وہ بذاتہ معقول ہے اور بذاتہ عقل ہے جب وہ بذاتہ عقل ہوا بذاتہ معقول ہوگا اور بذاتہ

لذاتہ فہو معقول ذاتہ فذاتہ عقل وعاقل ومعقول لا ان ہناک اشیاء متکثرۃ وذلک لانہ بما ہو ہویۃ

عاقل ہوگا پس ذات خدا تعالی کی عقل و عاقل و معقول ہے نہ اس طور کہ یہاں چند چیزیں ہیں بلکہ وہ ذات واحد عقل و عاقل و معقول ہے

مجردۃ عقل وبما یعتبر لہ ان ہویتہ المجردۃ لذاتہ فہو معقول لذاتہ وبما یعتبر لہ ان ذاتہ لہ ہویۃ

اس طور کہ اوسکو اگر چیز مجرد لحاظ کیا عقل ہے و اگر یہ اعتبار کیا کہ ہویت مجردہ اوسکی بذاتہ اوسکے آگے حاضر ہے وہ معقول ہے و اگر یہ اعتبار

مجردۃ فہو عاقل لذاتہ فان المعقول ہو الذی ماہیتہ المجردۃ لشئ والعاقل ہو الذی لہ ماہیۃ مجردۃ

کہ اوسکے ذات کے آگے اوسکی ذات مجردہ بلاواسطہ وہ عاقل ہے معقول اوسکو کہتے ہیں کہ ذات مجردہ اوسکے کسی چیز کے آگے حاضر ہو اور

لشئ ولیس فی شرط ہذا الشئ ان یکون ہو او آخر فانا نعلم یقینا ان لنا قوۃ نعقل بہا الاشیاء

عاقل وہ ہے کہ اوسکے آگے ذات مجردہ حاضر ہو اور اوسمیں یہہ شرط نہیں کہ ایک دوسرے کا عین ہو یا غیر ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہم میں ایک

فاما ان یکون القوۃ التی نعقل بہا ہذہ القوۃ ہی ہذہ القوۃ نفسہا فیکون ہی نفسہا تعقل ذاتہا

قوت ہے اوس سے ہم چیزوں کو جانتے ہیں کردہ قوت کہ جس سے ہم اس قوت کو جانیں وہ عین اس قوت کا ہے پس یہہ قوت اپنی ذات کو بذاتہ جانتی ہے اگر اس قوت کو

او نعقل ذلک بقوۃ اخری فیکون لنا قوتان قوۃ نعقل بہا الاشیاء وقوۃ نعقل بہا ہذہ القوۃ

کو ہم دوسری قوت سے جانیں تو چاہیے ہم میں دو قوت ہو دیں ایک قوت سے اور چیزوں کو جانیں دوسری قوت سے اس قوت کو جانیں

ثم یتسلسل الکلام الی غیر النہایۃ فیکون فینا قوی تعقل الاشیاء بلا نہایۃ بالفعل فقد

پس تسلسل لازم آویگا قوتیں ہم میں غیر متناہی بالفعل پائی جاویگی اور یہہ محال ہے پس ظاہر ہوا کہ

بان ان نفس کون الشئ معقولا لا یوجب ان یکون معقول شئ ذلک الشئ آخر فنفس کونہ

کہ ہونا ایک چیز کا معقول نہیں چاہتا ہے اسکو کہ غیر ہو عاقل کا پس عاقل و معقول میں تغایر بالذات بلکہ تغایر اعتباری

معقولا او عاقلا لا یوجب ان یکون اثنین فی الذات ولا اثنین فی الاعتبار ایضا ولیس

بھی ضرور نہیں و نیز جائز نہیں کہ خدا تعالے اشیا کو اشیا سے جانے ورنہ ذات میں اوسکے یا داخل ہونگے وہ چیز

یجوز ان یکون واجب الوجود یعقل الاشیاء من الاشیاء والا فذاتہ اما متقومۃ بما یعقل

کہ جنکو جانے پس ذات اوسکی اشیا سے بنے گی اور یہہ محال یا علم اشیاء کا اوسکو عارض ہوگا پس خدا واجب الوجود

فيكون تقومها بالاشياء واما عارضة لها ان تعقل فلا يكون واجب الوجود من كل جهة وهذا محال

پس وجود ہوا اور یہ محال ہے جب تعقل اشیاء کا اوسکو عارض ہوا ہو گا خداتعالی بدون اشیاء خارجیہ کے ایک حال پر اور علم اشیا

ويكون لولا امور من خارج لم يكن هو بحال ويكون له حال لا يلزم عن ذاته بل عن غيره فيكون لغيره

حال دوسری پر کہ بذاتہ اس حال پر نہ تھا پس غیر کو اوسکی ذات میں تاثیر ہوگی اور باصول سابقہ یہ باطل ہے

فيه تاثير والاصول السابقة تبطل هذا وما اشبهه ولانه مبدأ كل وجود فيعقل من ذاته ما هو

اور جو اسکے مشابہ ہے وہ بھی باطل ہے ونیز وہ خداتعالی مبدأ ہر وجود کا ہے پس جانتا ہے بذاتہ

مبدأ له وهو مبدأ للموجودات التامة باعيانها والموجودات الكائنة الفاسدة بانواعها

اوس چیز کو کہ جسکا مبدأ ہے اور وہ مبدا ہے موجودات تامہ کا اور موجودات کائنہ فاسدہ کے انواع کا مبدا ہی اور بتوسط

وبتوسط ذلك اشخاصها ومن وجه آخر لا يجوز ان يكون عاقلا لهذه المتغيرات مع تغيرها

اسکے اونکے اشخاص کا مبدا ہے اور وجہ دوسری یہ ہے کہ وہ خدا نہیں جانتا ہے ان متغیرات کو باین حیثیت

من حيث هي متغيرة عقلا زمانيا متشخصا بل على نحو آخر فانه لا يجوز ان يكون تارة

کہ یہ متغیر ہے علم زمانی شخصی کرکے بلکہ اوسکو علم ان متغیرات کا دوسری طرح پر ہے کیونکہ یہ نہیں جائز ہے

يعقل عقلا زمانيا منها انها موجودة غير معدومة وتارة عقلا زمانيا منها انها معدومة غير

کہ اوسکو علم بعض متغیرات کا ہو علم زمانی کہ وہ موجود ہے اور پھر ہو علم اوسکو بعض متغیرات علم زمانی کہ وہ معدوم ہے

موجودة فيكون لكل واحد من الامرين صورة عقلية على حدة ولا واحدة من الصورتين

پس ان ہر دو امر کے صورۃ علمیہ جدا جدا ہونگے ایک صورت دوسری صورت کے ساتھ باقی نہ رہیگی

تبقى مع الثانية فيكون واجب الوجود متغير الذات بل الواجب الوجود انما يعقل كل شيء

پس خداتعالی متغیر الذات ہوگا بلکہ خداتعالی سے جانتا ہے ہر چیز کو بطور کلی کے

على نحو كلي ومع ذلك لا يعزب عنه شيء شخصي فلا يعزب عنه مثقال ذرة في السموات

اور باوجود اسکے کوئی شخص اور ذرہ زمین و آسمان میں اوس سے پوشیدہ نہیں

والارض وقال في الفصل السابع من هذه المقالة فالاول يعقل ذاته ونظام الخير الموجود في

اور کہا اسی شیخ نے ساتویں فصل میں اس مقالہ کے خداتعالی جانتا ہے ذات اپنی کو اور جانتا ہے نظام

الكل انه كيف يكون فذلك النظام لانه يعقله وهو مستفيض كائن موجود وكل معلوم الكون

خیر کو کہ جو موجود ہے کل میں کہ کیونکر ہے پس نظام اسواسطے کہ وہ جانتا ہے اس نظام کو کہ یہ موجود صادر ہے اور ہر

عن مبدأه عند مبدأه وهو خير غير مناف وهو تابع لخيرية ذات المبدأ وكمالها المعشوقين لذاتيهما

اور جو معلول صادر ہے اپنی مبدا سے وہ مرد ایک مبدا اپنی کی خیر غیر منافی ہے اور یہہ خیر تابع ہے خیریت ذات مبدا کو اور اوسکے کمال کو اور یہہ مردو

فذلك الشئ مراد لكن ليس مراد الاول هو على نحو مرادنا حتى يكون له فيما يكون عنه غرض بل

اوسکے معشوق ہیں بالذات اسلئے پس یہہ شئ مراد ہے لیکن مراد خدا کی مانند مراد ہماری کی نہیں تا کہ ہو وے اوسکو غرض اوس چیز میں کہ جو صادر ہو

هو لذاته مريد بهذا النحو من الارادة العقلية المحضة وحيوته ايضا هذا بعينه فان الحيوة التي

اوس سے بلکہ خدا بذاتہ ارادہ کرنیوالا ہے اس طرحکا ارادہ عقلی طرف اور یہی بعینہ اوس خدا کی حیوۃ ہے اور حیوۃ ہماری کامل

عندنا تكمل بادراك وفعل هو التحريك منبعثان عن قوتين مختلفين وقد صح ان نفس

ہوتی ہے بسبب ادراک وفعل کے کہ یہہ تحریک ہے اور یہہ ہر دو پیدا ہوتی ہیں دو قوۃ جدا جدا سے اور ظاہر ہوا کہ نفس معقول

مدركة وهو العقل عن الكل هو سبب الكل وهو بعينه مبدأ فعله وذلك ايجاد الكل فمعنى واحد

خدا کا عالم ہے کل کا وہی سبب ہے کل کا وہی مبدا ہے اپنی فعل کا اور یہی ایجاد کل کا پس ایک چیز خدا میں ادراک ہے اور مبدا

منه هو ادراك وسبيل الى الايجاد فالحيوة منه ليس مما يفتقر الى قوتين حتى يتم

ایجاد کا ہے اور زندگی اوسکے ایسی نہیں کہ محتاج ہووی طرحت دو قوۃ کی اور حیوۃ اوسکے علم کا

بقوتين ولا الحيوة منه غير العلم وكل ذلك له بذاته وايضا فان الصورة المعقولة

غیر نہیں اور علم وحیوۃ وارادہ اوسکا اوسکے عین ذات کے ہیں و نیز جو صورت معقولہ ہماری ذہن

التي تحدث فينا فتصير سببا للصورة الموجودة الصناعية لو كانت بنفس

میں پیدا ہوتی ہے سبب ہوتی ہے صورت موجودہ صناعیہ کا اگر کافی ہو وجود اس صورت عقلیہ کا اسمیں کہ بنیں اوس سے

وجودها كافية لان يكون منها الصور الصناعية بان يكون صورا هي بالفعل مبادئ

صور یا ہم کہ یہہ صورت عقلیہ مبدا ہو صور صناعیہ کا البتہ ہوگی یہہ صورت عقلیہ بعینہ قدرت لیکن اس تقدیر پر

لما هي صور له لكان المعقول عندنا هو بعينه القدرة ولكن ليس كذلك بل وجودها

وجود صورت عقلیہ کا اسمیں کافی نہیں وجود اس صورت عقلیہ کا محتاج ہے طرف ارادہ نو پیدا کی یہہ ارادہ

لا يكفي في ذلك لكن يحتاج الى ارادة متجددة منبعثة من قوة شوقية يتحرك منهما

پیدا ہوتا ہے قوۃ شوقیہ سے حرکت کرتی ہے اس ارادہ اور قوۃ شوقیہ سے قوۃ محرکہ پس حرکۃ اعصاب

معا القوة المحركة فتحرك العصب والاعضاء الادوية ثم تتحرك الآلات الخارجية ثم

واعضا بدنیہ وغیرہ پس حرکۃ کرتا ہے مادہ پس نفس وجود اس صورت عقلیہ کا قدرت نہیں ہے اور نہ وجود

تحرک المادة فلذلک لم یکن لنفس وجود ہذہ الصورة المعقولة قدرة ولا ارادة بل عسی

اس صورت عقلیہ کا ارادہ ہے بلکہ نتیجہ ہم ہیں وہ شے کہ جسنے اعصاب و عضلات وغیرہ کو حرکت دی اور یہ صورت عقلیہ حرکت دینے والی

القدرة فہنا عند المبدأ المحرک وہذہ الصورة محرکة لمبدأ القدرة فتکون محرکة المحرک

مبدا قدرۃ کو ۔ پس یہ صورت محرک المحرک ہوگی ۔ پس خدا تعالی کا علم اوسکے ارادہ کا غیر نہیں

فواجب الوجود لیست ارادتہ مغایرة الذات لعلمہ ولا مغایرة المفہوم لعلمہ فقد

نہ تغایر بالذات نہ تغایر اعتباری ۔ اور بیان کیا

بینا ان العلم الذی ہو بعینہ الارادة التی لہ وکذلک قد تبین ان القدرة التی لہ ہی

ہمنے کہ علم اوسکا ۔ اوسکے عین ارادہ کا ہے ۔ اور ظاہر ہوا کہ قدرت اوسکی اوسکا علم ہے کل کو

کون ذاتہ عاقلة للکل عقلا ہو مبدأ للکل لا مأخوذ عن الکل ومبدأ بذاتہ لا متوقف

کر وہ مبدا کل کا ہے ۔ اور بعین علم ۔ اوسکا حاصل ۔ ہو نیوالا نہ کل سے اور خود مبدا کل کا

علی وجود شیء واذا قال لہ عقل ومعقول وعاقل لم یعن بالحقیقة الا ان ہذا المجرد مسلوب عنہ

بذاتہ ہے کسی چیز پر موقوف نہیں اور جسوقت ہم اوسی خدا کو عقل و معقول و عاقل کہیں اوس سے یہ مراد ہے کہ اس مجرد سے مقارنۃ مادہ

جواز مخالطة المادة وعلائقہا مع اعتبار اضافة ما واذا قال لہ اول لم یعن الا اضافة ہذا

اور علاقہ مادیہ جدا کئے ہوئے ہیں مع اعتبار کسی اضافۃ کے ۔ اور جسوقت ہم اوسکو اول کہیں مراد نہ اضافۃ اوسکے وجود کے

الوجود الی الکل واذا قال قادر لم یعن الا انہ واجب الوجود مضافا الی ان وجود غیرہ

طرف کل کی ۔ اور جب قادر کہا مراد یہ ہے کہ وہ واجب للوجود ہے وجود کل کا صادر ہے ۔ اور جب اوسکو ہم زندہ

عنہ واذا قال لہ حی لم یعن الا ہذا الوجود العقلی مأخوذا مع الاضافة الی الکل المعقول

کہیں مراد اوس سے وجود عقلی ہے مع اضافۃ کے طرف کل معقول کے ہی بقصد ثانی

ایضا بالقصد الثانی اذ الحی ہو الدراک الفعال واذا قال لہ مرید لم یعن الا کون واجب

اوسکو زندہ وہ ہے کہ جو دراک و کنندہ ہو ۔ اور جب ہم اوسکو مرید کہیں مراد ہے یہ کہ وہ واجب الوجود ہے

الوجود مع عقلیتہ ای سلب المادة عنہ مبدأ النظام الخیر کلہ وہو یعقل ذلک انتہی

مع علم کا مسلوب ہی اوس سے مادہ وہ مبدا ہے کل نظام خیر کا جانتا ہے اس نظام کو تمام ہوا کلام اوسکا ملخصا

کلامہ ملخصا وقال فی التعلیقات العلم فی الاول الحق ہو نفس الارادة لان ہذہ المعلومات

وغیرہ کہا اوسنے بیچ تعلیقات کے کہ علم خدا تعالی کا عین ارادہ کا ہے کیونکہ ان معلومات کو اوسکی ذات نے

مقتضى ذاته وهذا المعنى هو معنى الارادة هذه الموجودات على ما هي موجودة عليه مقتضى ذاته وذاته

اقتضا کیا ہے وہی معنی ارادہ کا ہے یہہ موجودات جس حال پر موجود ہیں اوسکے ذات کی اقتضا سے ہیں اور ذات

تقتضي الصلاح ونظام الخير في الكل وهي غير منافية له وهي على مقتضى ذاته فهي مرادة له

اوسکی چاہتی ہے صلاح اور نظام خیر کو کل اور یہہ موجودات غیر منافی ہیں اوسکے یہہ حسب اوسکے اقتضاء کی ہیں پس یہہ مراد

والارادة فينا في مثال البناء هو انا لا نريد الا بعد ان نشوق فنشتاق اليه وفي الاول تعالى الصحيح

ہیں اوسکے اور ارادہ ہمارا مثال بنانی والی کی ہے ہم ارادہ کسی چیز کا جب کرلی ہیں کہ جب شوق اوسکی طرف چلادی اور خدا کو کوئی چیز

ان نشوقه شي الى ايجاد ما هو معلوم له اذ معلومه مراده وكثيرا ما نعلم لا نريد اذ لا يكون لنا اشتياقنا

صرف ایجاد معلوم کی نہیں چلاتی کیونکہ معلوم اوسکا مراد اوسکی ہے اور ہم بعض چیز کو جانتے ہیں اور ارادہ اوسکا نہیں کرتے

لذلك المعلوم داع او شوق والارادة فينا تحصل من تخيل يتبعه اجتماع او حركة او نحوه

کیونکہ اس معلوم کا شوق نہیں اور ارادہ ہمکو حاصل ہوتا ہے تخیل سے تابع ہوتا ہوا اسکو شوق و حرکۃ او ارادہ خدا کا

والارادة فيه تعالى بعينه القدرة لانه كان يصح فينا ان يكون الصورة المعلومة علة لوجود

بعینہ قدرۃ کا ہے اسواسطے کہ ہوسکتی ہے ہماری ذات میں صورۃ معلوم علۃ وجود بنا کی پس وجود اس صورۃ

البناء فكان وجودها قدرة فينا لان معنى القدرة فينا هو ان نقدر على ايجاد ما علمنا وذلك

معلومہ کا قدرۃ ہے ہم میں کیونکہ معنی قدرۃ کی ہم میں یہہ ہے کہ قدرۃ ہو ہمکو اوپر پیدا کرنے کے اور یہہ قدرۃ ہم میں

فينا يتعلق بالحركة وبالالات المحركة واذا كان ذلك غير جائز في الاول الحق اعني ان

متعلق ہے ساتھ حرکۃ کے اور الات حرکۃ دہندہ کے اور یہہ نہیں جائز ہے ذات حق تعالی میں یعنی وہ حرکۃ دی کسی

يحرك شيئا وان يستعمل الة كان المعلوم كافيا فيه ان يوجد ما هو معلوم له اذ هو سبب

کسی چیز کو یا کہ عمل میں لاوی آلہ کہ نفس معلوم اوسکی ذات میں کافی ہے موجود ہونے میں کیونکہ سبب اوسکے فعل کا اوسکا

الفعل لا لقدرة اخرى يفعل ذلك بها وهذا بعينه هو الحيوة لان معنى الحي هو الدراك الفعال

علم ہے اور قوۃ اور یہہ بعینہ حیوۃ ہے کیونکہ معنی زندہ کے دانا و کنندہ ہے اور ہر گاہ ہوا علم اوسکا عین قدرت

ولما كان علمه قدرته وكان ذلك بذاته صح ان يقع عليه اسم الحيوة الا وان اعتبار هذه الاشياء

بذاتہ صحیح ہے کہ نام حیوۃ کا اوسپر بولا جاوی مگر اعتبار علم و ارادۃ و قدرت کا اوسمیں

فيه مختلفة فان كونه عالما يكون بسلب المادة عنه فحسب وكونه حيا يكون بالسلب وبالاضافة

جدا جدا ہے عالم اوسکو فقط بسبب سلب مادہ کے کہا جاتا ہے اور زندہ اوسکو بسبب سلب و اضافہ کے دونوں

الی الموجودات فانہ بالاضافۃ الی الکل یکون حیا فنفی العلم یسلب عنہ المادۃ وفی الحیوۃ یسلب

موجودات کی کہا جاتا ہے وہ بسبب اضافۃ کا طرف کل ممکنات کی زندہ ہے علم میں فقط سلب مادہ کا ہے اور حیوۃ میں سلب ہوتا ہے

عن المادۃ ویضاف الی الموجودات حتی یصح الحیوۃ والعنایۃ ہی ان یوجد کل شیء علی

اوس سے مادہ اور اضافۃ ہوتی ہے اوسکو طرف موجودات ممکنات کی تاکہ صحیح ہووی حیوۃ عنایۃ خدا کی یہ ہے کہ وہ پیدا کری

ابلغ ما یمکن فیہ من النظام وہذہ الموجودات کلہا صادرۃ عن ذاتہ وہی مقتضی ذاتہ فہی غیر

ہر چیز کو بر وجہ کامل تر سکے کہ جو ممکن ہے نظام عالم میں اور کل موجودات صادر ہیں اوسکی ذات سے اقتضاء ہی اوسکے ذات کا

منافیۃ لہ ولانہ یعشق ذاتہ فہذہ الاشیاء کلہا مرادۃ لاجل ذاتہ فکونہا مرادۃ لہ لیس ہو لاجل

اور غیر منافی ہیں اوسکی اور وہ عاشق ہے اپنی ذات کا پس یہ اشیاء مراد ہیں اوسکی ذات کے نہیں ہیں مراد اوسکی بسبب

غرض بل لاجل ذات ولانہا مقتضی ذاتہ فلیس یرید ہذہ الموجودات الا انہا لاجل ذاتہ

کسی غرض کے بلکہ بسبب ذات کے اور مقتضاء ہیں اوسکی ذات کے پس وہ خدا ان موجودات کو واسطے اپنی ذات کے ارادہ کرتا

ولانہا مقتضی ذاتہ مثلا لو کنت تعشق شیئا لکان جمیع ما یصدر عنہ معشوقا لک لاجل ذلک

کہ یہ مقتضا ہیں اوسکی ذات کے مثلا جو تو کسی پر عاشق جو چیز اوس سے صادر ہو وہ معشوق تیری ہوگی بسبب اوس معشوق کے

الشیء ونحن انما نرید الشیء لاجل شہوۃ او للذۃ لا لاجل ذات الشیء المراد وواجب الوجود

اور ہم ارادہ کسی چیز کا بسبب شہوۃ و لذت کے کرتے ہیں نہ بسبب ذات اوس چیز کے اور خدا تعالی جیسا کہ واجب الوجود

بذاتہ واجب من جمیع جہاتہ فان حدث فیہ غرض فلا یکون من جہۃ انفعالہ عن الغرض

بذاتہ واجب ہے ہمہ وجوہ اگر اوسمیں کوئی غرض پیدا ہووی پس وہ بسبب متاثر ہو نیکے اس غرض سے واجب الوجود

واجب الوجود بذاتہ فاذن یجب ان یکون ارادتہ علمہ ان الباری الاول اذا تمثل تبع

بذاتہ نہوگا پس واجب ہوا کہ ارادہ اوسکا اوسکے عین علم کا ہووے خدا کی ذات میں جب کسی چیز کی صورت آوی

ذلک التمثل الوجود کما نحن اذا تمثلنا تبعہ الشوق واذا اشتقنا تبعہ لتحصیل الشیء حرکۃ

اوسی وقت یہ چیز موجود ہو لیتی ہے جیسا کہ جب ہماری میں کسی چیز کی صورت آوی شوق پیدا ہوتا ہے اور جب ہمکو

الاعضاء فاعلم ان القدرۃ ہی ان یکون الفعل متعلقا بالمشیئۃ من غیر ان یعتبر معہا شیء

شوق ہوا واسطے حاصل کرنے اس چیز کے اعضاء کو حرکت ہوتی ہے قدرۃ یہ ہے کہ ہو فعل متعلق ساتھ ارادہ کے بدون اسکے کہ معتبر ہو

آخر والقدرۃ فیہ تعالی علمہ فانہ اذا علم وتمثل فقد وجب وجود الشیء والقدرۃ فینا المبدأ

ساتھ اوسکے اور چیز اور قدرۃ خدا کی علم خدا کا ہے جب اوسنے کسی چیز کو اوسیدم اوسکا وجود ہوا اور ہم میں قدرۃ مبدا حرکت دہندہ

اور ہم میں قدرۃ مبدأ الحرکۃ و مبدء ہے قوۃ ماتحت ہم میں قدرۃ نہیں اور قدرۃ خدا کی امکان سے پاک ہے قدرۃ خدا کی

وہی صدور الفعل عنہ بارادۃ فحسب ولیس قدرتہ مثل القدرۃ فینا ہی بعینہا القوۃ

مانند قدرۃ ممکنات کی نہیں ہے قدرت ممکنات میں قوۃ و امکان اور قدرۃ خدا میں فعلیۃ ہے امکان سے پاک ہے

وہی فیہ الفعل فقط فانہ ان لم یتنبہ علی ہذا الوجہ کان فیہ امکان و واجب الوجود منزہ

اگر ایسا نہو تو اوسمیں امکان ہوگا اور وہ امکان سے بالکل پاک ہے اور ایسا ہی اگر قدرۃ اوسکی عین اوسکے ارادہ اور اوسکے علم کا نہو تو

عن ذلک وکذلک ان لم یتبین ان قدرتہ ہی بعینہا ارادتہ وعلمہ کان فی صفاتہ نقص

اوسکی صفات میں نقصان لازم آویگا پس مرجع اوسکی قدرۃ کا اوسکا علم ہے جیسا کہ مرجع

فیجب ان یکون مرجعہا الی العلم کما کان مرجع ارادتہ الی علمہ والارادۃ فینا تابعۃ

اوسکے ارادہ کا اوسکا علم ہے اور ارادہ ہمارا تابع غرض کا ہے اور خدا کو

لغرض ولم یکن فیہ لغرض البتۃ غیر ذاتہ والارادۃ فینا تختلف لان الاغراض فینا

کوئی غرض سوای اپنی ذات کے نہیں اور ارادہ ہمارا بسبب اختلاف اغراض کے مختلف ہوتا ہے پس قدرۃ خدا کی

تختلف فالقدرۃ فیہ تعالی مخالفۃ لقدرتنا فانہا فیہ بغیر امکان وفینا بامکان وارادۃ

مخالف ہماری قدرۃ کے ہے قدرۃ خدا میں امکان نہیں اور ہماری قدرۃ میں امکان ہے اور ہم میں ارادہ شے کا

الشیء فینا غیر تحصیلہ فان ارادۃ الشیء بالحقیقۃ لصورۃ لنا لیس نفس ارادتنا لہ تحصیلہ لکنا

غیر تحصیل شے کا ہے جب کسی شے کی صورت ہماری ذہن میں آتی ہے ہم اوسکا ارادہ کرتے ہیں اور یہہ ارادہ

بعد ذلک نرید تحصیلہ والجمہور غافلون عن ذلک الارادۃ فینا لا تکون لذاتنا بل خارجۃ

نفس تحصیل کا نہیں لاکن ہم بعد اسکے ارادہ اوسکے تحصیل کا کرتے ہیں عوام اس نکتہ سے غافل ہیں ارادہ ہم میں بسبب ہماری ذات کے

عنا واردۃ علینا من خارج وکذلک جمیع افعالنا لا تکون لنا لذواتنا فجمیع ما یکون لنا

نہیں بلکہ خارج ہے ہماری ذات سے خارج سے آیا ہے اور ایسے ہی جملہ افعال ہماری بسبب ہماری ذات کے نہیں پس ارادہ و علم حرکۃ

من ارادۃ ومشیۃ وفعل وادراک عقلی وحرکۃ یکون بالقوۃ لا بالفعل ولا بدان

ہماری سب بالقوۃ ہیں بالفعل نہیں کسی سبب کے طرف محتاج ہیں کہ جو انکو قوۃ سے طرف فعل کی نکالے اور ہم میں

یحتاج الی سبب معین مخصص یخرج احد الطرفین الی الفعل ونحن اذا اردنا شیئا

ارادہ بعد تصور کرنے کسی چیز مناسب کے ہوتا ہے پس ہمکو لذت آتی ہے اس تصور سے

فانما یکون لنا تلک الارادة بعد ان نتصور الشی الملائم لنا فنفعل عند ای نلتذ به فیبعث منا

نہیں پیدا ہوتا ہے دوسرا ارادہ واسطے تحصیل اس چیز کے پس ہمارا ارادہ خارج سے آتا ہے

ارادة اخری لتحصیله فیکون الارادة واردة علینا من خارج فیکون لها سبب وارادة الباری

اور اوسکا کوئی سبب ہے اور خداتعالی

تعالی لا یکون فیها سبب لانه لا ینفعل عن شی ولا یکون له غرض فی شی بل لا یکون فیه

کا ارادہ کا کوئی سبب نہیں کیونکہ وہ متاثر کسی چیز سے نہیں اور نہ اوسکو کسی چیز کی غرض ہے بلکہ اوسمیں امکان ارادہ

امکان ارادة وامکان مشیة فرغت منتقضة وانتهت لجته قال صاحب القبسات

مشیئة کا نہیں یہانتک ترجمہ تمام شیخ رئیس کا ہے صاحب قبسات نے کہا کہ برہان

ان البرهان القائم بالقسط ان کل ما هو کمال مطلق للموجود بما هو موجود من الصفات

قائم اسپر کہ جو کمال ہے واسطے موجود کے صفات حقیقیہ واجبیہ ہے کہ یہ کمال ثابت ہو خداتعالی

الحقیقیة فانه یجب فی مذهب العقل الصحیح ان یثبت للقیوم الواجب بالذات

کو بذاتہ نہ واسطے کسی چیز کے اور نہ زائد ہو جو کمال اوسکے ذات پر پس اس برہان سے ثابت ہوا کہ ارادہ اور اختیار اوسی

یجب بنفس ذاته الحقة فی مرتبة ذاته ناهض فی صفة الارادة والاختیار کما فی سائر

خداکا اوسکی عین ذات کا ہو وسے جیساکہ اور کمالات اوسکے عین ذات کے ہیں

الصفات والکمالات فیجب ان یکون صفة الارادة والاختیار الفعلیین فی ذاته الواجبیة

من جمیع الجهات کما سائر صفات الکمال من غیر فرق والقبالیین جمیع الحقائق بما لها

اسمیں کچھ فرق نہیں اور جمیع حقائق امکانیہ مع جملہ صفات

من الصفات والملکات من فرائض الحقیقة ولوافلها ای الکمالات الاولی والکمالات

وکمالات کے مخلوق ہیں خداتعالی کے مستند ہیں طرف اوسکے صنعت کی اور وجود کی پس وہ خداتعالی

الثانیة مخلوقة لله سبحانه مستندة الی صنعه وجوده وهیتوا فاضته فالله سبحانه

علم دیتاہے علما کو اور قدرۃ قادرین کو اور ارادہ مریدین کو اور اختیار مختارین کو

هو الذی یسبب العلم للعلماء والقدرة للقادرین والارادة لاولی الارادة والاختیار

بالمحاذین ومن المرتکز فی فطرة العقول انه لایهب الکمال القاصر عنه ومن یحتشم ان ینکر

ور ہر ایک بشر کی عقل میں منتقش ہے کہ جس چیز میں کوئی کمال نہ ہو وہ ہرگز غیر کو یہہ کمال نہیں دے سکتا اور جو اسکا

ذلک فقد فارق الجبلة الانسانیة وتخلع من الفطرة العقلیة والغریزة الروحانیة ومن

انکار کرے وہ نوع انسانی سے خارج ہے اور ظاہر ہے

المستبین ان کل من لیس الکمال ای کمال کان عین مرتبة ذاته فهو لامحالة قاصر عنه

کہ جو کمال اوسکے خدائی عین مرتبہ ذات میں نہیں پس وہ عاری ہے اس کمال سے اس مرتبہ میں پس واجب ہے کہ ارادہ

فاذن وجب ان یکون الارادة والاختیار عین مرتبة ذاته الاحدیة الحقة سبحانه کما العلم

اور اختیار عین مرتبہ ذات خدا تعالی کا ہووے جیسا کہ علم اور قدرة

والقدرة وسائر حیثیات رتبة الحقیقة وکمالات الوجود والی ذلک یشیر قوله عز من قائل فی

وغیرہ صفات کمالات اوسکے عین ذات کے ہیں اور قران شریف میں قول خدا تعالی کا

التنزیل الکریم والقرآن الحکیم وفوق کل ذی علم علیم اذ یجب ان یکون العلم بحسب ذاته غیر

وفوق کل ذی علم علیم اسی طرف اشارہ کرتا ہے علیم وہ ہے کہ جسکا علم عین ذات کا ہووے اور ذی علم وہ ہے

ذی علم زائد علی ذاته حتی یصدق انه فوق کل ذی علم علی العموم الاستغراقی ومن المنصرح

کہ اوسکا علم اوسکے ذات پر زائد ہو خدا نے اپنے آپ کو علیم کہا ہے اور اپنے غیر کو ذی علم کہا اور مناط اسکا

ان مناط ذلک مطلق الحیثیة الکمالیة لاخصوصیة حیثیة العلم انتهی کلامه بعبارته والراسخون

مطلق حیثیت کمالیہ ہے نہ خصوصیت حیثیت علم کے تمام ہوا کلام اوسکا اور اہل سنت

فی العلم القائمون بالقسط من اهل السنة الذین اوتی لهم نصیب ما من الفطانة والخلاق

و جماعت کے جو بڑے عالم ہیں اور اونکو فطانت و ذکاوة سے نصیب ہے وہ اسکا

امن الدرایة جنحوا الی هذا الطریق السدید واذوا الی ذلک الرکن الرشید قال الفاضل

دا ہیں کہ صفت خدا تعالی کے غیر ذات کے ہیں تغایر اعتباری ہے قاضی فاضل

المیبذی من عظماء اهل السنة فی الفواتح صوفیه صافیه کثرهم الله تعالی میگویند چنانچه

میبذی اکابر اہل سنت سے اپنی کتاب فواتح میں کہتا ہے

کنه ذات حق معلوم نیست کنه صفات او هم معلوم نیست لیکن چون اشعه صفات

بر ماہیت انسان تا بہ بادراک آن بوجہی مستقیم نمی توان کرد و وجوب وجود که انسان

را نیست در فہم آن قاصر است و امہات صفات حیوۃ و علم و قدرۃ و ارادۃ و قدرۃ و

سمع و بصر و کلام است و امام الائمہ نزد جمعی حیوۃ است و مولانا کمال الدین عبد الرزاق

اول نظر او بآنست که حیوۃ شرط علم است و نظر ثانی بانکہ علم اشرف از حیوۃ است و صفات

حق تعالی عین ذات است باتفاق صوفیہ و حکما و متکلمان امامیہ و جمعی از معتزلہ یعنی

مترتب میشود بر مجرد ذات او تعالی آنچہ مترتب میشود بر ذات ممکن با صفۃ مثلا ذات

تو کافی نیست در انکشاف اشیا بر تو تا صفۃ علم که مبدأ انکشاف است بتو قائم نباشد

انکشاف حاصل نشود بخلاف ذات خدا که او در انکشاف اشیا محتاج نیست بصفتی که

قائم باشد باو بلکہ ذات او مبدأ انکشاف است و این ہر دو متحد اند در حقیقۃ و متغایر اند

در مفہوم و مرجع این سخن نفی صفات است بحصول نتائج و ثمرات آنہا بر ذات تنہا و

اشارہ باین است آنچہ مرتضی علی رضی اللہ عنہ فرمود کمال التوحید نفی الصفات عنہ و

فی بعض الروایۃ کمال الاخلاص و توہم نکنی که برین تقدیر نتوان گفت خدا عالم است چہ مراد

از عالم ذوات نیست کہ اشیا ہمراہ منکشف باشند خواہ مبدا انکشاف ذات باشد یا صفتی

زائد بر ذات و درین مسلک چنانچہ میتوان گفت صفات عین ذاتست میتوان

گفت غیر ذاتست باعتبار مفہوم و میتوان گفت کہ نہ عین ذاتست و نہ غیر ذات انتہی کلامہ

اقول و من المتجلی لمن دمض علی بصیرتہ البرق العلمی ان غیریۃ الصفات عن الذات الحقۃ

القیومیۃ سبحانہ باعتبار المفہوم لیس مما یتنازع فیہ نزاعا حقیقیا و انما النزاع المستمر و الخلاف

المستقر فی غیریۃ الصفات عن الذات الواجبۃ القیومیۃ باعتبار الحقیقۃ و حقیقۃ

الذات و جندا من المتکلمین و حزب من الملیین قالوا بہذا التغایر الحقیقی بین

الصفات و ذات واجب الوجود فلا یصح علی مسلک ہولاء المتکلفۃ المتعسفۃ

کما ان الصفات عین ذاتہ تعالی باعتبار حصول النتائج و الثمرات علی الذات کذلک ہے

غیر ذاتہ تعالی باعتبار المفہوم و قال العلامۃ الزبیری الاسدی مولانا محمد رضاء

اور علامہ زبیری اسدی ۔ مولانا محمد رضا مشہدی

المشہدی من اجدادنا الکرام فی حاشیۃ رسالۃ اثبات الواجب ان الافکار الصحیحۃ

کہ اس بندہ کے اجداد کرام سے ہیں حاشیہ رسالہ اثبات واجب میں کہتے ہیں کہ افکار صحیحہ

و الانظار السلیمۃ یدعوننا رغبا و رہبا الی ان صفاتہ تعالی عین ذاتہ و لم یتبین لی الجہد

و انظار سلیمہ ہمکو بلاتی ہیں رغبت سے اور خوف سے طرف اسکی کہ صفات خدا کے عین اوسکی ذات کے ہیں اور ہنوز

لا من البرهان العقلی ولا من الکلام الالہی والوحی السماوی ان صفاته تعالی زائدة علی

نہ ظاہر ہوا مجکو دلیل عقلی اور کلام الٰہی اور وحی آسمانی سے کہ صفات اوسکے زائد ہیں اوسکی ذات پر جیسا کہ

ذاته کما زعم قوم تسلط علیهم اوهامهم وضلت افهامهم وان جرنا حرص الی التقلید

گمان کیا ایک گروہ نے بسبب غلبہ وہم کے اگر حرص ہمکو طرف تقلید اسلاف کی کھینچے کفایت ہمکو

الاسلاف کفانا ما قال صفوة الاصفیاء وامام الاولیاء خاتم خلافة خاتم الانبیاء علی ابن

جو کہا صفوۃ الاصفیاء نے اور امام اولیاء نے اور خاتم خلافۃ خاتم انبیاء نے وہ علی علیہ السلام ہے

ابیطالب علیه السلام ان کمال التوحید نفی الصفات عنه ونحن الموحدون نفینا

کہا اونہنے کہ کمال توحید کا یہہ ہے کہ نفی صفات کی خدا سے کریں اور ہم موحد ہیں نفی صفات کی

الصفات عنه وآمنا بانه سبحانه صفته انتهت عبارته نور الله تربته وقال المحقق

اوس سے کرتے ہیں اور ایمان ہمارا یہہ ہے کہ صفۃ اوسکی عین ذات کی ہے تمام ہوا کلام اوسکا روشن ہو قبر اوسکی اور محقق دوانی

الدوانی من سادة اهل السنة فی شرح الهیاکل ان الصفات الکمالیة عین ذاته تعالی

کہ سرداران اہل سنت سے ہے شرح ہیاکل میں کہتا ہے کہ صفات کمالیہ خدا کی عین اوسکے ذات کے ہیں

بمعنی انه من حیث انه سبب لانکشاف الاشیاء علیه علم ومن حیث انه مبدأ

بایں معنی کہ وہ خدا بایں حیثیت کہ مبدأ انکشاف اشیاء کا ہے علم ہے وبایں حیثیت کہ ممکنات میں موثر ہے

للتاثیر فی الممکنات قدرة ومن حیث انه مخصص لاحد طرفی الممکن ارادة وهکذا فی

قدرۃ ہے وبایں حیثیت کہ ہر دو طرف ممکن سے ایک کو خاص کرلیتا ہے ارادہ ہے اور اسیطرح جملہ صفات

جمیع الصفات وتفصیله ان الآثار المترتبة علی الصفات الکمالیة فی حق غیره تعالی

اوسکے تفصیل اسکی یہہ ہے کہ جو ممکنات میں آثار مترتب صفات کمالیہ پر ہوتے ہیں یہہ آثار خدا کی ذات پر

مترتبة فی حقه تعالی علی الذات البحت فان العلم فینا صفة زائدة علی ذواتنا

مترتب ہوتے ہیں علم ہم میں ایک صفۃ زائدہ ہے کہ جسکے سبب سے انکشاف

مستلزمة لانکشاف الاشیاء فهی صفة حقیقیة ذات اضافة وکذا القدرة والارادة

اشیاء کا ہوتا ہے اس صفۃ کو اضافۃ لازم ہے اور ایسا ہی قدرۃ اور ارادہ ہمارا

وغیرهما والحاصل فی حقه تعالی هو تلک الاضافات بدون تلک الصفات وهذا اکمل

اور خدا تعالیٰ میں یہہ اضافات بدون صفات کے حاصل ہیں اور جسکی ذات پر آثار صفات کمالیہ کے مترتب ہوں

اعلی فانہ المحتاج فی انکشاف الاشیاء الی امر مغایر فانہ ناقص بالذات مستکمل بالغیر

دوانی ہے کیونکہ جو محتاج ہووے انکشاف اشیاء کی طرف غیر کی وہ بذاتہ ناقص ہے بسبب غیر کے کامل اور صفات

وصفاتہ تعالی ترجع الی اضافات محضۃ انتہی کلامہ وقال العلامۃ الکاتبی من اعاظم

خدا تعالی کی رجوع کرتی ہیں طرف اضافات کی فقط تمام ہوا ترجمہ کلام محقق دوانی کا

اہل السنۃ فی حکمۃ العین والواجب بذاتہ عالم بذاتہ لحضور ذاتہ ویعلم الاشیاء بذاتہ التی

ہی مبدأ تفاصیل الاشیاء فیکون عندہ امر بسیط ہو مبدأ تفاصیلہا ولا یفتقر فی

ذاتہ صفۃ والالکان فاعلا لہا وقابلا وہو محال وواجب من جمیع جہاتہ ای ذاتہ کافیۃ

فی حصول جمیع مالہ من الصفات وجودیۃ کانت او عدمیۃ والا لتوقف حالۃ من احوالہ

علی غیرہ وذاتہ المعینۃ تتوقف علی تلک الحالۃ فتکون متوقفۃ علی الغیر فیکون ممکنا

لذاتہ انتہی کلامہ والسید الزاہد من اہل السنۃ العظماء راغ الی منہج الحکماء والعرفاء قال

اور میر زاہد کہ بزرگان اہل سنت سے ہے وہ بھی طرف مسلک حکماء و عرفاء کی جھکا

الشیخ الرئیس فی اثبات ان النفس الناطقۃ تعلم ذاتہا بذاتہا لا بامر آخر غیر ذاتہا قال

شیخ رئیس نے ثابت کیا کہ نفس ناطقہ اپنی ذات کو بذات خود جانتا ہے نہ بواسطہ چیز دوسری کے کہا اوسنے

فی التعلیقات ان وجد اثر من ذاتی فی ذاتی کنت ادرک ذاتی کما ادرک شیئا

تعلیقات میں اگر میری ذات کی صورت میری ذات میں حاصل ہووے تو ادراک ہمکو اپنی ذات مانند ادراک دیگر

آخر بان یوجد منہ اثر فی ذاتی ولکن لیس لوجود الاثر الذی ادرکت منہ ذاتی تاثیر فی ادراکی

اشیاء کا ہوگا کہ وقت ادراک اوکے صورت ہم اپنی ذات میں پاتے ہیں مگر ہم وقت ادراک اپنی ذات کے کوئی اور چیز نہیں پاتے

لذاتی الا بسبب وجودی لی فاذا کان وجودی لی لم یحتج فی ادراکی لذاتی الی ان یوجد اثر

ادراک ہمکو اپنی ذات کا بسبب حاضر ہونے ذات کے آگے ذات ہماری کے پس جب ذات ہماری ہماری ذات کے آگے حاضر ہو تا

احضر فی نفسہ ذاتی انتہی بحلاتہ قال ہذا السید فی شرح الرسالۃ بعد نقل کلام الشیخ حاصلہ

اب ہم ذات ادراک ذات خود بطرف حصول صورت کی محتاج نہیں۔ سید نے اپنے شرح رسالہ میں بعد نقل کلام شیخ کے کہا حاصل اسکا

ان التعقل ہو وجود الشیٔ وحصولہ للذات المجردۃ فالمجردات لما کان وجودہا لانفسہا

یہ ہے کہ تعقل حصول و وجود شے کا ہے ذات مجردہ کو پس ہر گاہ ہوا وجود مجردات کا لانفسہا تعقل اونکو بذواتہا ہوگا پس تعقل

یکون تعقلہا انفسہا بذواتہا تعقلہا بالمعنی المصدری ہو عین وجودہا لہا فتعقلہا بالنسبۃ

بمعنی مصدر سادہ وجود او مجردات اونکو اور تعقل بمعنے حاضر نزدیک مدرک سادہ عین

الحاضر عند المدرک ہو عین ذواتہا المجردۃ ومما ینبغی ان یعلم ان لیس بین العاقل و

اونکی ذات مجردہ کا ہے اور جاننا چاہیے کہ عاقل و معقول میں ہر گز تغایر نہیں

المعقول ہہنا تغایر لا حقیقۃ ولا اعتبار اذ لیس ہہنا حیثیۃ تقییدیۃ موجبۃ للتکثر

نہ تغایر حقیقی و نہ تغایر اعتباری اور نہ یہاں حیثیۃ تقییدیہ موجب تکثر کی ہے

ومن ذہب الی ذلک فقد اخطأ کیف والذات الماخوذۃ مع الحیثیۃ امر اعتباری

اور جسنے تغایر سمجھا باحیثیۃ موجب تکثر کے اوسنے خطا کی کیونکہ ذات ماخوذہ مع حیثیۃ کے امر اعتباری ہے

یعتبرہا العقل والعلم المتعلق بہا علم حصولی وقال فی الحاشیۃ توضیحہ ان الذات

اور علم متعلق ساتھہ ذات ماخوذہ مع حیثیۃ کے علم حصولی ہے۔ اور حاشیہ میں یہہ اوسکی توضیح کی کہ ذات مجردہ

المجردۃ الماخوذۃ مع الحیثیۃ موجودۃ فی الذہن ولیست موجودۃ فی الخارج وہذا ظاہر

ماخوذہ مع حیثیۃ کے موجود ذہنی ہے موجود خارجی نہیں پس علم اس ذات مجردہ کا

فیکون العلم بتلک الذات المجردۃ علما حصولیا اذ العلم بہا لا یکون الا بحصولہا فی

علم حصولی ہوگا کیونکہ علم اوسکا بسبب اوسکے حصول ذہنی کے

الذہن واعتبارہا مع تلک الحیثیۃ فان قلت العاقل ہو الہویۃ المجردۃ الحاضرۃ

اور مع اعتبار اس حیثیۃ کے ہے اگر کوئی کہے عاقل وہ ہے کہ جو ہویۃ مجردہ ہونے اور اوسکے

عندہا الہویۃ المجردۃ والمعقول ہو الہویۃ المجردۃ الحاضرۃ عند الہویۃ المجردۃ فیجب

آگے ہویۃ مجردہ حاضر ہو اور معقول ہویۃ مجردہ ہے حاضر نزدیک ہویۃ مجردہ کے پس تغایر

التغایر بینہما بالضرورۃ ولو بوجہ قلت مسلم ان التغایر بین مفہومیہما ثابت بالضرورۃ

بوجہ الثانی ضرور ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ تغایر دونکے مفاہیم میں ضرور ہے اور یہہ ہمارا مقصود

ہے جیسے علم بذات خود ایسا ہی علم حضوری بصورت حصول علم بذات ہے اور اوسی کو علم حضوری اور علم حصولی کہا گیا ہے کہ ذات کے ساتھ علم حضوری اور حصولی کہ سید نے ادراک ذات مجردہ کا ماخوذہ مع حیثیۃ کے ذکر کیا [illegible]

لكنه بمعزل عن ذلك والمقصود ان مصداق العاقل والمعقول فيما نحن فيه هو الهوية المجردة

مقصود ہمارا یہ ہے کہ جب مجرد اپنی ذات کو جانے مصداق عاقل و معقول کا ہویۃ مجردہ بدون حیثیت تقییدیہ

من غير ان يوخذ معها حيثية تقييدية موجبة للتكثر اي ما يقال له العاقل ههنا هو بعينه ما يقال

کے ہوگی یہ حیثیت موجب تکثر کی جسکو یہاں عاقل کہتے ہیں وہی بعینہ معقول ہے

له المعقول وان الامر فيما نحن فيه ليس كما في المعالج والمعالج حيث يوخذ في الاول حيثية

یہاں علاج کنندہ اور علاج پذیرندہ جیسا حال ہے علاج کنندہ میں قوت فعلیت ماخوذ ہے اور علاج پذیرندہ میں قوۃ

القوة الفعلية وفي الثاني حيثية القوة الانفعالية فالعاقل والمعقول والعقل بمعنى الحاضر

انفعالیہ پس جب مجرد نے اپنی ذات کو جانا عاقل و معقول و عقل واحد ہیں وہ ایک ذات مجردہ ہے

عند الذات المجردة ههنا امر واحد وليس بينها تغاير اصلا ولو بالاعتبار نعم يصح ان يق

وہی عقل و عاقل و معقول ہے تغایر اعتباری بھی نہیں البتہ صحیح ہے یہ کہا جاوی

ان تلك الهوية المجردة من حيث انها عاقلة اي مع وصف العاقلية مغايرة لها من

کہ یہ ہویہ مجردہ باین حیثیت کہ عاقلہ ہے مغایر ہے ہویۃ مجردہ کے باین حیثیت کہ وہ معقولہ ہے ہم اسکی نفی

حيث انها معقولة اي مع وصف المعقولية لكن كلامنا ليس في نفيه وبتحقيقنا هذا ظهر

کرتے یہ تغایر مفہوم میں ہے مصداق ہر دو کا ایک ہے اور اس ہماری تحقیق سے ظاہر ہوا کہ علم حضوری

ان اتحاد العلم والمعلوم في العلم الحضوري مطلقا كذلك واتحادهما في العلم الحصولي حيث

میں علم و معلوم میں مطلق اتحاد ہے اور علم حصولی میں اسطور پر اتحاد ہے کہ ماہیۃ

كان العلم فيه الماهية من حيث انها مكتنفة بالعوارض الذهنية والمعلوم فيه مع قطع النظر

بحیثیت اکتناف عوارض ذہنیہ کے علم ہے اور جب قطع نظر اس حیثیت سے کی معلوم ہے

عن تلك الحيثية وما سبق الى بعض الاذهان ان العلم في العلم الحصولي مجموع العارض

اور فاضل مرزاجان نے کہا کہ علم حصولی مجموعہ عارض و معروض کا ہے

والمعروض والمعلوم هو المعروض فقط فليس بشيء وبهذا التحقيق ظهر ان ما اشتهر

اور معلوم فقط معروض ہے یہ قول اوسکا ہیچ ہے و نیز اس ہماری تحقیق سے ظاہر ہوا کہ یہ جو مشہور ہے

عندهم ان علم النفس بصفاتها علم حضوري ليس على الاطلاق بل المراد من الصفات

نفس کو اپنی صفات کا علم حضوری ہے یہاں مراد صفات سے

الصفات الثبوتية دون الاعم منها ومن الصفات الاضافية والسلبية وبه يظهر ايضا

صفات ثبوتیہ ہیں مطلق صفات سلبیہ و اضافیہ مراد نہیں ۔ و نیز ظاہر ہوا کہ یہہ جو کہتے

ان معنى عينية صفات الواجب له ان هناك اتحادا محضا وان الحيثية في قولهم ذاته

ہیں کہ صفات واجب الوجود کی عین اوسکی ذات کے ہیں یہاں اتحاد محض ہے اور یہہ جو کہتے ہیں کہ ذات خدا کی

تعالى من حيث انه مبدأ الانكشاف علم ومن حيث انه مبدأ الآثار قدرة هي الحيثية المتأخرة

باین حیثیت کہ مبدأ انکشاف کا ہے علم ہے وباین حیثیت کہ مبدأ آثار کا ہے قدرة ہے یہاں حیثیت متاخر ہے

عن اعتبار مفهوم العلم والقدرة لا الحيثية المتقدمة على صدقهما حتى يثبت الكثرة فيه بوجه ما

اعتبار مفہوم علم وقدرة سے حیثیت متقدم صدق پر نہیں تاکہ کثرت بوجہ ما ثابت ہووے تمام ہوا کلام سید زاہد کا

انتهى كلامه بعبارته وقال الفاضل قاضي مبارك في حاشية شرح السلم والحق

اور قاضی مبارک نے اپنی شرح سلم کے حاشیہ میں کہا کہ حق یہہ ہے کہ عقول ہماری

ان عقولنا نورانية من حيث التجرد وبها ينكشف الاشياء عند وجودها لها بالانطباع

نورانی ہیں اور مجرد ہیں بلحاظ حیثیت تجرد کے اشیاء جو ہیں منکشف ہوتی ہیں بالانطباع

كما انها منكشفة عنده سبحانه لوجودها له عز اسمه بالمعلومية فمناط انكشاف الاشياء

جیسا کہ یہہ اشیاء منکشف ہوتی ہیں نزدیک خدا کے کیونکہ وجود ان اشیاء کا واسطے خدا کے بمعلومیة کہ اوس خدا کی تحت و تصرف میں ہے

في الواجب تعالى والممكن نفس وجود العالم النوراني لا غير فعلمه تعالى لذاته ولغيره نفس

پس مناط انکشاف کا واجب تعالی اور ممکن میں نفس وجود عالم نورانی کا ہے نہ کوئی اور پس خدا اپنی ذات کو اور غیر کو بذاتہ جانتا ہے

ذاته تعالى وهو وجود بحت ونور حق وعلم الممكن لذاته ولغيره هو وجوده النوري من حيث

وہ وجود صرف اور نور حق ہے اور ممکن کو اپنی ذات کا اور غیر کا علم بسبب اوسکے وجود نوری کے ہے باین حیثیت

استناده اليه تعالى انتهى كلامه فتفكر وقال بحر العلوم في حاشيته على الحاشية الزاهدية

کہ استناد اس وجود کی ہے طرف خدا کی تمام ہوا کلام اوسکا شرح مواقف پر جو میر زاہد کا حاشیہ ہے اوسپر بحر العلوم نے اپنی

لشرح المواقف والمحققون من المتأخرين قالوا ان صفاته تعالى عين ذاته وقال

حاشیہ میں کہا کہ اہل تحقیق متاخرین سے یہہ کہتے ہیں کہ صفات خدا تعالی کے عین ذات کے ہیں

ايضا هذا البحر في حاشيته على الشرح الزاهدي للرسالة ان قوله وبه يظهر ايضا ان معنى

معتبرة فی مصداق الصفات فالذات فی کونها قادراو عالماً یحتاج الی هذه الحیثیة المغایرة

للذات فیلزم استکماله تعالی بالغیر تعالی عنه انتہی کلامه والزاعمون بزیادة الصفات

اور جو اشخاص صفات خدا کو اوسکی ذات پر

علی جاعل الموجودات قالوا قولا رجما بالغیب فتاهوا فی تیه الریب لم یاتوا علیه

زائد کہتے ہیں یہہ قول اونکا ایک غیب کا پتھر ہے حیران ہین وہ جنگل شک مین کوئی اونکے قول پر

بالسلطان وما اقاموا علیه البرهان لا من العقل ولا من الخبر والقران بل سبحوا فی هذا البیان من

دلیل محکم ہرگز نہین نہ دلیل عقلی نہ نقلی کہین قران وحدیث سے ثابت نہین ہوتا کہ صفات خدا کی ذات خدا پر زائد

سبیل الوهم والحسبان فاتبعهم زمر البله والصبیان واصغی الیهم من اذناقلبه ختلاوات

ہین اسے وہم وگمان سے اونہون نے یہہ بات کہی کم عقلون نے اونکی پیروی کی

والعروة الوثقی عند قراحهم الخالیة عن الذکاء والنهی ان العلم لو کان نفس الذات والقدرة

دلیل محکم اونکی اپنی مطلب پر یہہ ہے اس علم خدا کا عین اوسکی ذات کا ہو تو اوسکی قدرة بہی اوسکی عین

ایضا نفسها لکان العلم نفس القدرة فکان المفهوم من العلم والقدرة امرا واحدا و هو باطل

ذات کی ہو گی پس علم النفس قدرة کا ہوگا پس مفہوم علم و قدرة کا ایک ہوگا اور یہہ باطل ہے

وانت تعلم ان القدرة عند الحکماء فی حق الواجب تعالی عین علمه وانما الاختلاف بالحیثیات

کیونکہ اونکا مفہوم جدا جدا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ قدرة خدا کی عین اوسکے علم کا ہے جیسا کہ گذرا اختلاف انکا بلحاظ حیثیة

والاعتبارات لا بالذات وقد اورد علی هذا الدلیل صاحب المواقف وغیرهم ان هذا

و اعتبار کے ہے اختلاف بالذات نہین ہے اور صاحب مواقف وغیرہ نے اس دلیل پر یہہ اعتراض کیا کہ اس بیان تغایر مفہوم

البیان یدل علی تغایر مفهومی العلم والقدرة لا علی تغایر حقیقتها ومغایرتهما لها وقد

علم و قدرة میں ثابت ہوتا ہے اور یہہ اس سے ثابت نہین ہوتا کہ علم کی حقیقة جدا ہے قدرة سے یا علم و قدرة خدا

یتشبثون [illegible] السخافة ویحتجون بانف السفاهة ان مفهوم کونه تعالی عالما وحیا

اور کبھی یہہ لوگ [illegible] سے لیوں کو [illegible] ہین اور ناک بیوقوفی سے لیوں کہتے ہین اگر مفہوم علم و حیوة و قدرة منشا کا عین

وقادرا لوكان نفس ذاته لم حملها على ذاته وكان قولنا الله عالم بمنزلة قولنا الله الله

اوسکی ذات کا پوری جماندہ ہے حمل انکا اوسپر قول ہمارا خدا عالم ہے اسکا یہہ معنے ہو کہ خدا خدا ہے

بمثابة حمل الشئ على نفسه واللازم باطل فكذا الملزوم وفيه نظر من وجوه لان الحمل

جیسا کہ حمل شے کا اپنی ذات پر ہوتا ہے اور بطلان لازم کا مستلزم ہے بطلان ملزوم کا اور اسپر چند وجہ اعتراض ہے اول یہہ کہ حمل

الاولى على انحاء بعض منها مفيد وبعضها غير مفيد بل قد يكون الحمل الاولى نظريا

اولی چند قسم ہے بعض قسم مفید ہے اور بعض غیر مفید بلکہ کبھی حمل اولی نظری بھی ہوتا ہے

ايضا كما تقرر في موضعه ولان هذا البيان انما يفيد زيادة هذه المفهومات على مفهوم

جیسا کہ کتب قوم میں مذکور ہے دوم یہہ کہ اس دلیل سے زیادتی مفہوم علم وغیرہ کی اوسکی ذات پر ثابت ہوتی ہے

الذات ولا نزاع فيه بل النزاع فيما صدق عليه هذه المفهومات ولا شك انه نفس

اسمیں نزاع نہیں نزاع ان مفہومات کے مصداق میں ہے مصداق ان سب کا واحد ہے بلا شک ذات خدا تعالی کی

ذاته مبدأ الانكشاف ومبدأ الايجاد والدراك الفعال ويلوح على مسلك الحكماء

بذاتہ مبدأ انکشاف ومبدأ ایجاد کا ہے اور دانا وکردگار ہے اور اسپر طریقہ حکما پر

آثار رضوان السيد الشريف حيث قال في شرح المواقف فان قلت كيف يتصور

یہہ سید شریف راضی ہوا کہا اوسنے شرح مواقف میں اگر کوئی کہے صفۃ عین ذات کا نہیں ہو سکتے

كون صفة الشئ عين حقيقته مع ان مفهوميهما متغاير لصاحبه بالوجدان قلت ليس معنى

کیونکہ صفت وموصوف تغایر ضرور ہے جواب اوسکا یہہ ہے معنے کلام حکماء کے یہہ نہیں

كلامهم ان هناك ذاتا وله صفة وهما متحدان حقيقة كما زعم بل معناه ان ذاته تعالى

کہ خدا کی ذات ہے اور اوسکو صفت ثابت ہے یہہ ہر دو متحد ہو گئے بلکہ معنی اونکی کلام کے یہہ ہے کہ اوسکے فقط

يترتب عليه ما يترتب على ذات وصفة معا مثلا ذاتك ليست كافية في انكشاف

ذات پر وہ آثار مترتب ہوتے ہوں کہ جو ممکن کی ذات وصفۃ پر مثلا ذات زید کی انکشاف اشیاء میں کافی نہیں جب تک

الاشياء عليك بل انك تحتاج في ذاتك الى صفة العلم التي تقوم بك بخلاف ذاته

اوسمیں صفۃ علم کی کہ وہ صورۃ حاصلہ ہے بالحالہ اور ادراکیہ ہے قائم نہووی بخلاف ذات خدا تعالی کے

تعالى سبحانه فانه لا يحتاج في انكشاف الاشياء وظهورها عليه الى صفة تقوم به بل

کہ وہ انکشاف اشیاء میں کسی صفۃ زائدہ کے طرف محتاج نہیں بلکہ ذات اوسکی بذاتہ مبدأ انکشاف کلی اشیا کا ہے

قوله ومنها مفيد ... ان الحمل الاولي ... [illegible]

المفہومات باسرہا منکشفۃ علیہ لاجل ذاتہ فذاتہ بہذا الاعتبار حقیقۃ العلم وکذا الحال

پس ذات اوسکی اس اعتبار سے علم ہے اور ایسا ہی حال قدرۃ کا ہے

فی القدرۃ فان ذاتہ تعالی موثرۃ بذاتہا لا بصفۃ زائدۃ علیہا کما ہی فی ذواتنا فہی بہذا

کہ ذات اوسکی بذاتہا تاثیر کرنیوالی ہے نہ بسبب صفۃ زائدہ کے جیسا کہ ہم ہیں قدرۃ صفۃ زائدہ ہے پس ذات

الاعتبار حقیقۃ القدرۃ فالذات والصفات متحدۃ بالذات متغایرۃ بالاعتبار انتہی

خدا کی اس اعتبار کہ موثر بذاتہا ہے قدرۃ ہے پس ذات و صفۃ میں اتحاد بالذات ہے اور تغایر بالاعتبار یہاں تک ترجمہ

کلامہ وروی ان زندیقا قال لجعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب

کلام سید شریف کا ہے اور مروی ہے کہ ایک زندیق نے حضرت امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام

علیہم السلام انقول ان اللہ تعالی سمیع بصیر فقال علیہ السلام انہ سمیع بغیر جارحۃ

سے کہا کیا تو خدا کو بینا و شنوندہ کہتا ہے امام جعفر نے جواب دیا کہ وہ بینا و شنوندہ بدون آنکھ

بصیر بغیر آلۃ بل سمیع بنفسہ وبصیر بنفسہ ولیس قولی انہ سمیع بنفسہ انہ شئ والنفس

اور کان کے ہے اپنی ذات سے سنتا ہے اور اپنی ذات سے دیکھتا ہے اور یہ جو میں کہتا ہوں کہ وہ بنفسہ شنوندہ ہے اسکا یہ

شئ آخر ولکنی اوردت عبارۃ عن نفسی اذ کنت مسئولا وافہاما لک اذ کنت

معنی نہیں کہ خدا شئے جدا ہے اور نفس اوسکا شئے جدا ہے یہہ عبارت میں اپنی نفس سے تعبیر سمجھانے کو کہی ہے وہ خدا اپنی تمام

سائلا فاقول یسمع بکلہ لا ان کلہ لہ بعض ولکنی اردت افہامک والتعبیر عن نفسی

ذات سے سنتا ہے وہ اب تمام وکل نہیں کہ اوسکا کوئی جزو ہو لاکن میرا ارادہ تیری سمجھانیکا ہے حاصل میری کلام

ولیس فی مرجعی فی ذلک کلہ الا الی انہ السمیع البصیر بلا اختلاف الذات ولا

یہہ ہے کہ وہ شنوندہ وبینا بلا اختلاف ذات وبلا اختلاف معنے کے ہے تمام ہوا

اختلاف المعنی انتہی کلامہ المعلی وقال مولانا عطا رضا قدس سرہ من اماجدنا

کلام مبارک حضرت امام جعفر علیہ السلام کا اور مولانا عطا رضا قدس سرہ کہ جو بندہ کے اجداد

الکرام فی شجرۃ الانساب ان محمد بن عبد اللہ بن ہارون الزبیری قال سمعت

کرام سے ہیں وہ اپنی کتاب شجرۃ الانساب میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن ہارون الزبیری نے کہا کہ میری وقت میں

لبعض المعاصرین من العلما یقولون ان صفات اللہ تعالی زائدۃ علی ذاتہ

بعضے علما یہہ کہتے تھے کہ صفات خدا کی اوسکی ذات پر زائدہ ہیں

ومنهم من یقول لاعینه ولاغیره فسئلت عن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن

اور بعض یہہ کہتے ہیں کہ نہ عین ہین نہ غیر پس اس مسئلہ مین سوال کیا مینی امام محمد بن علی بن موسے بن جعفر بن

محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب علیهم السلام فقال الله هو الله فهو

محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب علیهم السلام سے جواب دیا اونہوں نے خدا خدا ہے وہ خدا

کما هو الله هو العلم والقدرة والحیوة والارادة لافاقة له الی شئ هو کمال مطلق فوق

جیسا کہ خدا ہے وہ بعینہ علم و قدرۃ و حیوۃ و ارادہ ہے اوسکو حاجت کسی شئے کی طرف نہین وہ کمال مطلق ہے

الکمال کل کمال وخیر هو سبحانه لنا افتقار الی صفات واردة علینا لانها لیست

بلکہ بالاہر کمال پر ہے جو کمال و خیر ہے وہ خدا ہے ہمکو احتیاج ہے طرف صفات زائدہ کی کیونکہ صفات ہماری عین

انفسنا ولیست منا الله الغنی وانتم الفقراء ایاک والظنون والاهواء انتهی

ذات کے نہیں اور نہ ہمسے صادر ہان وہ خدا پاک ہے حاجت سے اور ہر مکلف محتاج ہے ای محمد بن عبد الله زبیری تو اپنی کو ان ظنون

کلامه البیضاء وقال الشیخ فیه ان عمر بن مصعب بن عامر الزبیری قال سمعت ابا امی

تمام ہوا کلام اوسکا ونیز مولانا علیہ الرحمہ نے اسی کتاب میں کہا کہ عمر بن مصعب بن عامر زبیری کہتا کہ مینے اپنی نانا سے

بن حسن المثنی بن حسن بن علی ابن ابیطالب علیهم السلام قال ان الله عزوجل کله

بن حسن مثنے بن حسن بن علی بن ابیطالب علیہم السلام سے کہتے تھے وہ خدا تعالےٰ کل وتمام

قدرة وکله علم وکله ارادة وکل کمال وجمال وبهاء وسناء فهو عینه انتهی کلامه رفع الله

قدرۃ اور کل وتمام علم ہے اور کل تمام ارادہ ہے اور جو کمال و جمال ہے وہ اوسکا عین ذات کا ہے تمام ہوا کلام ترجمہ

مقامه وروی عن امیر المومنین وامام المسلمین علی ابن ابیطالب علیه السلام الحمد لله

مقام رفعا کا اور حضرت امیر المومنین وامام المسلمین مرتضے علی علیہ السلام سے مروی ہے کہا اونہوں نے ستایش اوس

الذی لایبلغ مدحته القائلون ولایحصی نعماءه العادون ولایودی حقه المجتهدون

خدا کی کہ جسکی مدح کو گوئندگان نہین پہنچتی اور شمار کرنیوالے اوسکے نعمت کو نہیں گن سکتے اور ادا اوسکے حق کو مجتہدین

الذی لایدرکه بعد الهمم ولاینا له غوص الفطن الذی لیس لصفته حد محدود ولا

نہین ادا کر سکتے دوری ہمتون کی اوسکو نہیں ادراک کرتے اور غوطہ دانا کا اوسکی تک نہیں ہوسکتا اوسکی صفت کو حد

نعت موجود ولا وقت معدود ولا اجل ممدود فطر الخلائق بقدرته ونشر الرياح برحمته

اور نہ کوئی نعت ہی اور نہ کوئی وقت و عرصہ معین کیا گیا   پیدا کیا اوسنے خلق کو اپنی قدرت سے اور چلایا ہوا کو اپنی

ووتد بالصخور ميدان ارضه اول الدين معرفته وكمال معرفته التصديق به وكمال التصديق

رحمت سے اور محکم کیا پتھروں سے میدان زمین کو [illegible]

به توحيده وكمال توحيده الا[illegible]

اوسکی توحید ہے اور کمال توحید کا اخلاص اوسکا ہے اور کمال اخلاص کا یہہ ہے کہ نفی صفات کی اوس سے کری بدلیل اسکے

كل صفة انها غير الموصوف وشهادة كل موصوف انه غير الصفة فمن وصف

کہ ہر صفت غیر موصوف کی ہے اور ہر موصوف غیر صفت کا جسنے اوسکو صفت ثابت کی اوسنے اوسکو غیر سے ملایا جسنے اوسکو غیر سے ملایا

الله سبحانه فقد قرنه ومن قرنه فقد ثناه ومن ثناه فقد جزاه ومن جزاه فقد جهله

اوسنے اوسکو دو کیا   جسنے اوسکو دو کیا اوسنے اوسکے ٹکری کئی جسنے اوسکے ٹکری کئی اوسنے اوسکو

انتهى كلامه الشريف وقوله المنيف شعر كلام علي كلام علا ؛ وما قاله المرتضى

نہ جانا تمام ہوا کلام شریف حضرت علی کا   کلام علی ہے کلام بلند   کہا جو علی کا وہ سب کو

مرتضى ؛ واني لاظن مرتابا من ادنى لحظ ما من العلم والايمان وقسط ما من الفهم

لپسند   اور جس شخص کو خدا نے علم و ایمان اور فہم و ایقان عطا فرمایا وہ خوب جانتا ہے کہ اہل بیت ہی خزائن

والايقان في ان اهل بيت النبوة الذين هم خزنة اسرار المعرفة وحملة اسفار الولاية

اسرار معرفت   اور حاملان دفاتر ولایت کے ہیں جہاں

اولى للتمسك والاعتصام في مواضع مزال الاقدام ومواقع مضال الافهام مخصوص

اختلافات موری علماء اس اہل بیت نبی کے قول و فعل پر تمسک مناسب ہے جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل البیت

الوحي من سيد الانام عليه وعلى آله الصلوة والسلام اخرج احمد وابن جرير والحاكم في

کے حق میں بہت احادیث تعریف کی فرمائی ہیں   روایت کی ہے احمد و ابن جریر نے اور حاکم نے مستدرک

المستدرك والطبراني في الكبير عن ابي ذر وابو بكر احمد بن عمر البزار عن عبد الله بن عباس

میں   اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابی ذر رضی اللہ عنہ سے   اور بزار نے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ

وعبد الله ابن الزبير رضي الله عنهم قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مثل اهل بيتي

بن زبیر رضی اللہ عنہم سے   فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری اہل بیت

قوله اولى للتمسك اقول ان ما روي من ان ائمة اهل بيت النبوة
من الرواة الثقاة المعتبرة في العبادات والعادات
والمعتمدات اولى للتمسك والعمل وانما روي عن غيرهم
من الصحابة الاجلة والتقدم والعترة المنشرة بل هذا
السيد علي بن موسى عن الصحابة اذ لا اعتبار
اقتداء بالاربعة منه
العبد ابراهيم

فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک وزاد الطبرانی ومثل باب

مانند کشتی حضرت نوح کی ہیں جو اوسپر سوار ہوا عذاب دارین سے بچا اور جو اوس سے بہا گا وہ موا اور طبرانی نے ایک کلمہ زیادہ کیا

حطۃ فی بنی اسرائیل واخرج مسلم عن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول

مانند دروازہ حطہ بنی اسرائیل کے ہیں اور مسلم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ایہا الناس انما انا بشر یوشک ان یاتینی رسول

صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے اے مسلمانوں میں ایک بندہ خدا کا ہوں عنقریب ہے موت میری آئے

ربی فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا

تمہاری پاس دو چیز بڑی قدر کی چھوڑتا ہوں ایک قرآن شریف کہ جسمیں ہدایت اور نور ہے تم پیروی

بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی

کرو قرآن کی اور لوگوں کو رغبت دی قرآن سے اور دوسری میری اہل بیت ہیں

اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی واخرج الحاکم والطبرانی

خدا کو یاد دلاتا ہوں اپنی اہل بیت میں یعنی خدا کی معرفت کا راستہ میری اہل بیت سے حاصل ہوتا ہے اور روایت کی

عن زید بن ارقم والترمذی عنہ وعن جابر وابن الانباری عن زید بن ثابت وابو یعلی

حاکم و طبرانی نے زید بن ارقم سے اور ترمذی نے اوسی سے اور جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابن انباری نے زید بن ثابت سے

والطبرانی فی الکبیر ومحمد بن محمد الباوردی عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہم قال

اور ابو یعلے اور طبرانی اور باوردی نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی

رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جاتا ہوں جب تک تم اوسکی پیروی کرو گے

احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل

بعد میری گمراہ نہو گے ایک قرآن شریف ہے گویا رسی آسمان سے زمین تک لٹکی ہے اور دوسری میری اقارب اہل

بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما وزاد الطبرانی

بیت ہیں قرآن اور اہل بیت باہم متفق ہیں ایک دوسری سے قیامت تک جدا نہیں ہوتا ۔ اور طبرانی کی روایت میں یہ

وسألت لہما ذلک ربی فلا تقدموہما فتہلکوا ولا تعلموہما فانہما اعلم منکم واخرج ؛

بھی ہے کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں قرآن و اہلبیت کے حق خدا سے سوال کیا ان دونو سے آگے مت ہو کہ موجب ہلاکت کا ہے

قول علی رضی اللہ عنہ

المسند الاسدی وابن ابی شیبه والحکیم الترمذی وابویعلی والطبرانی فی الکبیر وابن

روایت کی مسند اسدی وابن ابی شیبه وحکیم ترمذی وابویعلی وطبرانی وابن

عساکر عن ایاس بن سلمه بن الاکوع عن ابیه عن النبی صلی الله علیه واله وسلم قال

عساکر نے سلمه بن اکوع سے فرمایا پیغمبر صلے الله علیه وسلم نے

النجوم امان لاہل السمآء واہل بیتی امان لامتی واخرج الحاکم فی المستدرک علی شرط

ستارے امان ساکنان فلک ہیں اور میری اہل بیت امان میری امت کی ہیں اور حاکم نے مستدرک میں بر شرط شیخین

الشیخین عن ابن عباس رض قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم النجوم امان لاہل

ابن عباس سے روایت کی ہے فرمایا رسول الله صلے الله علیه واله وسلم نے ستارے امان ساکنان

الارض من الغرق واہل بیتی امان لامتی من الاختلاف واخرج ابویعلی والضیاء

زمین کے ہیں غرق سے اور میرے اہل بیت امان میری امت کے ہیں اختلاف سے روایت کی ابویعلی وضیا نے

عن ابی سعید والطبرانی فی الکبیر عن کعب بن عجره وابن مردویه عن عائشة

ابی سعید سے اور طبرانی نے کعب بن عجره سے اور ابن مردویه نے حضرت عائشه رضی الله عنها

رضی الله عنهم قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم علی مع الحق والحق معه یزول معه

سے فرمایا پیغمبر صلے الله علیه وسلم نے علی ہمراه حق کے ہے اور حق ہمراه علی کے ہے جہاں

حیث مازال وعندنا اہل السنة کثرہم الله تعالی ان الله سبحانه کما یرید الایمان

علی جاتا ہے حق اوسکے ساتھ ہے اور ہم اہل سنت خدا زیاده کرے اونکو یہه کہتے ہیں که خدا تعالے بندوں سے جیسا اراده ایمان

والطاعة من العباد وکذلک یرید الکفر والفسق منہم لقوله سبحانه یہدی من یشاء

وطاعة کا کرتا ہے ویسا ہی اراده اونسے کفر وفسق کا کرتا ہے دلیل یہه ہے که خدا نے کہا ہدایت کرتا ہے خدا جسکو

ویضل من یشاء وقوله فمن یرد الله ان یہدیه یشرح صدره للاسلام ومن یرد ان یضله

چاہے اور گمراه کرتا ہے جسکو چاہے ونیز کہا خدا جسکی ہدایت کا اراده کرے سینه اوسکا واسطے اسلام کے کہولدیتا ہے اور جسکو گمراه کرے

یجعل صدره ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل الله الرجس علی

وه اوسکا سینه تنگ کرتا ہے گویا وه آسمان پر چڑہتا ہے خدا پلید کرتا ہے اون لوگوں کے دلوں پر که جو کافر ابدی ہیں

الذین لا یومنون وہذا صراط ربک مستقیما کذلک نفصل الایات لقوم یذکرون

اور خدا کی طرف سے ہدایت وضلالت کا ہونا یہه راه سیدھا ہے جو لوگ دانا ہیں اونکے واسطے یہه آیات ہم بیان کرتے ہیں

والشیعة ما بالوا الی ہذہ المحجة المستقیمة فزعم منہم ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی

اور شیعہ نے بہ راہ نہ اختیار کیا اونمیں سے ابو جعفر کلینی نے یہہ گمان کیا کہ ارادہ خدا کا

ان ارادة اللہ تعالی غیر علمہ لانہ سبحانہ یعلم کل شئی ولا یرید شرا ولا ظلما ولا کفرا ولا

اوسکے علم کا غیر ہے کیونکہ وہ خدا سب شئے کو جانتا ہے اور شر و ظلم وغیرہ

شیئا من القبائح والسیئات فعلمہ تعالی متعلق بکل شئی ولا کذلک ارادتہ فارادتہ

قبائح کا ارادہ نہیں کرتا ہے علم اوسکا متعلق ساتھہ ہر شئے کی ہے اور ارادہ اوسکا متعلق ساتھہ

تعالی غیر علمہ سبحانہ وعلمہ سبحانہ عین ذاتہ الاحدیة وارادتہ امر آخر وراء حقیقة

ارادہ اوسکا اوسکے علم کا غیر ہے اوسکا علم اوسکے عین ذات کا ہے ارادہ اوسکا اوسکی عین ذات کا نہیں بلکہ اوسکی

حقیقة وزائدة علی نفس ذاتہ والسید الباقر الفلسفی منہم مع الاخوان العلمیة

ذات پر زائد ہے سید باقر من جملہ شیعہ سے ہمراہ حکماء کی ہے قائل اسکا ہے

والجیران الحکمیة سلک مسلک الحکماء بان جملة صفاتہ الکمالیة عین ذاتہ سبحانہ

کہ جملہ صفات کمالیہ عین ذات خدا کی ہیں

دفع ہذہ الشبہة بضابطة الحکمة فی کتابہ المسمی بالقبسات ان الجواد الحق

اپنی کتاب قبسات میں حسب ضوابط حکمیہ کے اس شبہہ کو اسطور سے دفع کرتا ہے ان مفیض خیر کا جواد مطلق سے ہرگز

والغنی المطلق یمتنع ان یکون افاضة الخیر منافیة لذاتہ بل ان اختیارہا لازم

اوسکے منافی نہیں ہوتا ہے بلکہ اختیار افاضہ خیر کا لازم ہے ذات خدا کو پس نظام وجود میں جس چیز کو خدا خیر

ذاتہ فکل ما یعلمہ خیرا فی نظام الوجود فانہ یصنعہ ولفیضہ غیر مناف لذاتہ ولا غیر

جانے اوسکو ضرور کرتا ہے اور یہہ منافی اور غیر مرضی اوسکے ذات کا نہیں ہوتا اور جو افاضہ خیر کا منافی اوسکے

مرضی بہ بالنظر الی ذاتہ وکون افاضة الخیر مرضیا بحسب ذاتہ وہو معنی ارادتہ

مرضی کے ہووی اور اسیکا نام اوسکا ارادہ ہے اور یہہ ارادہ اوسکے

التی ہی من صفات ذاتہ وہی عین ذاتہ فنفس مرتبة ذاتہ سبحانہ علم تام

عین ذات کا ہے پس مرتبہ ذات خدا کا علم ہے ہر شئے کا اور

لکل شئی وارادة حقة واختیار حق لکل خیر وہو بنفس ذاتہ مستحق اسم العالم لکل

ارادہ و اختیار سچا ہر خیر کا وہ خدا بذاتہ مستحق اسکا کہ اوسکو عالم و مرید و مختار ہر خیر کا کہا جاوی

شئ واسم المرید المختار لکل خیر من غیر رویۃ وہمۃ وتفکر وقصد ومالیس ہو من الخیر

اور ادسمین تفکر و تردد نہین ہے اور جو جز شر مطلق ہے

المطلق ولا من الغالب خیرہ علی الشر فلا یختارہ ولا یقبضہ ولا یدخلہ فی حریم الصنع

یا شر اوسکے غالب یا مساوی خیر کے ہے اوسکو وہ خدا تعالی ہرگز نہین پیدا کرتا

والتکوین والایجاد والافاضۃ اصلاً والشرور القلیلۃ اللازمۃ للخیرات الکثیرۃ

اور جو شرور تھوڑین خیرات کثیرہ کو لازم ہین اونکو اسواسطہ پیدا کرتا ہے

انما یریدہا بما ہی لوازم الخیرات لا بما ہی شرور فلذلک کانت الطفائف

کہ یہہ لوازم خیرات کثیرہ کے ہین بنظر اونکی شریت کے اونکو نہین پیدا کرتا اسیواسطے وہ شرور قلیلہ جو لوازم

القلائل من الشرور التی ہی من لوازم البرکات العظیمۃ والخیرات الکثیرۃ داخلۃ

خیرات کثیرہ کی ہین داخل ہین قضا وارادہ خدا تعالی ہین بالعرض نہ بالذات

فی قضاء اللہ تعالی لا بالذات بل انما بالعرض فاذن کون الارادۃ الحقۃ الالہیۃ

پس ارادہ خدا کا نہ متعلق ہونا ساتھہ شرور کے

غیر متعلقۃ بالشرور بالذات لا یصادم کون ارادۃ الخیر عین العلم الذی ہو بعینہ

بالذات اسکا منافی نہین کہ ارادہ خیر کا عین اوس علم کا ہووی کہ جو علم عین ذات کا ہے

مرتبۃ الذات الحقۃ الاحدیۃ فارادۃ الخیر وزانہا بالاضافۃ الی صفۃ وزان السمع

پس ارادہ خیر کا اوس خدا کا ایسا ہے جیسا کہ اوسکا سمع وبصر سمیع وبصر اوسکی اوسکے

والبصر الیس السمع والبصر من صفات وعین الذات الحقۃ الواجبۃ التی ہی بعینہا

صفات ذات سے ہین اور اوسکے عین ذات کے ہین وہ ذات کہ جو علم تام ہے

العلم التام المحیط بکل شئ ثم السمع سمع لکل مسموع والبصر بصر الی کل مبصر لا بالنسبۃ

ہر چیز کا پہر سمیع سمیع ہے ہر شنیدہ کی اور بصر بصر ہے ہر دیدہ کی نہ بہ نسبۃ

الی کل شئ فکذلک الارادۃ الحقۃ فذاتہ سبحانہ علم لکل شئ ممکن وارادۃ لکل خیر ممکن

ہر چیز کے بس اسیطرح سے ارادہ ہے پس ذات خدا تعالے کی علم ہر چیز کا اور ارادہ ہے ہر خیر کا

وسمع بالنسبۃ الی کل شئ مسموع وبصر بالقیاس الی کل شئ مبصر وقدرۃ علی کل شئ

اور سمیع ہے بہ نسبۃ ہر چیز شنیدہ کی اور بصر ہے بہ نسبۃ ہر چیز دیدہ کی اور قدرت بہ نسبۃ اوس چیز کی

مقدور علیه والشرور الواقعة فی نظام الوجود سواء علیها کانت فی هذه النشاة

جو مقدور ہے — اور شرور واقعہ نظام — وجود میں — خواہ دنیا میں ہو دین — یا آخرت میں

الاولی ام فی تلک النشاة الاخرة لیست هی مرادة بالذات ومقتضیة بالذات

مراد خدا کے بالذات نہیں ہیں

بل انما هی مرادة بالعرض ومقتضیة بالعرض فهی داخلة فی القضاء لا بالذات

بلکہ مراد واسطے بالعرض ہیں پس یہ شرور قلیل داخل ہیں قضاء الٰہی میں بالعرض نہ بالذات

بل بالعرض من حیث انها لوازم الخیرات العظیمة الواجبة الصدور عن الحکیم الحق

بالعرض قضاء الٰہی میں یہ شرور قلیل اسواسطے داخل ہیں کہ یہ لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں اور جو شرور قلیلہ

والخیر المطلق وانکانت واقعة فی القدر بالذات فان قلت فما شانک فیما رواه

لوازم خیرات کثیرہ کے ہیں اونکا صدور خدا سے ضرور ہے اگرچہ یہ شرور قلیلہ قدر میں بالذات واقع ہیں اگر کوئی کہی

ابو جعفر الکلینی وابن بابویه عن ائمتنا المعصومین فی حدوث الارادة والمشیئة

کہ ابو جعفر کلینی و ابن بابویہ نے حضرات ائمہ اہل بیت سے نقل کیا ہے کہ ارادہ و مشیئت صفات

وانهما من صفات الفعل لا من صفات الذات قلت سبیلی فی ذلک الخ

فعل سے ہیں صفات ذات سے نہیں اور یہ حادث ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ ارادہ سے

الارادة قد تطلق ویرام بها الفعل المصدری بفتح الفاء اعنی الاحداث والایجاد وقد

کبھی فعل بالفتح مراد ہوتی ہے جو مصدر یعنی ایجاد و احداث کے ہے یعنی پیدا کرنا اور کبھی

یرام بها الفعل الحاصل بالمصدر بالکسر اعنی نفس المعلول الحادث المتجدد وانه کما

مراد ارادہ سے فعل بالکسر حاصل بالمصدر ہوتی ہے وہ نفس معلول حادث ہے اور جیسا کہ علم

یعلمه سبحانه بالاشیاء مراتب واخیرة مراتبه وجود الموجودات وصدورها عنه

بہ نسبت اشیاء کے مراتب ہیں اخیر مرتبہ یہ ہے کہ وجود موجودات اوس سے صادر ہے اور یہ

سبحانه منکشفة غیر محتجبة علی معنی ان وجودها وفیضانها عنه منکشفة عنده

موجودات منکشف ہیں اوس پر بایں معنی کہ وجود انکا اوس سے ہے اور یہ سب منکشف ہیں اوس پر

غیر غائبة عنه ولا محتجبة عنه هو لعینه معلومیتها له لا عالمیته لها اذ عالمیته لها غیر

غیر پوشیدہ ہیں اوس سے یہ بعینہ معلومیت انکی اشیاء کی ہے اوسکو نہ عالمیت اوسکو انکی کیونکہ عالمیت اوسکو انکی نہیں

منبعثة عن وجودها بل انها من جهة علمه بنفس ذاته سبحانه على اتم الوجوه وافضل الانحا

پیدا ہوتی ہے انکی وجود سے بلکہ حاصلیت اوسکی بہ نسبت اوسکی ذات کے ہے بوجہ کامل ایسا ہے اوسکے ارادہ کے بھی مراتب

فلک لارادته جل سلطانه مراتب واخيرة مراتب الارادة هي بعينها ذوات الموجودات

ہین اخر مرتبہ اوسکے ارادہ کا ذوات موجودات کے ہے

وهويا نها المتقررة بالفعل وانما هي عين الارادة بمعنى مرادية لها لا بمعنى مريدية لها

جو متقرر ہے بالفعل اور یہ موجودات اوسکے عین ارادہ کا ہین بمعنی مرادیۃ کے نہ بمعنی مریدیۃ کے

ثم المرادية ايضا بمعنى صدورها عنه بالفعل مرضيا بها لا بمعنى كونها مرضيا بها عنده

پس مرادیۃ ہے یہی معنی کہ انکا صدور ہے بالفعل اوس سے اور رضا ہے اوسکے ساتھ انکی نہ بایں معنی کہ رضا اوسکے

فان مابه فعلية الرضاء ومبدائية التخصيص هو نفس ذاته سبحانه بحسب جوده

ساتھ انکی نزدیک اوسکے کیونکہ وہ چیز کہ جو سبب فعلیۃ رضا کا اور مبدا التخصیص کا ہے وہ ذات خدا کی ہے اور یہ اقوی ہے

ورحمته وعنايته وخيريته وذلك اقوى في الاختيار مما ان يكون انبعاث الرضا بالفعل

اختیار میں اوس سے کہ جو ہووی پیدا ہونا رضا کا بالفعل کے امر زائد سے کہ زائد ہے ذات فاعل پر اور لاحق ہے

عن امر ما زائد على نفس ذات الفاعل ومما ان يكون فاعلية الفاعل لا بنفس ذاته بل

اوسکو پس ظاہر ہوا کہ اوسکے معلولات کا مرضی بہا

بامر ما يلحق جوهر ذاته فاذن مجعولاته سبحانه مرضي بها قبل الصدور وعند الصدور على

ہونا نزد صدور کے اور قبل صدور سے ایک ہے وقت صدور معلول کے

سبيل واحد وليس يتجدد له الرضاء عند الصدور عنه بالفعل بل انما الحادث المتجدد

رضا تو حادث نہین ہوتی ہے بالفعل بلکہ تو حادث وجود اشیا کا ہے بالفعل اوس سے

وجود الاشياء عنه سبحانه بالفعل مرضية لا امر ما في ذات الفاعل او في جهات

اور یہ اشیا مرضیہ ہین ذات فاعل مین کوئی چیز تو حادث نہین ہے تمام ہوا

ذاته اصلا انتهى كلامه فقائل فاتضح واستبان بالحجج الغراء العقلية والبراهين البيضاء

ترجمہ کلام سید باقر کا پس ان دلائل عقلیہ و نقلیہ سے صاف ظاہر ہوا

النقلية ان صفات الباري عز وجل سبحانه عين ذاته الحقة الواجبة ونقلية

کہ صفات کمالیہ خدا تعالے کے عین اوسکی ذات کے ہین

الاموات الاسلاف مع شروق البرهان الساطع على الخلاف عناد الذين الوقاد ولشقاق

اور جب کسی چیز پر برہان روشن و دلیل محکم قائم ہو وے اوسکے برخلاف اموات و اسلاف کی تقلید کرنا خروج ہے

خروج عن الانصاف والتصاف بالاعتساف بل الحق ان التقليد لا يجوز الى مكان

دائرہ انصاف سے اور مشہور ہوتا ہے ساتھ جور و اعتساف کے بلکہ حق یہ ہے کہ جہاں تک تحقیق ممکن ہو و

التحقيق قال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري رحمه الله في تفسير قوله تعالى

تقلید کسی کی جائز نہیں خدا تعالی نے فرمایا کہ میری کلام ایات ہیں اونکے واسطے کہ جنکو عقل ہے علامہ نظام الدین نیشاپوری

ان في ذلك لايات لقوم يعقلون انما خص الايات بهم لانهم الذين يتمكنون

اسکی تفسیر میں کہتا ہے ایات کو ساتھ عقلا کے اسواسطے خاص کیا کہ اونکو قدرت ہے استدلال کی وجود باری تعالی پر

من النظر والاستدلال الى البارى الفعال وفيه من الفوائد منها ان التقليد

اور اسمیں چند فوائد ہیں ایک یہ کہ جہاں تک تحقیق ممکن ہو

مذموم فيما الى تحقيقه سبيل ومنها ان جميع المعارف ليست ضرورية والالم يحتج

تقلید اچھی نہیں دوم یہ کہ جمیع معارف بدیہیات نہیں ہیں ورنہ ہمکو احتیاج نظر و فکر کی

الى النظر في شئ منها انتهى كلامه وقال الامام الرازي في تفسير قوله تعالى وكان الانسان

ہیچ علم کسی چیز کی نہ ہوتی تمام ہوا کلام علامہ نیشاپوری کا دیگر فرمایا خداتعالی نے اکثر انسان جھگڑا کرنیوالا ہے امام رازی

اكثر شئ جدلا قال بعض المحققين ان هذه الاية دالة على ان الانبياء عليهم الصلوة والسلام

اسکی تفسیر میں کہی کہ اس ایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے مقدمہ دین میں کفار سے

[illegible] بين لان المجادلة انما تحصل من الطرفين

جدال و جھگڑا کیا ہے حتی کہ یہ انبیاء بھی مجادل ہووی کیونکہ مجادلہ ہردو طرف سے حاصل ہوتا ہے

فهذا يدل على ان القول بالتقليد باطل انتهى كلامه ثم اقول ان جما من العلماء الراسخين

پس اس سے ثابت ہوا کہ قول تقلید کی باطل ہے قول محقق درست تمام ہوا کلام اوسکا دیگر میں یہ کہتا ہوں کہ علماء کبار

وفحول الفضلاء المحققين صرحوا بان ايمان التقليد غير معتبر والركن الاعظم من

اہل تحقیق نے کہا ہے کہ ایمان تقلیدی معتبر نہیں اور بڑا استون ایمان کا خدا کے

الايمان هو الاذعان لوجود الله تعالى سبحانه وباحدية المطلقة وبالكلية الفائقة

وجود کی تصدیق ہے اور تصدیق احدیت اوسکے اور اوسکے الکلیت کے باین طور کہ خدا ایک ہے

اى بانه تعالى واحد احد واجب الوجود من جميع الوجوه والكمال المطلق من سائر الانحاء

بہمہ وجوہ وہ کامل ہے بلکہ وہ مطلق کمال ہے جو کمال ہے اوسمیں بالفعل موجود

ليس له كمال منتظر وجمال متوقع وخير مترصد خارج من ذاته سبحانه بل هو كل الكمال و

ہے کوی کمال بالقوہ ہمین کوی کمال وخیر وفضیلت اوسکی ذات سے خارج ہنین ہے بلکہ وہ جملہ کمالات کا کل ہو

فوق التمام له الاكملية والاتمية بمراتب لاتتناهى والعلم والقدرة والحيوة من الكمالات

اوسکو اکملیت بمراتب غیر متناہی سکے ہے اور ظاہر ہے کہ علم وقدرت وارادہ صفات کمالیہ سے ہین

فهى تكون عين ذاته الحقة الواجبة والا يكون هو سبحانه فى مرتبة ذاته ناقصا وفاقد الكمالات

اگر یہ صفات اوسکے عین ذات کے نہ ہووین تو وہ مرتبہ ذات مین ان کمالات سے عاری ہوگا پس خدا خدا

تعالى عن ذلك علوا كبيرا وايضا لا يكون هو بالفعل من كل الوجوه بل يكون بالقوة من

ہوا خداوہ ہے کہ اوسکو جملہ کمالات مرتبہ ذات مین ہو وین وتقریر یہ کمالات جب اوسکے ذات پر زائدہ ہوئی

بعض الوجوه فلا يكون مخرجا الشئ من القوة الى الفعل او المخرج من القوة الى الفعل شيئا

تو وہ خدا بہمہ وجوہ بالفعل نہوگا کیونکہ بنظر ان صفات کمالیہ کے بالقوہ ہے کہ یہ اوسکے عین ذات کے نہین جب یا تو

انما هو الشئ بالفعل من كل الوجوه قال امام المشائين وعصامهم ارسطوطاليس فى

بہمہ وجوہ ہوا ایسے چیز کو قوہ سے طرف فعل کی لانی والا نہوگا قوہ سے طرف فعل کی وہ لاوی چیز بالفعل بہمہ وجوہ ہووی ارسطو لی

الميمر الثالث من اثولوجيا ان الله عز وجل علة للعقل والعقل علة للنفس والنفس علة

اثولوجیا کے میمر سوم مین کہا ہے خدا تعالی علۃ ہے عقل کی اور عقل علۃ ہے نفس کی اور نفس علۃ ہے

للطبيعة والطبيعة علة للاكوان الجزئية غير انه وان كانت الاشيا بعضها علة لبعض

طبیعۃ کی اور طبیعۃ علۃ ہے امور جزئیہ حادثہ کی اگرچہ بعض چیز بعض چیز کی علۃ ہے

فان الله تعالى علة لجميعها كلها غير انه علة لبعضها بغير توسط والدليل على ذلك ما

مگر خدا تعالے جملہ چیز کی علۃ ہے کسی چیز کے علۃ بلا واسطہ ہے اور کسی چیز کی علۃ وہ خدا بالواسطہ ہے اور دلیل

نحن ذاكرون ان شاء الله ان الشئ بالقوة لا يكون شيئا بالفعل الا ان يكون بالفعل شئ

اسپر یہ ہے کہ جو بفضل خدا کے ہم ذکر کرنے ہین کہ جو چیز بالقوہ ہے وہ بالفعل نہین ہوسکتی مگر کوئی چیز بالفعل ہووی وہ

آخر يخرجه الى الفعل والا لم يخرج من القوة الى الفعل لان القوة لا يقدر على ان يصير

اوسی بالقوہ کو بالفعل کردی ورنہ وہ کبھی قوہ سے طرف فعل کے نہ آویگا کیونکہ قوہ میں یہ قدرت نہین کہ بذاتہا

بالفعل من ذاتها لانه اذا لم یکن شی بالفعل فاین یلقی القوه لیصیرها واین یاتی فاما شی

بالفعل ہووی جسوقت کوئی چیز بالفعل نہ ہووی ہے قوۃ کہاں اپنی نظر ڈالے گی اور جو چیز بالفعل

الکائن بالفعل فانه اذا اراد ان یخرج شیئا من القوة الی الفعل یبقی هو دائما علی

وہ جب ارادہ کرے کسی چیز کو قوۃ سے طرف فعل کی لانا ہمیشہ ایک حالت پر رہتی ہے کیونکہ اوسکی

حالة واحدة لانه لا حاجة الی ان یصیر الی شی آخر اذ هو ما هو بالفعل واذا اراد ان یخرج

حاجت نہیں کسی اور چیز کیطرف نہیں اسواسطے کہ وہ بذاتہ بالفعل ہے جسوقت کسی چیز کو قوۃ سے

الشی من القوة الی الفعل لم یحتج ان ینظر من ذاته الی خارج بل انما ینظر الی ذاته فیخرج

طرف فعل کی لاوی فقط اپنی ذات کی طرف نظر کرتی ہے اپنی غیر کے طرف ہرگز نظر نہیں کرتی ہے

الشی من القوة الی الفعل فان کان هذا کذا قلنا ان الشی الکائن بالفعل هو افضل من

ایسا ہوا اب ہم کہتے ہیں جو چیز بالفعل ہے افضل ہے اوس سے کہ جو بالقوۃ ہے

الشی الکائن بالقوة فالباری عز وجل یحدث انیات الاشیاء وصورها غیر انه

پس خدا تعالے پیدا کرتا ہے ذوات اشیا کو اور اونکی صورتوں کو بعض کو

یحدث بعض الصور بغیر توسط وبعضها بتوسط وانما یحدث انیات الاشیاء

بلا توسط اور بعض کو بتوسط اور ذوات اشیاء اور اونکے صور کو

وصورها لانه هو الشی الکائن بالفعل حقا بل هو الفعل المحض فاذا فعل فانما ینظر

بسبب اپنی بالفعل ہونے کے پیدا کرتا ہے بلکہ وہ خدا تعالے محض ہے یعنی بہمہ وجوہ بالفعل ہے جسوقت

الی ذاته التامة فیفعل فعله دفعة واحدة واما العقل فانه وان کان العقل هو ما هو

ارادہ کرے کسی فعل کا فقط اپنی ذات پر نظر کرتا ہے پس ایکبار کی اوسکو کر دیتا ہے لاکن عقل مجرد اگرچہ وہ بالفعل ہے مگر

بالفعل فانه لما کان من فوقه شی آخر نالته قوة ذلک الشی ومن اجل ذلک یحرص

وہ بھی ہے اوسکو قوۃ خدا تعالے کی طرف سے ہوتی ہے اسیواسطے عقل کو حرص ہے

علی ان یتشبه بالفاعل الاول هو فعل محض فاذا اراد فعلا فانما ینظر الی ما هو فوقه

کہ مشابہ ساتھ خدا کی ہووی کہ وہ بہمہ وجوہ بالفعل ہے پس عقل جب کسی فعل کا ارادہ کرے نظر کرتی ہے طرف

فیفعل فعله غاية فی النقاوة وکذلک النفس والکائنة هی ما هی بالفعل فانها لما

خدا کی پس جاتی ہے ایک چیز کو لاکن اسکے معلول ہیں بعد معلول خدا میں بڑا فرق ہوتا ہے اور ایسا ہی نفس ناطقہ

صار العقل فوقها نالها شیٔ من قوته فاذا فعلت فانما الی العقل تتفعل بالفعل فاما

عقل ہے — تو وہ عقل سے اوسکو آتی ہے جب نفس کوئی فعل کری نظر کرتا ہے طرف عقل کی پس کرتا ہے جو کرتا ہے

الفاعل الاول هو فعل محض فانه انما یفعل فعله وهو ینظر الی ذاته لا الی خارج لان ما هو

لکن خدا تعالی — وہ فعل محض ہے بوجہ بالفعل ہے جسوقت کوئی فعل کری فقط اپنی ذات پر نظر کرکے ہے غیر پر نظر نہین

خارج منه لیس اعلی منه او ما یفتقر هو الیه انتهی کلامه ملخصا قال المحقق الطوسی فی شرح

تو وہ غیر کا محتاج ہے اور نہ غیر اوس سے اعلی ہے — تمام ہوا ترجمہ اوسکے کلام کا ملخصا اور محقق طوسی نے شرح رسالہ

رسالة العلم والقائلون بالصفات المختلفة اختلفوا فی ان ای الصفات اقدم

علم مین کہا ہے — جو قائل صفات کے ہین اونمین اختلاف ہے — کہ کونسی صفۃ مقدم ہے — اپنے غیر پر

من غیرها فقال البعض ان العلم اقدم لان القدرة تتعلق بما یعلم امکان وقوعه لا غیره

بعض نے کہا کہ علم سب پر مقدم ہے کیونکہ قدرۃ اوسکے متعلق ہوسکتی ہے کہ جسکے امکان وقوع کا علم

قال بعضهم القدرة اقدم لان المعلوم ما لم یصدر عنه لم یکن تعلق العلم به وقال قوم

ہووے اور بعض نے کہا کہ قدرۃ مقدم ہے کیونکہ معلول جبتک نہ صادر ہوگا علم ساتھہ اوسکے نہ متعلق ہوگا اور بعض نے کہا

الجود اقدم لان الصفات اذا کانت متغایرة لذات کانت صادرة عنه والا صدار

کہ جود مقدم ہے کیونکہ صفات جب مغائر ذات کے ہووین صادر ہونگے اوس سے اور انکا اصدار جود ہے

هو الجود انتهی کلامه المقدمة الثانیة ان حزبا من الجنود الذین زعموا ان

تمام ہوا اوسکا کلام — مقدمہ ثانیہ یہہ ہے — کہ جو صفات زائدہ کے — قائل ہین

صفات الباری سبحانه زائدة علی ذاته قالوا ان صفة التکوین لیست صفة

اونمین سے ایک گروہ یہہ کہتا ہے — کہ صفۃ تکوین کے صفۃ علیحدہ نہین

علیحدة بل هی القدرة او الارادة قال الامام الرازی ان الصفة التی یسمونها

بلکہ وہ قدرۃ وارادہ ہے — امام رازی نے اپنی کتب مین کہا جس صفۃ کا نام بعض نے

التکوین یکون تاثیرها بالنظر الی نفسها اما علی سبیل الجواز فلا تمیز عن القدرة او

تکوین رکہا ہے — تاثیر اس صفۃ کی بنظر ذات اس صفۃ کے یا جائز ہوسکے پس یہہ صفۃ قدرۃ ہے یا

علی سبیل الوجوب فلا یکون الواجب مختارا بل موجبا انتهی وفی المواقف وشرحه

واجب ہوسکے — پس خدا تعالے موجد باختیار خود نہوگا بلکہ موجد بالایجاب ہوگا تمام ہوا کلام اوسکا اور مواقف

ان التكوين اثبته الحنفية صفة زائدة على السبع المشهورة اخذا من قوله تعالى كن فيكون

مراد اسکی شرح میں کہا ہے کہ جو تکوین کو زائدہ سات صفات سے کہتے ہیں اونکی دلیل یہہ ہے کہ خدا تعالی فرمایا ہو تو پس ہوا وہ

فقد جعل قوله كن متقدما على كون الحادث اعني وجوده والمراد به التكوين والايجاد

مقدم کیا اوسنے کن اور ہو کو اوپر وجود معلول کے پس مراد اس کن اور ہو سے تکوین و ایجاد ہے

والتخليق قالوا انه غير القدرة لان القدرة اثرها الصحة والصحة لا يستلزم الكون فلا

یعنی معلول کا پیدا کرنا اور یہہ کن غیر قدرة کا ہے کیونکہ اثر قدرة کا امکان ہے اور امکان مستلزم وجود کو نہیں پس موجود

يكون الكون اثر القدرة واثر التكوين هو الكون والجواب ان الصحة هي الامكان

ہونا اثر قدرة کا نہیں اور اثر تکوین کا موجود ہونا ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ صحة امکان ہے

وانه للممكن ذاتي فلا يصلح اثر القدرة لان ما بالذات لا يعلل بالغير بل به يعلل المقدور

اور امکان ذاتی ہے ممکن کا پس امکان اثر قدرة کا نہیں ہو سکتا کیونکہ جو چیز بالذات ہوتی وہ معلل ساتہہ غیر کے نہیں

فيقال هذا مقدور لانه ممكن وذلك غير مقدور لانه واجب او ممتنع فاذن اثر

بلکہ مقدور ساتہہ امکان معلل ہو سکتے ہیں یہہ چیز مقدور ہے اسواسطے ممکن ہے اور یہہ چیز بسبب نہ ممکن ہو نیکے غیر مقدور ہے

القدرة هو الكون اي كون المقدور ووجوده لا صحته وامكانه فاستغني عن اثبات

پس اثر قدرة کا وہ موجود ہونا ہے ای موجود ہونا مقدور کا نہ امکان اوسکا پس ہمکو حاجت نہیں دوسری صفت کی کہ جسکا اثر کون

صفة اخرى يكون اثرها الكون فان قيل المراد بالصحة التي جعلناها اثر القدرة هو

و موجود ہونا ہے اگر کوئی کہے مراد صحة امکان سے کہ جو اثر قدرة کا ہے وہ امکان فعل کا ہے

صحة الفعل بمعنى التاثير والايجاد من الفاعل ولا صحة المفعول في نفسه وهذه

معنی تاثیر و ایجاد کے فاعل سے نہ امکان معلول کا درحد ذات خود اور یہہ

الصحة هي امكانه الذاتي الذي لا يعلل بغيره واما الصحة الاولى فهي بالقياس الى

امکان معلول کا ذاتی ہے معلول معلل ساتہہ غیر کے نہیں ہوتا مگر امکان اول بقیاس طرف فاعل کے ہے

الفاعل والمعللة بالقدرة فان القدرة هي الصفة التي باعتبارها يصح من الفاعل

وہ معلل ہے ساتہہ قدرة کے کیونکہ قدرة ایسی صفت ہے کہ جسکے اعتبار سے فاعل کو

طرفا الفعل والترك على سواء من الشيء المقدور له فلا يحصل بها احدهما بعينه بل لا بد

فعل اور ترک شئے مقدور کا برابر ہے پس اس قدرة سے ایک طرف معین تعین حاصل ہوتی ہے پس ایک صفت

في حصول من صفة اخرى متعلقة بذلك الطرف وهي التكوين قلنا كل من ذينك الطرفين يصلح اثرا

اور سوای قدرة کے حاجت ہے کہ جو ایک طرف معین کے ساتھ متعلق ہو وہی وہ تکوین ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ ہر ایک کو ہر دو طرف

للقدرة وانما يحتاج صدور احدهما بعينه عنها الى مخصص بعينه وهو الارادة المتعلقة بذلك الطرف ومرجح

صلاحیت اسکی کہ اثر قدرة کا ہووی صدور خاص ایک طرف کا قدرة سے محتاج ہے طرف تخصیص کے وہ ارادہ ہے متعلق ساتھ اس طرف

لا حاجة الى مبدأ التكوين غير القدرة المؤثرة فيه بواسطة الارادة المتعلقة به انتهى كلامه اقول شارح المقاصد

کے پس حاجت نہی طرف قدرة کی کہ جو موثر ہے بواسطہ ارادہ متعلقہ کی اور اس قدرة کی سوا جو اور مبدا تکوین

فان قيل المراد بالتكوين صفة ازلية بها يكون الاشياء لاوقاتها ويخرج من العدم الى الوجود فيما لا يزال وليست

اور نہیں کی حاجت نہیں تمام ہوا کلام صاحب مواقف و شارح کا علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا اگر مراد تکوین سے

نفس القدرة اذ القدرة ومتعلقها انما هو صحة المقدور وكونه ممكن الوجود ومقتضى التكوين هو

صفت ازلیہ ہے اوسکی سبب سے اشیا پیدا ہوتی ہیں اور عدم سے طرف وجود کی آتی ہیں اور یہہ تکوین

وجود المكون في وقته قلنا وما الدليل على ان تلك الصفة غير القدرة المتعلقة باحد طرفي

قدرت کا نہیں کیونکہ متعلق قدرت کا امکان مقدور کا ہے اور متعلق تکوین وجود مقدور کا ہے اپنی وقت پر

الترك المقترنة بالارادة كيف وقد فسر القدرة بانها صفة تؤثر على وفق الارادة في الفعل

دلیل اسپر کہ تکوین غیر ہے اوس قدرة کا کہ جو متعلق ہے ساتھ ایک دو طرف فعل و ترک کے اور ملی ہوئی ہے ساتھ ارادہ کے کس طرح مگر یہی قدرة کی تفسیر

الاثر عند انضمام الارادة واما بالنظر الى نفسها وعدم اقترانها بالارادة المرجحة لاحد طرفي المقدور

قدرة کی ازلیہ کی ہے کہ وہ ایک صفت ہے موثر فعل میں موافق ارادہ کے اور واجب ہے صدور معلول کی اوس سے وقت انضمام ارادہ کے اور یہہ قدرة

فلا يكون الا جائز التاثير فلا يلزم وجود جميع المقدورات انتهى كلامه

مقدورات خود بدون انضمام ارادہ کے واسطے ایک دو طرف فعل و ترک کے جائز التاثیر ہے اسیواسطے نہیں لازم ہوتا ہے وجود جمیع مقدورات

النسفي تحت قول المصنف والتكوين صفة الله تعالى ازلية وهو المعنى الذي يعبر عنه بالخلق وا

تمام ہوا کلام اوسکا اوسپر اس علامہ نے شرح عقائد نسفی میں کہا ہے کہ جسکو خلق اور فعل اور احداث و ایجاد و پیدا کرنا کہتے ہیں صاحب عقائد نسفی

والتخليق والايجاد والاحداث والاختراع ونحو ذلك ويفسر باخراج المعدوم من العدم الى الوجود

یہی اور یہیں ہے کہ تو صفت تکوین کے قائل ہیں مگر ارباب علم کلام سے جو فضلا اہل تحقیق ہیں

والمحققون من المتكلمين على انه من الاضافات والاعتبارات العقلية مثل كون الصانع تعالى وتقدس قبل

وہ یہہ کہتے ہیں کہ یہہ تکوین امور اضافیہ سے اور اعتبارات عقلیہ سے جیسا کہ ہونا صانع کا پہلی ہر ایک شے

ومعه وبعده ومذكورا بالسنتنا ومعبودا ومحييا ومميتا ونحو ذلك والحاصل في الازل هو مبدا التخليق

اور ساتھ سب کے اور بعد سب کے اور جو ہماری زبانوں سے مذکور اور معبود اور زندہ کرنے والا اور مارنے والا اور حاصل ازل میں مبدا پیدا کرنیکا اور رزق دینیکا

والترزيق والاماتة والاحياء وغير ذلك ولا دليل على كونه صفة اخرى سوى القدرة والارادة فان القدرة

اور موت اور زندگی دینیکا ہے اور کوئی دلیل اسپر نہیں کہ کوین صفۃ علیحدہ ہے قدرۃ سے اور ارادہ سے نسبت قدرۃ کی

وان كانت نسبتها الى وجود المكون وعدمه على السواء لكن مع انضمام الارادة تتخصص احد الجانبين

اگرچہ طرف وجود و عدم معلول کی برابر ہے مگر بانضمام ارادہ کے معین ہوتا ہے ایک ہر دو طرف سے تمام ہوا

انتهى كلامه وقال العلامة نظام الملة والدين النيشاپوري في تفسير قوله تعالى اذا قضى امرا فانما يقول له

کلام اسکا خدا نے فرمایا جسوقت خدا ارادہ کرے کسی چیز کا کہتا ہے ہو تو بس ہوتی ہے وہ اسکے تفسیر میں علامہ نیشاپوری نے

كن فيكون اي ان قوله كن عبارة عن نفاذ قدرته ومشيته والا فليس ثم قول لان الخطاب مع المعدوم عبث

کہنا اوسکا کن اور جو تو مراد ہے اوسکے قدرۃ کی جاری ہونیسے ورنہ یہاں کوئی کلام نہیں کیونکہ خطاب معدوم کو عبث ہے اور

ومع الموجود تحصيل للحاصل ومن الناس من زعم ان المراد من قوله كن هو صفة التكوين فانها زائدة

ساتھ موجود تحصیل حاصل کا ہے اور بعض نے یہ گمان کیا کہ مراد کن سے صفۃ تکوین کی ہے کہ جو جزو ہے قدرۃ کی کیونکہ وہ

على صفة القدرة عنده لانه قادر على خلق عوالم اخر سوى هذا وغير مكون لها ولعل هذا الزاعم سمى تعلق

سوا اس عالم کے اور عالم کے پیدا کرنے پر قادر ہے اور عالم کا مکون نہیں شاید کہ یہ کہنا مذہ تعلق قدرۃ کو

القدرة بالمقدور تكوينا انتهى كلامه المقدمة الثالثة ان الجبل من الحكماء الذين اغترفوا

ساتھ مقدور کے تکوین لیتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا مقدمہ تیسرا یہ ہے کہ جن حکماء نے پانی چاہئے نہر حق سے

غرفة من سلسبيل الحق والملأ من العلماء الذين تجرعوا جرعة من كوثر الصدق جبلت عقولهم على الاذعان

اور گھونٹ لئے ہیں انہوں نے کوثر صدق سے اور اونکے دل جو گروہ ہائی عقول کے

وفطرت نفوسهم على الاتيان بالبرهان نادوا نداء جهريا ورفعوا صوتا عليا ان واجب الوجود سبحانه

اور نفوس اونکے پیدا ہوئی دلیل لانے پر ایک گروہ کثیر نے بہ آواز بلند پکار کے دی ہے کہ خدا تعالی کو اپنی مخلوقات

له بالمعلومات الموجودات الممكنات علمان علم فعلي قبل الايجاد وعلم انفعالي بعد الايجاد وليس العلم الانفعالي

کا دو طرح سے علم ہے ایک علم فعلی ہے قبل پیدا کرنے کے دوسرا علم انفعالی ہے بعد پیدا کرنے کے اور نہیں علم انفعالی

له سبحانه نفس المعلومات الممكنات كما ذهب اليه اوهام شرذمة عامية كيف والا لزم كونه

نفس ممکنات و معلومات کا نہیں جیسا کہ عوام اشخاص نے گمان کیا اگر علم اوسکا عین ممکنات کا ہو وے لازم آتا ہے

علمه تعالى حادثا ومباينا منفصلا عنه ان العلم ذاته سبحانه والعلوم المعلومات الممكنات معلولاته فذاته سبحانه بما هي مبدأ

اس سے کہ علم خدا کا حادث اور جدا ہو اوسکی ذات سے کیونکہ ممکنات حادث ہیں اور اوسکی ذات پاک سے جدا ہیں علم اوس خدا کا اوسکی

انکشافها قبل الایجاد علم فعلي وبما هي مبدأ انكشافها بعد الايجاد علم انفعالي قال صاحب القبسات فان المعلومية

ذات ہے اور ممکنات اوسکے معلولات معلومات ہیں اگر اوسکی ذات کو مبدأ انکشاف کا قبل ایجاد کے اعتبار کیا علم فعلی ہے و اگر بعد ایجاد

التي هي بعينها ذوات الموجودات المتقررة وهوياتها انما معناها وجود الاشياء وتقررها بالفعل منكشف

مبدأ انکشاف کا اعتبار کیا علم انفعالی ہے اسی قول کے موافق صاحب قبسات نے کہا ہے جو ذوات ممکنات موجود ہیں یہی انکی معلومیت ہے

[illegible] حيث ان [illegible]

لا ہو وی لکنہ [illegible] منکشفہ [illegible]

اوکان [illegible] الانکشاف [illegible]

انکی اوسکو قبل التقرر وقت تقرر کے ایک سے ہی اسواسطے مبدأ انکشاف کا ذات خدا کی ہے اور یہاں منکشفہ قوی اوس سے کہ جب مبدأ

هو وجود جوهر ذات المعلوم بالفعل او حصول صورته الظلية فمن المستبين ان الشيء الواحد بعينه يصح

انکشاف ذات معلوم ممکن کے ہووی یا صورت ظلیہ اوسکی ہووے ہر اہل علم کو ظاہر ہے کہ ایک چیز خاص باعتبار اذہان کثیرہ و اوقات

ان یکون له صور ظلیة غیر محصورة بحسب اذهان کثیرة او بحسب اوقات کثیرة ولیس یصح الا ان جوهر

کثیرہ کے صور بیشمار ہو سکتے ہیں اور نہیں ہو سکتا ہے ترتب وجود معلول معین کا مگر ذات جاعل و فاعل

ذات المجعول الواحد بعینه علی فوات تقرر جاعل الدائم الواحد بعینه فلا محالة انکشاف الجاعل التام اقوی واتم افاده

معین پر بس جیسے انکشاف [illegible] مبدأ ذات جاعل حقیقی کی ہو مرتبی وہ انکشاف قوی ہوگا اوس انکشاف سے

لتعیین ظل الذی [illegible]

کہ جسکا مبدأ ذات مجعول کے ہو یا اوسکے صورت ظلیہ ہوئی کہ یہاں انکشاف پیدا ہوا ہی معلول کی طرف سے تمام ہوا کلام صاحب

والحجج الموسسة لضوابط الحكمة الحقة والبراهين المشيدة لقواعد الفلسفة والمعرفة على اثبات العلم الفعلي له

قبسات کا یہہ کلام اوسکی میری نزدیک درست و محکم ہے اور اوسکے علم فعلی کے اثبات پر دلائل محکمہ و حجج موسسہ حسب ضوابط

سبحانه عديدة واخصرها واسهلها ما اتفق عليه الحكماء العظام وارباب الكلام وهو ان مصنوعاته تعالى متقن

و قوانین حکمت و معرفت کے کثیر ہیں اور اسہل و مختصر اون دلائل سے یہہ ہے کہ جمہور حکما اور متکلمین کا اتفاق ہے وہ یہہ ہے کہ خدا تعالی کی مصنوعات ہیں

اتقانا بديعا ومحكم منتظم نظاما غريبا تتحير فيه العقول ولا تهتدي الى كمال ما فيه من المصالح والمنافع

ایسی ایسے عجائب و غرائب حکم اور مصالح موجود ہیں کہ جسکے دیکھنے سے عقل حیران ہوتی ہے اور جسکے مصنوعات ایسے ہو دیں

وكل من كان مصنوعا محكما فهو حكيم عليم اما الكبرى فظاهرة واما الصغرى فظاهرة ايضا لمن نظر في الآفاق والانفس

وہ اسکو اپنے علم و حکمت سے پیدا کرتا ہے کبریٰ تو ظاہر ہے اور جسنے عالم آفاق اور عالم انفس کو غور کیا اور ارتباط عالم علوی کا

ولاحظ ارتباط العلويات مع السفليات وخصوصيات الحيوانات بما اعطاها الله تعالى من مصالحها والاتها المناسبة

ساتھ عالم سفلی کے ملاحظہ کیا خصوصا ملاحظہ کیا اوسنے حیوانات کے مصالح و آلات مناسبہ و اعضاء نافعہ کا

واعضائها النافعة مما لا يحصى وقد كثرت فيها المجلدات قال الله تعالى سنريهم آياتنا في الآفاق وفي انفسهم

اوسکو صغریٰ کا بھی ظاہر ہے فرمایا خدا تعالی نے ہمکو اونکو دکھاتے ہیں اپنی معرفت کے دلائل عالم آفاقی و عالم انفسی میں

حتى يتبين لهم انه الحق وللمتكلمين برهان مختص بهم وهو انه تعالى قادر وكل قادر عالم اما الثاني فلان

تاکہ حق چیز اونکو ظاہر ہووے اور متکلمین کا اثبات علم فعلی میں ایک برہان خاص ہے وہ یہ ہے کہ خدا قادر ہے اور ہر قادر عالم ہے کبریٰ پر یہ

القادر هو الذي يفعل بالاختيار فلا بد من سبق العلم عليه واما الاول فلان الحوادث لا ترتبط بالقديم الا بعد

دلیل ہے کہ قادر وہ ہے جو باختیار خود فعل کرے پس ضرور ہے کہ اوسکا معلول پر اوسکا علم مقدم ہے صغریٰ پر یہ دلیل ہے کہ حوادث کو ربط

سبق اختياره القديم فيلزم منه ان حدوث اي حادث كان من الحوادث اليومية او اجزاء الحركة او الزمان يدل قطعا

ساتھ قدیم کے بسبب سبقت اختیار قدیم کے ہے پس اس سے لازم کہ کوئی حادث ہووے حوالہ ذوات خواہ جزء حرکۃ کا خواہ جزء زمانہ کا یہ

على ان ايجاده وايجابه انما تم بقدرة ازلية وتفصيله للمحقق السهبالي كمال الملة والدين في العروة الوثقى

دلالت کرتا ہے اوپر کہ اسکا پیدا ہونا نہیں ہے مگر ساتھ قدرۃ ازلیہ کے اور تفصیل اس دلیل کی محقق کمال الدین سہبالی نے عروۃ الوثقی میں

ان الحادث عند حدوثه لا بد له من علة موجبة متوسطة رابطة له مع القديم فتلك العلة الموجبة اما حادث معه

وقت حدوث حادث کے ضرور کوئی علۃ موجبہ ہووے کہ وہ ربط دے اوسکو ساتھ قدیم کے اگر یہ علۃ موجبہ حادث ہو ساتھ

فيه [illegible] لزم الدور او التسلسل في المجتمعات وذلك باطل قطعا و

معلول اوسکا اسیواسطے اور علۃ موجبہ رابطہ چاہئے یہاں تک دور و تسلسل لازم آوے مجتمعات میں اور یہ باطل ہے

اما حادثة قبله ولتلك الموجبة موجبة اخرى قبلها حتى لا يلزم التسلسل في المجتمعات بل في المتعاقبات على

یا علۃ موجبہ حادث ہے معلول اسکے یعنی قبل اوسکے حادث ہے اب اسکیواسطے اور علۃ موجبہ اسکے قبل چاہیے تاکہ نہ لازم

سبيل الاعداد سواء كانت تلك المتعاقبات امورا منفصلة كالحوادث اليومية او متصلة كاجزاء الحركة او الزمان

آوے تسلسل مجتمعات میں بلکہ ہووے تسلسل متعاقب خواہ یہ متعاقبات امور منفصلہ ہووین جیسا کہ حوادث یومیہ یا متصلہ ہووین

المتصلة يبطل او يلزم التناقض لان الكلام في الرابط الموجب فكونه موجبا بالكسر يقتضي امتناع

جیسا کہ اجزاء حرکۃ و زمان کے اور یہ باطل ہے بسبب لزوم تناقض کے اسواسطے کہ کلام ہماری رابط موجب بالکسر میں ہے

انفکاک الموجب بالفتح وکونہ سابقا علیہ یقتضی خلافہ وقد عرفت ان ایجاب القدیم لشی من الحوادث بتوسط

کہ جو موجب بالفتح ہے ہرگز جدا نہیں ہوتا ہے اور سابق ہونا جدائی کو چاہتی ہے بیہ خلاف ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ قدیم اگرچہ موجب کسی

وسائط ولو بلا نہایۃ بحیث لا یکون فلک القدیم الا علۃ ناقصۃ لکلواحد من الحوادث ولا یکون تامۃ لواحد

جز کا ہو وسائط غیر متناہی سے ہوو ی مگر یہ قدیم کسی حادث سے علۃ تامہ نہ ہوو ی علۃ ناقصہ ہوو ی ہرگز متعدد وجوب و وجود کا

یا حادث بالکل منتفی ہوگا یا عدم استناد اوس کے طرف مؤثر کے یا تسلسل یا تخلف اثر کا مؤثر موجب تام سے اور یہ اس واسطے کہ

الموجب التام وذلک لانہ اما ان لا یوجد حادث اصلا او وجد فاما بلا مؤثر توجبہ او مع مؤثر توجبہ فالمؤثر

یا حادث نہ پایا جاوی یا پایا جاوی لیکن یا بلا مؤثر موجب کے یا مع مؤثر موجب کے لیکن مؤثر موجب یا حادث ہے اسکے حادث

الموجب اما حادث ولذلک الحادث حادث آخر الی نہایۃ سواء کانت تلک الحوادث مجتمعۃ

ہونے کے واسطے اور حادث چاہیے بلا نہایہ خواہ یہ حوادث مجتمعہ ہوں یا متعاقبہ یا یہ مؤثر قدیم ہوگا لیکن اول پر اول لازم آوےگا

او متعاقبۃ واما ان یکون ذلک المؤثر قدیما فعلی الاول یلزم الاول وعلی الثانی الثانی وعلی الثالث الثالث

اور ثانی پر ثانی اور سوئم پر سوئم یعنے تسلسل خواہ مجتمعات ہو

ای التسلسل وذلک باطل سواء کان فی المجتمعات او المتعاقبات الماضیۃ وعلی الرابع یلزم الرابع

یا متعاقبات ہیں اور چہارم پر چہارم اور کل باطل ہیں اور ان چار اشکالوں سے

اللوازم کلہا ضروری قطعا وانما لزم احدی ہذہ المحذورات المستحیلۃ بالقول بالایجاب بالذات واذا

ایک اشکال جب لازم آتا ہے کہ جب خدا کو فاعل موجب بالذات کہو اور جب اوس قدیم کو فاعل باختیار

کان فعل القدیم باختیارہ وارادتہ ویکون المراد علی حسب الارادۃ الازلیۃ ویجوز انفکاک المراد وتخلفہ

وارادہ کے کہو اور مراد حسب ارادہ ازلیہ کے ہو اور جدائی مراد کی ارادہ سے جائز ہووی اگرچہ تخلف

عن نفس الارادۃ وان لم یجز تخلفہ عن نحو خصوصیۃ الارادۃ بمعنی ان المراد انما یکون علی حسب

مراد کا نحو خصوصیۃ ارادہ سے جائز نہیں باین معنے کہ مراد نہیں موجود ہوتی ہے مگر جب اقتضا کری اوسکو

ما ارادہ واقتضاہ خصوصیۃ الارادۃ الازلیۃ فلا یلزم شیئ من المحذورات نعم تخلف المعلول عن العلۃ

خصوصیۃ ارادہ ازلیہ کے کوئی اشکال نہیں لازم آتا ہے البتہ تخلف وانفکاک معلول کا علت موجبہ

صور اخرى وهكذا فيلزم التسلسل والاتيان بالايجاب والاضطرار فليكن صدور هذا العالم كله بالوجود

اور اسکا علم صدور سے سابق ہوتا ہے پس صور کیواسطے اور صور چاہتی ہیں واکر یہہ صور بالایجاب ہوں اوس سے صادر ہیں پس چاہیے کہ یہہ عالم لوجود خارجی

العيني بالايجاب والاضطرار فلا حاجة الى هذه الصور قبل الايجاد ووجه الاندفاع ان الفاعل بالرضا هو ما يكون علمه

اوس سے بالایجاب صادر ہووے کچھہ حاجت ان صور کی قبل ایجاد کے نہیں اور وجہ دفع کی یہہ ہے کہ فاعل برضا اوسکو کہتے ہیں کہ اوسکو

بذاته سببا وعلة موجبة لصدور معلوله عنه فهو سبحانه فاعل بالرضا بالنسبة الى هذه الصور العلمية والمثل العقلية

اپنی ذات کا علم علۃ موجبہ ہو واسطے صدور معلول کے اوس سے پس وہ خدا تعالی بہ نسبۃ ان صور نوریہ ومثل عقلیہ قائمہ

القائمة بذاتها كما صرح به عمر ابن الخيام وهو من ارشد تلامذة الشيخ الرئيس في بعض رسائله وصرح بذلك

بذاتہا کے فاعل برضا ہے شیخ بوعلی سینا کے ارشد تلامذہ سے جو عمر بن الخیام ہے اوسنے اپنی رسالہ میں اسکی تصریح کی خدا تعالی

الفاضل الصدر الشيرازي ايضا حيث قال في الاسفار الاربعة الفاعل له اقسام منها الفاعل بالقصد

صور علمیہ نوریہ کے فاعل برضا ہے اور فاضل صدرا شیرازی ملا بالشیع اوسکے ایسا ہے اسفار اربعہ میں کہا ہے کہ فاعل کے چند اقسام ہیں

وهو ان يتساوى نسبته الى الطرفين فيحتاج الى ضميمة اخرى كعلم جديد او وجود قابل او وصول حاجة

ایک فاعل بالقصد ہے وہ یہہ کہ برابر ہو نسبۃ اوسکے ہر دو طرف پس محتاج ہے طرف دوسری ضمیمہ کے جیسا کہ علم نیا یا وجود قابل کا یا وصول حاجۃ

الكاتب الى لوح واستواء سطحه او آلة كحاجة الى القلم وحالة النجار الى المنشار او معاون كحاجة

اوسکا جیسا کہ کاتب محتاج ہے طرف لوح کی اور سطح مستوی کی اور قلم کی اور حاجۃ نجار کی طرف آرہ کی یا مددگار کی یا حاجۃ حضور

النشار الى النشار او حضور وقت كحاجة صانع الاديم الى الصيف او داع كحاجة الآكل الى

وقت کی جیسا کہ دباغ محتاج ہے سرما کا یا حاجۃ بلانیوالے کی جیسا کہ حاجۃ خورندہ کی طرف بھوک کے یا حاجۃ طرف زوال مانع کی جیسا کہ

الجوع او الى زوال مانع في المادة كحاجة الصباغ الى زوال الوسخ او في غيرها كحاجة الغسال للثوب

رنگریز محتاج ہے طرف زوال میل کے کپڑے سے یا اسکے سوا جیسا کہ دھوبی محتاج ہے دھوپ کا اور زوال ابر کا

الى زوال الغيم ومنها الفاعل بالعناية وهو الذي منشأ فاعليته وعلة صدور الفعل عنه والداعي

اور دوسرا فاعل بالعنایۃ ہے وہ یہہ ہے کہ منشاء اوسکی فاعلیۃ کا اور علۃ صدور فعل کے اوس سے علم اوسکا سابقہ

له على الاصدار مجرد علمه بنظام الكل والجود لا غيره من الامور الزائدة ومنها الفاعل بالرضا وهو

نظام کل کے ہے اور جود اوسکا نہ کوئی اور چیز اور تیسرا فاعل بالرضا ہے وہ یہہ کہ جو اوسکو

الذي علمه بذاته الذي هو عين ذاته يكون سببا لوجود معلولاته ومعلوماته اي اضافته

علم اپنی ذات کا ہے کہ وہ عین ذات کا سبب ہے وجود معلولات ومعلومات کا یعنی اضافہ اوسکے

وذهب صاحب الاشراق الى انه فاعل للكل بالرضا، انتهى كلامه وتلك الصور العلمية الافلاطونية

اور شیخ الاشراقیین کہتا ہے کہ فاعلیت اوسکے بہ نسبت کل کے بالرضا ہے تمام ہوا کلام صدرا کا اور یہ صور علمیہ افلاطونیہ حقیقت میں

انما هي بالحقيقة معلومات للباري تعالى بالعلم الفعلي لا علمه الفعلي انما علمه الفعلي فانه سبحانه وانما يقال

معلومات خدا تعالے کی ہیں بعلم فعلی نہ علم فعلی ہیں علم فعلی اوس خدا کی ذات ہے مجازاً ان صور علمیہ افلاطونیہ

لها العلم مجازا من حيث انها تنكشف اولا له سبحانه ومعلومة له بعلمه الفعلي واطلاق العلم على

کو علم کہتے ہیں بایں اعتبار کہ بعد خدا کو اول منکشف ہوویں اور بعلم فعلی اوسکے اوسکو معلوم ہوویں اطلاق

المعلوم شائع قال الله تعالى ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء اي لا يحيطون بشيء من معلوماته فلا يرد

علم کا معلوم پر جائز ہے خدا تعالے نے کہا کہ جو خدا کا علم ہے اوسکو کل اشیا احاطہ نہیں کر سکتے یہاں علم سے مراد معلوم ہے لیکن اوسکے

عليه كون علمه سبحانه منفصلا عنه واستكماله بالغير وهذه الصور الافلاطونية هي الاعيان الثابتة عند

معلومات کو احاطہ نہیں کر سکتے پس نہیں وارد ہوتا افلاطون پر کہ جب علم فعلی اوسکا یہ صور قائمہ بذاتہا ہوویں لازم آیا کہ علم فعلی

العرفاء، وذهب بعض القدماء في دفع الشك المذكور الى ان قبل الايجاد كانت صور الممكنات مرتسمة

خدا کا خدا سے جدا ہوا اور اوسکا کمال غیر سے اور یہی صور افلاطونیہ نزدیک عرفا کے اعیان ثابتہ ہیں اور بعض قدما نے شک مذکور سابق کا یہ

في ذاته سبحانه وهذا مختار الشيخين ابي نصر الفارابي وابي علي حسين بن عبد الله بن سينا كما

جواب دیا کہ قبل ایجاد کے صور ممکنات کی ذات خدا میں مرتسم تھی بو علی سینا اور فارابی نے یہی مذہب اختیار کیا فارابی نے فصوص میں کہا

الفارابي في الفصوص واجب الوجود مبدأ كل فيض وهو ظاهر فله الكل من حيث لا كثرة فيه فهو

کہا ظاہر ہے کہ خدا تعالے مبدا ہر فیض کا ہے پس صور اشیا جملہ کی اوسمیں مرتسم ہیں اس سے اوسکے نفس ذات میں کثرت نہیں

من حيث هو ظاهر فهو ينال الكل من ذاته فعلمه بالكل بعد ذاته وعلمه بذاته نفس ذاته فيتحد الكل

لازم آتی ہے وہ بذاتہ ظاہر ہے وہ موجد کل کا بذاتہ ہے علم اوسکو کل کا بہ سبب صور مرتسمہ کے بعد مرتبہ ذات کے اور علم اوسکو اپنی ذات

بالنسبة الى ذاته فهو الكل في وحدته فعلمه الاول لذاته لا ينقسم وعلمه الثاني عن ذاته اذا تكثر لم

کا بذاتہ ہے کل کو نسبت معلومیت کی طرف اوسکی ایک سی ہی اوسکی ذات صور کل کے مجتمع ہیں وہ اپنی وحدت میں گویا کل ہے علم اوسکو

يكن الكثرة في ذاته بل بعد ذاته ما تسقط من ورقة الا يعلمها ولا حبة في ظلمات الارض ولا رطب

جو اپنی ذات کا ہے منقسم نہیں ہوتا اور علم ممکنات کا اوسکو جو بارتسام صور کے ہے وہ کثیر ہے اس واسطے کثرت اوسکی ذات میں لازم نہیں

ولا يابس الا في كتاب مبين ومن هناك تجري القلم في اللوح جريا متناهيا الى القيمة اذا كان من نوع

آتی جو پتا گرتا ہے اور جو دانہ زمین میں خشک و تر ہے سب کا اوسکو علم ہے بارتسام صور کے یہ سب صور بحکم اوسکے عقل اول میں آتی ہیں

بصر کـ ذلک الحباب و ہذاقک من ذلک الفرات کنت فی طیب ثم تدہش علمہ بذاتہ لیس مفارقا

کہ جسکو قلم کہتے ہیں عقل اول سے پہر نفس کلی فلک میں مرتسم ہوتی ہیں کہ جسکو لوح محفوظ کہتے ہیں جب اس دقائق کا جسکو علم ہوا تو خوش رہیگا پہر تحقیق ہو گا

لذاتہ بل ہو ذاتہ و علمہ بالکل صفۃ لذاتہ لیست ہی ذاتہ بل لازمۃ لذاتہ و فیہا الکثرۃ الغیر المتناہ

علم اوسکو اپنی ذات کا عین ذات کا ہے اور علم کل کا اوسکو بسبب صور کے صفۃ مضمہ اوسکے ذات میں ہے عین ذات کا نہیں اور ان صور

بحسب کثرۃ المعلومات الغیر المتناہیۃ بحسب مقابلۃ القوۃ والقدرۃ الغیر المتناہیتین فلا کثرۃ فی

میں کثرت غیر متناہی ہے حسب کثرۃ معلومات غیر متناہی کے موافق اوسکے قوۃ و قدرۃ غیر متناہی کے معلومات غیر متناہی ہیں بسبب ارتسام

الذات بل بعد الذات فان الصفۃ بعد الذات لا بزمان بل بترتیب الوجود لکن لتلک الکثرۃ ترتیب

صور کثیرہ کے کثرت اوسکے ذات میں لازم آئی یہہ کثرت بعد ذات کیونکہ صفۃ بعد ذات بترتب وجود کے ہے نہ بعد زمان کے لاکن

یرتقی بہ الی الذات والترتیب یجمع الکثرۃ فی نظام والنظام وحدۃ ما واذا اعتبر الحق ذاتا و صفاتا

اس کثرۃ کو ترتیب ہے جو منتہی طرف ذات کی اور ترتیب جمع کرتی ہے کثرۃ کو نظام میں اور نظام ایک طرح کی وحدت ہے جب اعتبار کیجاوے ذات

کان کلا فی وحدۃ فان الکل متمثل فی علمہ و قدرتہ و منہما حقیقۃ الکل مقررۃ ثم یکسو المواد فہو کل الکل

خدا کی مع ان صور کے ہو گا وہ کل وحدۃ میں کیونکہ کل کے صور اوسکے علم و قدرۃ میں ہیں اور اس علم و قدرۃ سے حقیقۃ کل کی ہے پہر وہ مواد کو موجود

من حیث صفاتہ و قد اشتملت علیہا وحدیۃ ذاتہ انتہی کلامہ قال الشیخ الرئیس فی النمط السابع من

کرتا ہے پس وہ باعتبار صفات کے کل کا کل ہے اور کثرۃ کو اوسکے وحدۃ شامل ہے تمام ہوا کلام فارابی کا اور ابو علی سینا نے اشارات کے نمط سابع میں کہا

الاشارات ادراک الاول تعالی الاشیاء من ذاتہ فی ذاتہ و ہو افضل انحاء کون الشیء مدرکا و مدرکا و یتلوہ ادراک

علم فعلی خدا تعالی کا اشیاء کو جاننا اپنی ذات سے ہے اپنی ذات میں کہ وہ علۃ ہے اشیاء کی اور علم علۃ کا مستلزم ہے علم معلول کو پس بعد

الجواہر العقلیۃ للاول باشراق الاول و لما بعدہ منہ من ذاتہ و بعدہما الادراکات النفسانیۃ التی ہی نقش

اوسکے جواہر عقلیہ اپنی علۃ کو بواسطہ روشنی دینے علۃ کے جانتی ہیں اور اپنے معلول کو بذات خود جانتے ہیں اور بعد علم خدا و عقول کے علم

و رسم عن طابع عقلی متبدد للمبادی والمناسب و لعلک تقول ان کانت المعقولات لا تتحد بالعاقل و

نفوس کا ہے کہ یہہ حصولی ہے بسبب عقل مجرد کے حاصل ہوتا ہے اور اسباب و مبادی علم النفس کے متفرق ہیں اگر کوئی کہے معقولات متحد ساتہ عاقل کے نہیں

لا بعضہا مع بعض لما ذکرت ثم قد ذکرت ان واجب الوجود یعقل کل شیء فلیس واحدا محضا بل ہناک

ہوتی اور نہ باہم متحد ہوتی ہیں جیسا کہ خود تو نے ذکر کیا پہر تو کہتا ہے کہ خدا کل شے کو جانتا ہے اونکی صور اوسکی ذات میں ہونی چاہئی پس خدا واحد محض

کثرۃ فنقول انہ لما کان یعقل ذاتہ بذاتہ ثم یلزم قیومیتہ عقلا بذاتہ لذاتہ ان یعقل الکثرۃ جاء

نہ رہا ملکہ کثرۃ لازم آئی جواب اسکا یہہ ہے ہر گاہ اوسنے اپنی ذات کو بذاتہ جانا اور علم اوسکا اوسکے ذات کو مستلزم ہے تمام کثرت کو پس صور اشیاء کثیرہ کے [illegible]

الکثرة لازمة متاخرة لا داخلة فی الذات مقومة وجاءت الیها علی ترتیب وکثرة اللوازم للذات

لازم و متاخر ہیں اوس سے یعنی داخل ہیں اوسکی ذات میں اور یہہ کثرة بترتیب ہے اور کثرت لوازم کی خواہ یہہ کہ لوازم مباین ہوں

مباینة او غیر مباینة لا تثلم الوحدة فالاول یعرض له کثرة لوازم اضافیة وغیر اضافیة وکثرة سلوب وبسبب

یا غیر مباین ذات کے وحدة کو نقصان نہیں کرتی پس خدا تعالی کو کثرت لوازم اضافیہ کے و غیر اضافیہ عارض ہے اور ایسا ہی کثرت سلوب کے واسطے اسماء کی کثرت ہے

ذلک کثرة الاسماء لکن لا تاثیر لذلک فی وحدانیة ذاته انتهی کلامه واعترض علیه الامام الرازی والمحقق الطوسی

اوسکی وحدة میں داخل ہوتی ہے حاصل یہہ کہ صور بسیار کے قبول کیا ذکر اوسکی ذات میں ہیں یہہ اوسکی لوازم ہیں تمام ہوا کلام شیخ بو علی کا امام

ان القول بتقرر لوازم الاول فی ذاته قول بکون الشیء الواحد قابلا وفاعلا وقول بکون الاول موصوفا بصفات

رازی اور محقق طوسی نے اوس پر چند اعتراض کئے اول یہہ کہ جب اوسکی ذات میں صور اشیاء کے ہوں تو وہ فاعل و قابل ان صور کا ہوگا دوم یہہ کہ وہ موصوف بصفات

غیر اضافیة ولا سلبیة وقول بکونه محلا لمعلولاته الممکنة المتکثرة وقول بان معلوله الاول غیر مباین

غیر اضافیہ و غیر سلبیہ کے ہوگا سوم یہہ کہ وہ محل اپنی معلولات متکثرہ کا ہوگا چہارم یہہ کہ معلول اول اوسکا اوس سے جدا نہوگا

لذاته وبانه تعالی لا یوجد شیئا مما یباینه بذاته بل بتوسط الامور الحالة فیه الی غیر ذلک مما یخالف

پنجم یہہ کہ جو چیز اوسکا غیر ہے تو اوسکو وہ نہیں کر سکتا بلا واسطہ صورة علمیہ کے جو اوسکے ذات میں مرتسم ہے اور یہہ سب امور خلاف مذہب حکماء کے ہیں

مذهب الحکماء والجواب عن الاول ان القابل بمعنی المستعد للشیء الذی هو فاعله لا یجتمع معه واما القابل

جواب اول کا یہہ ہے کہ قابل باین معنی کہ وہ مستعد ہے اوس چیز کا کہ جسکا فاعل نہیں جمع ہوتا ہے ساتھ فاعل کے لاکن قابل بمعنی موصوف

بمعنی الموصوف بالفعل فیجوز ان یکون الشیء الواحد قابلا وفاعلا معا کما صرح به هذان الشیخان قالا

بالفعل کے جائز ہے کہ ایک چیز قابل و فاعل ہو دونوں بیکبارگی جیسا کہ تشریح کی شیخ ابو نصر فارابی و شیخ بو علی سینا نے کہا اونہوں نے قابل کے

القابل یعتبر فیه وجهان احدهما ان یکون یقبل شیئا من خارج فیکون ثمه انفعال والهیولی تقبل ذلک

دو معنی ہیں ایک یہہ کہ کسی چیز کو خارج سے قبول کرے پس یہاں غیر سے اثر لیتا ہوگا ہیولی ایسے چیز کو خارج سے قبول کرتا ہے

الشیء من خارج وثانیهما قابل لما هو فی ذاته من ذاته لا من خارج فلا یکون ثمه انفعال وهذا الوجه الثانی

دوم یہہ کہ قبول کرے کسی چیز کو بذاتہ نہ خارج سے پس یہاں تاثر نہیں باین معنی خدا تعالی کو قابل کہا جاتا ہے اور فرق اسمیں کہنا

یعنی علی البارئ تعالی وفرق بین ان یوصف جسم بانه صار ابیض لان البیاض یوجد فیه من خارج و

حاوی جسم کی ہو گیا وہ سپید اور کہا حاوی سپید ہے وہ اول میں سپیدی خارج سے آئی ہے دوسری سپیدی اوسکے

بین ان یوصف بانه ابیض لان البیاض من لوازمه وانما وجد فیه واذا اخذت حقیقة الاول تعالی

لوازم سے کہ موجود ہے اوسمیں اور حقیقت لی ظاہر اوسی ذات خدا تعالی ہے اس وجہ سے اور اوسکے لوازم کی اسی وجہ سے بلا شک یہہ

علی ہذا الوجہ ولوازمہ علی ہذہ الجہۃ استمر ہذا اللمعنی فیہ وہو انہ لا کثرۃ فیہ ولیس ہہنا قابل و فاعل

معنی اوسمیں جاری ہو نگے اور کسی وجہ سے ...

بل من حیث ہو قابل ہو فاعل ...

اوسی حیثیت سے فاعل ہے اور یہہ حکم جاری ہے جملہ بسائط میں کہ انکی ذوات سے انکی لوازم صادر ہوتی ہیں اور یہہ لوازم انکی

اللوازم وفی ذاتہا تلک اللوازم علی انہا من حیث ہی قابلۃ وفاعلۃ فان البسیط منہ وفیہ شیء

ذات میں موجود ہیں پس یہہ بسائط قابل و فاعل ہیں بسیط سے جو چیز صادر ہو وہ اوسمیں ہے کچھہ کثرت

واحد اذ لا کثرۃ فیہ انتہی کلامہما مع حذف لبعض عباراتہما وانت تعلم ان قولہما یکون القابل

نہیں تمام ہوا کلام اون ہر دو کا میں یہہ کہتا ہوں کہ قول اونکا قابل بمعنی ثانی سے واحد ہوتی ہے ذات خدا میں

بالمعنی الثانی والفاعل شیئا واحدا فی الواجب تعالی مسلم واما حکمہما باطراد ہذا الحکم فی جملۃ البسائط

مسلم ہے مگر جملہ بسائط میں اس حکم کا جاری ہونا ہم نہیں مانتا یہہ حکم اوسوقت صحیح ہوتی کہ جب لوازم

ففیہ دغدغۃ لانہ انما یصح اذا صح ان لوازم الماہیۃ مجعولۃ ومعلولۃ للماہیۃ ولم یثبت بعد

ماہیت کا پیدا ہونا ماہیت سے ثابت ہوتی اسپر آجتک کوئی برہان قائم نہیں ہوئی

برہان علیہ بل الحق ان الممکنات کلہا مستندۃ الیہ تعالی اذ لا موثر فی الوجود الا اللہ الا الی اللہ

بلکہ حق یہہ ہے کہ جملہ ممکنات مستند ہیں طرف خدا تعالی کے کیونکہ موثر و فاعل حقیقی سوای اوسکے کوئی نہیں

تصیر الامور والجواب عن الثانی ان تلک الصور العلمیۃ لیست من الصفات الکمالیۃ لہ تعالی

اوسیکی طرف سب امور کا مرجع ہے دوسری اعتراض کا یہہ جواب ہے کہ یہہ صور علمیہ صفات کمالیہ خدا تعالی سے نہیں ہیں صفات

انما من الصفات الکمالیۃ لہ تعالی ہو العلم وہو عین ذاتہ المقدسۃ وتلک الصور انما سمیت

کمالیہ سے اوسکی وہ علم ہے کہ جو اوسکے عین ذات کا ہے اور جو علم اوسکا عین

علما فعلیا لکون العلم الحقیقی الذی ہو عین ذاتہ متعلقا بتلک الصور قبل ایجاد الاشیاء

ذات کا ہے بسبب اوسکے تعلق کے ساتھہ صور علمیہ کے ان صور علمیہ کو علم فعلی کہا جاتا ہے کہ وہ متعلق ساتھہ ان صور کے قبل ایجاد

وکونہا مبادی انکشاف الاشیاء فی الجملۃ قال بہمنیار فی التحصیل ان اللہ تعالی اذا کان یعقل ذاتہ

اشیاء کے ہوا ہے اور یہہ صور فی الجملہ مبادی انکشاف ...

فیعقل لوازم ذاتہ والا لیس یعقل ذاتہ ...

ورنہ علم اپنی ذات کا بوجہ تام نہ ہوگا اور یہہ صور عقلیہ لوازم اوسکے اگرچہ اعراض ہیں

موجودة فيه فليس مما يتصف به او ينفعل عنها فان كونه واجب الوجود بذاته هو بعينه كونه مبدأ

موجود اوسکی ذات مین مگر وہ خدا تعالی ایسے متصف و منفعل نہین ہوتا ہے اوسکا واجب الوجود ہونا بعینہ مبدا اپنی لوازم کا ہونا ہے

للوازم هي معقولات بل ما يصدر عنه انما يصدر بعد وجوده ووجوده تام ويمتنع ان يكون في ذاته محلا

کہ یہہ اوسکے معقولات ہین بلکہ جو چیز اوس سے صادر ہے بعد وجود اوسکے اوس سے صادر ہے اور نہین ہوتی ذات اوسکی محل

ينفعل عنها او يستكمل بها او يتصف بها بل كماله في انه بحيث يصدر عنه هذه اللوازم لا في ان يحل

چیز کی کہ جس سے منفعل یا کامل یا متصف ہو کمال اوسکا بذاتہ یہہ ہے کہ صادر ہون اوس سے یہہ لوازم نہ یہہ کہ موجود ہون اوسمین

له فاذا وصف بانه يعقل هذه الامور فانما يوصف به لانه يصدر عنه هذه لا لانه محل لها ولوازم ذاته

اوسکو عاقل ان امور کا اسواسطے کہتے ہین کہ یہہ صادر ہین اوس سے نہ یہہ کہ وہ محل ہے انکا اور لوازم اوسکی ذات کے یہہ

هي صور معقولة لا على ان تلك الصور تصدر عنه فيتعقلها بل نفس تلك الصور لكونها مجردة عن المادة

صور معقولہ ہین نہ باین معنی کہ یہہ صادر ہووین اوس سے پس جانا اوسنے انکو بلکہ یہہ صورے بسبب تجرد کے

تفيض عنه وهي معقولة لنفس وجودها عنه نفس معقوليتها له فمعقولاته اذن فعلية لا انفعالية

اوس سے معقول صادر ہوتی ہین پس نفس وجود انکا اوس سے انکی معقولیت ہے اوسکو پس اسیطرح ان صورے اوسکو انفعالی نہین

انتهى كلامه واما الاعتراض الثالث فمسلم عندي لان الذات الواجبة الغنية لا يسوغ العقل

بلکہ اوسکو فعلی ہین تمام ہوا کلام اوسکا اور اعتراض سوم کو مین بھی مانتا ہون کہ میرا ذہن نہین قبول کرتا اس امر کو کہ ذات غنی خدا تعالی کی

الصمدي والسر النقي ان يكون محلا للممكنات فاقرة الحقيقة والوجود والجواب عن الرابع بانه ان

محل ممکنات محتاجہ کی ہووے اور جواب اعتراض چہارم کا یہہ ہے اگر مراد

رام بعدم المباين ارتسامه فيه فهو اول المسئلة وان نوى به انه متحد به ذاتا ووجودا بلا تغاير ما

عدم مباین سے ارتسام معلول اول کا ہے اوسکی ذات مین تو یہہ اول مسئلہ ہے کہ جسمین گفتگو ہے واگر مراد اوسکی اتحاد

فباطل والجواب عن الخامس بانه على معتقد اصحاب هذا المذهب بان الشي العيني الذي يترتب

اتحاد معلول کا ہے ساتھ خدا کے بلا کسی تغایر کے یہہ باطل ہے اور جواب اعتراض پنجم کا یہہ ہے کہ ہمارا مذہب یہی ہے کہ شے خارجی اوس

عليه الآثار لا يوجد الا بسبق العلم عليه والمعلوم بهذا العلم السابق صور علمية لا يترتب عليها

بدون علم فعلی وہ صور نہین ہین کہ جنپر آثار خارجی مترتب نہین ہین حضرت محی الدین ابن العربی کے فصوص کی شرح مین

الآثار وقال القيصري في شرح فصوص ابن العربي قدس سره ان علم الله تعالى بذاته هو عين ذاته

علامہ قیصری نے کہا کہ خدا کو علم اپنی ذات کا بذات خود ہے اور حکمت کا علم اس وجہ سے کہ قبل از ایجاد صور انکے

وعلمه بالعالم صور الاشياء فيه كليا كان او جزئيا لا يعزب عنه مثقال ذرة في الارض ولا في السماء ولا

اوسمیں موجود ہیں کلی و جزئی ذرہ کے مانند کوئی جز اوس آسمان و زمین میں پوشیدہ نہیں اور اس سے یہہ اعتراض لازم نہیں آتا ہے

يلزم محذور بكونه تعالى محلا الامور متكثرة لان الاشياء عينه تعالى باعتبار الوجود والحقيقة وغيره باعتبار

کہ وہ محل کثیر کا ہو جاوی کیونکہ اشیا اوسکے باعتبار وجود و حقیقت کے عین ہیں اور باعتبار تقیید و تعین کے

التقييد والتعين والحيثية وليس في الحقيقة حال ولا محل بل وجود واحد ظهر في صورة حال ومحل ونفس

اوسکے غیر ہیں در حقیقت حال و محل کوئی نہیں ایک ہی چیز ہے کہ بصورۃ حال و محل کے ہے اور جسکو نفس الامر کہتی ہیں

الامر الذي تحير فيه العلماء هو هذا العلم المحيط انتهى كلامه ويشير اليه بعض كلمات المعلم الاول ارسطو حيث

وہی صور علمیہ ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور بعض کلام ارسطو کی بھی طرف مذہب شیخین کی اشارہ کرتی ہے

قال في الميمر الرابع من اثولوجيا ان هذه الصورة التي احدثتها الصناعة في حجر لم يكن في الهيولى لكنها كانت

کہا اوسنے اثولوجیا کے میمر رابع میں یہہ صورۃ جو صناعۃ نے بنائی پتھر میں نہ تھے یہہ ہیولی میں لاکن تھی یہہ صورت عقل صانع

في عقل الصانع الذي توهمها وعقلها قبل ان يصير في الحجر والصورة كانت في الصانع ليس كما

میں کہ جانا اوسنے اس صورت کو قبل اسکی کہ یہہ صورت پتھر میں آوی اور صورت تھی صانع میں نہ جیسا کہ کوئی ایسی صانع کی

تقول ان للصانع عينين ويدين ورجلين لكنها كانت فيه بانه عالم بتلك الصناعة التي احكمها

دو آنکھ دو ہاتھ دو پاون ہیں لاکن تھے صانع میں باینوجہ کہ وہ عالم ہے اس صناعت کا محکم کیا اس صناعۃ کو

وصار العمل بها ويوثر في الصناعة آثارا حسنة وصورة فائقة والصورة التي احدثها الصانع في

اور آثار اچھے صناعۃ میں کئی صورت خوب ظاہر ہوں اور جو صورت صانع نے پتھر میں

الحجر كانت في الصناعة احسن وافضل مما في المصنوع والصورة التي في الصناعة ليست هي التي

بنائی یہہ صورت صناعۃ میں افضل تھے اوس صورت سے کہ جو پتھر میں ہے اور جو صورت صناعۃ میں ہے وہ باقی رہی ہے

اتت الى الحجر بنفسها فصارت فيه بل تبقى ثابتة في الصناعة وياتي منها الى الحجر صورة اخرى

وہ نہیں پتھر میں آئی اوسکا مثل اور ادنی اوس سے بوسیلہ صانع کے پتھر میں آتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا ملخصا

هي اقل وادنى حسنا بتوسط الصانع انتهى كلامه ملخصا وقال في الميمر الخامس ان الاشياء كلها

وہ بیر کہا اسی حکیم نے اثولوجیا کے میمر خامس میں کل اشیا کی جو حالات ہیں

ابدعت على الاحوال التي هي عليها الآن بالحكمة الاولى ولو ان حكيما فاضلا [illegible] روي في

اسے حالات پر حکمت اقل میں اہم وہ ہیں اگر کوئی حکیم [illegible] مثل ان اشیاء کا ہونا چاہے

مرذلہ ہو ان المبدع ولا شئ مبدع فابدع الذی ابدع ولا صورۃ لہ عندہ فی الذات لان قبل الابداع

یہ سبب ہے کہ وہ پیدا کنندہ ہے اور اسکے سوا کوئی پیدا کنندہ نہیں ہے جو اوسنے پیدا کیا اوسکی صورت اوسکے ذات میں نہیں ہے کیونکہ قبل

انما ہو فقط واذا کان ہو فقط فلیس یحتاج جہۃ وجہۃ حتی یکون ہو وصورۃ او حیث وحیث حتی

ایجاد کے فقط وہ ہے اور نہیں ہے کوئی اور جب قبل ایجاد کے وہ اور صورۃ ہوئی وہ فقط ہوا اور وحدۃ خالص اسکے منافی

یکون ہو والصورۃ والوحدۃ الخالصۃ تنافی ہذین الوجہین والابداع تائیس ما لیس بایس واذا کان

اور ایجاد موجود کرنا معدوم کا ہے پس جب وہ موجد ہے

ہو مؤیس الایسیات فالتائیس لا من شئ متقدم ثم لیس الاشیاء الاحتیاج الی ان یکون عندہ صورۃ

معدومات کا ہو پس ایجاد اسکا بلا مادہ دوسری کے ہو گا پس موجد اشیاء کو اسکا محتاج نہیں کہ نزدیک اوسکے صورت معلول

الایس بالایسیۃ والا فقد لزمہ ان کانت الصورۃ عندہ ان یکون منفردا عن الصورۃ التی عندہ فیکون

کی ہو ورنہ لازم آتا ہے کہ وہ اور ہے اور صورت اور پس دو چیز کی ہو گی قبل ایجاد کی ایک وہ اور ایک صورت حالانکہ ہم قبل ایجاد کی فقط

ہو وصورۃ وقد بینا ان قبل الابداع انما ہو فقط وایضا فلو کانت الصورۃ عندہ اکانت مطابقۃ

اوسکو ثابت ہیں دیگر جو صورت اوسکے نزدیک ہے یا مطابق موجود خارجی کے ہے یا نہیں اگر مطابق موجود خارجی کی ہے تو موجودات

للموجود الخارج ام غیر مطابقۃ فان کانت مطابقۃ فلیتعدد الصورۃ لتعدد الموجودات ویکون

خارجیہ متعدد ہیں یہہ صورت بھی متعدد ہونی چاہیے کلیات کا کلیات کا مطابق جزئیات جزئیات کا مطابق اور یہہ

کلیاتہا مطابقۃ للکلیات وجزئیاتہا مطابقۃ للجزئیات المتغیر متغیرۃ کلما تکثرت تکثرت

محال ہے وحدت خالصہ کے منافی ہے اگر یہہ صورت مطابق موجود خارجی کے نہیں

کل ذلک مح لانه ینافی الوحدة الخالصة وان لم تطابق الموجود الخارج فلیست اذن صورة عنه انما هو

تو موجود خارجی کی صورت نہین کسی اور چیز کی صورت ہے لاکن اوس خداتعالی نے اول

لشیء آخر لکنه تعالی ابدع العنصر الاول الذی فیه صور الموجودات والمعلومات کلها فانبعث من کل صورة

سب سے ایک ایسا عنصر پیدا کیا کہ جسمین کل موجودات کے صورتین تہین ہر صورت سے ہر موجود موافق

موجود فی العالم علی المثال الذی فی العنصر الاول فمحل الصور ومنبع الموجودات هو ذات العنصر

ابی صورت علمیہ ازلیہ کے پیدا ہوا پس محل صور کا اور منبع موجودات کا یہہ عنصر اول

ما من موجود فی العالم العقلی والعالم الحسی الا وفی ذات العنصر صورة ومثال عنه ومن کمال ذات

ہر موجود حسی و عقلی کے اس عنصر اول مین صورت اور مثال ہے اور کمال ذات خداتعالی سے

الاول الحق انه ابدع مثل هذا العنصر فما یتصوره العامة فی ذاته تعالی صور المعلومات اخذا لکبیر بل انما

یہہ ہے کہ اوسنے ایسا عنصر پیدا کیا پس وہ جو عوام گمان کرتے ہین کہ قبل ایجاد کے صور اشیا اسکے ذات مین ہین یہہ خیال

صور المعلومات فیما هو ابدعه وهو تعالی بوحدانیته وهویته عن الاتصاف بها مبدعه

بلکہ صور اشیا کے اوسکے معلول مین تہین اور خداتعالی یہہ نہین موصوف ہونا ساتہہ اوس صفت کے جسکے ساتہہ اوسکا معلول

انتهی کلامه فظن اکثر العلماء ومنهم المحقق الطوسی من هذا الکلام ان مراد هذا الفیلسوف من العنصر

موصوف ہے تمام ہوا کلام اوسکا محقق طوسی وغیرہ نے اس کلام سے یہہ گمان کیا کہ مراد اس حکیم کی عنصر اول سے عقل اول ہے قبل ایجاد

الاول هو العقل الاول کان فیه قبل الایجاد صورة کل شیء من المعلومات وهذا الجوهر العقلی مع ما

اوسمین صور سب اشیاء کے موجود تہین پس یہہ عقل اول مع جملہ صور کے حاضر ہے

فیه من صور الموجودات حاضر عنده تعالی فلا یعزب عنه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء

خدا کے نزدیک پس اوس سے کوئی مثقال ذرہ کے زمین و آسمان مین پوشیدہ نہین یہہ ملخص اوسکا

هذا ملخص ما قال المحقق فی شرح الاشارات وفیه نظر من وجهین الاول انه یلزم علی هذا ان الصدور

ہے کہ جو محقق طوسی نے شرح اشارات مین کہا ہے اسپر دو اعتراض ہین اول یہہ کہ لازم آتا ہے کہ عقل اول اوس سے

عنه العقل الاول بلا سبق العلم علیه لان صور جمیع الموجودات قبل ایجادها کائنة فی العقل الاول

بلا سبقت علم کے صادر ہووی کیونکہ صور جملہ موجودات کے قبل ایجاد کے عقل اول مین تہین اور عقل

ولیس قبل العقل الاول عقل آخر حتی یکون صورته قبل ایجاده فیه وهذا الفیلسوف قد شنع علی من قال

اول سے قبل کوئی اور عقل نہین کہ جسمین صورة قبل عقل اول کے قبل اوسکے ایجاد کے ہووی اور یہہ حکیم بالس ملیطی

بارتسام صور المعلومات فی ذاته تعالی قبل ایجادها وصدور العقل الاول من الباری تعالی بالرضا

ارتسام صور اشیا کا قبل ایجاد کے ذات خدا میں قایل نہیں اور صدور عقل اول کا خدا تعالی سے بر سبیل رضا کے

لمج عنه الطبع الوقاد والذهن النقاد لان العقل الاول موجود عینی اصلی یترتب علیه الآثار و

اون باتوں سے کہ طبیعت تیز نہیں مانتی عقل اول موجود خارجی ہے کہ جس پر آثار مترتب ہوتی ہیں اور صادر ہو

انما صدر عنه بالرضا ماله وجود علمی ظلی لا یترتب علیه الآثار کالصور الافلاطونیة القائمة بذاته

برضا وہ وجود ظلی ہے کہ جس پر آثار نہ مترتب ہوں جیساکہ صور افلاطونیہ کہ بذات خود خدا کے نزدیک حاضر

او الصور العلمیة المرتسمة فی ذاته تعالی والثانی ان العقل الاول لاشک فی کونه من العالم العقلی لا من

ہیں یا وہ صور کہ جو اوسکی ذات میں مرتسم ہیں اور دوم یہ کہ عقل اول بلا شبہ عالم عقلی سے ہے نہ عالم حسی سے

العالم الحسی وهذا الفیلسوف النحریر قد صرح وما من موجود فی العالم العقلی والعالم الحسی الا فی ذات

اور حکیم تالس نے تصریح کی کہ جو چیز موجود عالم عقلی و حسی میں ہے اوسکی صورت و مثال عنصر اول میں

العنصر صورة ومثال عنه فلو کان المراد من هذا العنصر العقل الاول لزم ان یکون صورة العقل

موجود ہے اگر مراد اس عنصر سے عقل اول ہووے لازم آتا ہے کہ صورت عقل اول کے

الاول قبل ایجاده موجودا فی العقل الاول وبطلانه من الظاهریات الاول بل الحق عندی ان مراده

قبل ایجاد کے عقل اول میں موجود ہو اور یہ بدیہی البطلان ہے بلکہ حق میرے نزدیک یہ ہے کہ مراد اوسکی

من العنصر الاول هو امر نوری مجرد بسیط ظل نور الانوار کانه هیولی للصور العلمیة والاعیان

عنصر اول سے ایک نور مجرد ہے پرتو نور خدا کا گویا مادہ صور علمیہ و اعیان ثابتہ کا ہیولی ہے

الثابتة کلها فیه صور جمیع الاشیاء الممکنات قبل ایجادها کما ان هیولی العناصر فیها صور

صور جمیع ممکنات کی قبل ایجاد کے اوس میں موجود ہیں جیساکہ ہیولی عناصر صور محسوسات کے موجود

المحسوسات کلها وهی حاملة لها کذلک هو العنصر الاول النوری المجرد حامل صور علمیة ومثل

ہیں اور یہ ہیولی حامل ہے محسوسات کا ویسا ہی عنصر اول نوری حامل صور علمیہ و مثل نوریہ کا ہے

نوریة کلها ولما عضده ما قال الفیلسوف انکسمالس الملطی من اعاظم الفلاسفة واکابر الاساتذة

اور اس میرے قول کا موید ہے کہ جو حکیم انکسمالس ملطی نے کہا کہ اعاظم فلاسفہ و اساتذہ سے ہے کلام

ان الباری تعالی ابدع بوحدانیته صورة العنصر ثم صورة العقل الاول انبعثت عنها بتدبیر الباری

اوسکی یہ ہے کہ خدا تعالی نے پیدا کیا اول صورت عنصر کے پس صورت عقل اول کی اوس سے باقتضا خدا تعالی کے

[illegible] من تعينات الانوار [illegible]

ظاہر ہوئی پس عنصر اول نے عقل اول میں وہ صور میں ڈالیں کہ جو اوس میں نہیں گو وہ کثرت سے شمار سے اور

الطبقات صور الكثيرة دفعة واحدة كما يحدث الصورة في المرآة الصيقلية بلا بعدية زمان ولا ترتب

یہ صور کثیرہ یکبارگی پیدا ہو گئے جیسا کہ آئینہ میں بلا بعدیۃ زمان کے صورت یکدم کے حادث ہوتی ہے

بعض على بعض غير ان الهيولى لا يحتمل القبول دفعة واحدة الا بترتيب وزمان فحدثت فيها تلك

اور بعد ان ترتیب بعض کا بعض پر لاکن ہیولی بلا ترتیب و بلا زمان صور کثیرہ کو نہیں قبول کرتا ہے اور اس عنصر و عقل میں

الصور على الترتيب دفعة ولم يزل في العالم بعد العالم على قدر طبقات العوالم حتى قلب انوار الصور

صور کثیرہ مترتب یکبارگی حادث ہوتی ہیں اور اسیطرح جیسے ہمیشہ یہ صور حسب طبقات عالم کے موجود ہوتی ہیں یہاں تک

في الهيولى وصارت منها هذه الصورة الرذيلة الكثيفة التي لم تقبل نفسا روحانية ولا حيوانية

بدل کیا گیا انوار صور کا ہیولی میں بعض صور ہیولانیہ سے ایسی کثیف صورۃ ہوئی کہ وہ نفس روحانیہ اور نفس حیوانی

ولا نباتية وكل ما هو على قبول حيوة وحس فهو بعد في آثار تلك الانوار انتهى كلامه وهذا الكلام

اور نفس نباتی کو نہیں قبول کرتی ہے اور حس صورۃ زندگی و ادراک ہے اوسمیں نور صور عقلیہ نوریہ کا باقی ہے تمام ہوا

نص صريح على ان العنصر قبل العقل الاول وصورة العقل الاول وغيره من الممكنات كانت

کلام اوسکا اور اس کلام سے صاف ظاہر ہے کہ عنصر قبل عقل اول کی ہے صورۃ عقل اول وغیرہ ممکنات کے قبل ایجاد کے اوسمیں موجود

موجودة فيه قبل ايجادها وانما هذا العنصر امر نوري مجرد بسيط شعاع نور البارئ تعالى كانه هيولى

تھیں اور یہ عنصر ایک امر نوری مجرد بسیط ہے شعاع نور خدا تعالی کے گویا کہ یہ ہیولے نورانیہ ہے

نورانية تقبل الصور العلمية والمثل النورية ويقال لهذا العنصر الاول النوري في اصطلاح

قبول کرتا ہے صور علمیہ الہیہ کو اور صور نورانیہ کو اور اس عنصر اول نوری کو عرفا اسلامیہ ہیولی اولی

العرفاء الهيولى الاولى والهباء قال العارف محي الدين ابن العربي قدس سره في الباب السادس

اور ہباء کہتے ہیں حضرت محی الدین ابن العربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ کے باب ششم میں کہا ہے

من الفتوحات المكية ان الله سبحانه خلق الهباء ثم انه سبحانه تجلى بنوره على ذلك الهباء والعالم

خدا تعالی نے پیدا کیا پہلے سب سے ہبا کو پھر خدا نے اپنی روشنی دی اس ہباء کو اور اس ہباء میں

فيه كله بالقوة فقبل ذلك الهباء منه كل شيء على حسب قوته واستعداده كما يقبل زوايا

کل عالم بالقوہ تھا جب خدا نے اپنی روشنی دی اس ہباء نے اوس روشنی سے حسب استعداد کے ہر شئے کی صورت قبول کی

البیت نور السراج وتجلی قدر قربه من ذلک النور تشتد ضوءه وقبوله قال الله تعالی مثل نوره کمشکوٰة

جیسا کہ گھر نور چراغ کا حسب دوری ونزدیکی کے قبول کرتا ہے جیسا خدا تعالی قرآن شریف میں کہا ہے مثل نور خدا کی ایسی ہے جیسا کہ

فیها مصباح فشبه نوره بالمصباح فاقرب الیه قبولا من ذلک الهباء الا حقیقة محمد صلی الله علیه

چراغ چراغدان میں تشبیہ دی اپنی نور کی چراغ سے قریب تر روشنی خدا سے طرف ہباء کی حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی

المسماة بالعقل الاول فکان سید العالم باسره واول ظاهر فی الوجود فکان ظهوره من ذلک

جسکا نام عقل اول ہے پس محمد صلعم سردار کل عالم کا ہوا اور اول موجود ظہور اوسکا نور الٰہی سے اور اس ہباء سے اور حقیقت

النور الالهی ومن الهباء ومن الحقیقة الکلیة وفی الهباء وجد عینه وعین العالم من تجلیه

کلیہ سے اور ذات اعلی اوسکی اس ہباء میں موجود تھے اور ذات کل عالم کی نور محمد صلعم سے اور جملہ انسان

...سر الانبیاء اجمعین انتهی کلامه الکاشف للحق الیقین

... جملہ انبیاء کا نام ہوا کلام اوسکا ختم ہوا اوسکا بلند درجہ کی

اعلی الفردوس جنة فی علیین وتفصیله ان هذا العالم الحسی کله ضم وظل للعالم العقلی النوری فکل صورة

بہشت ہیں۔ تفصیل اسکی یہہ ہے کہ یہہ عالم حسی جملہ مت اور سایہ ہے عالم عقلی کا جو صورة اس عالم میں ہے

فی هذا العالم فهو فی ذلک العالم وکما ان فی العالم الحسی صور متفاوتة فی هیولی واحدة فکذلک للعالم

وہ اس عالم میں بھی ہے اور جیسا کہ اس عالم حسی میں صور مختلفہ ایک ہیولی میں ہیں ایسا ہی عالم عقلی میں

العقلی النوری صور نورية کثیرة فی محل واحد هو العنصر النوری وهیولی عالم الاجسام والاجرام

صور نوریہ بیشمار ایک محل میں ہیں کہ وہ عنصر نوری ہے اور ہیولی عالم اجسام واجرام کا

ظل وصنم لهیولی عالم العقلی الذی هو العنصر النوری وصور عالم الاجسام بشر اشرها اظلال واصنام للصور

بت اور سایہ ہے ہیولی عالم عقلی کا کہ جو عنصر نوری ہے اور عالم اجسام کے جملہ صورت بت وسایہ ہیں صور نورانیہ

النورية والمثل الروحانية التی حالة فی الهیولی النورية وهو العنصر الاول وهذه العنصر الاول النوری

وصور روحانیہ کی کہ جو ہیولی نورانیہ میں موجود ہیں اور یہی ہیولی نورانیہ عنصر اول ہے اور اس عنصر

باعتبار وجوده العلمی ای من حیث ان له ثبوتا غیر مترتب الاثار عنده تعالی ولا وجود عینی مع جمیع

اول کو باعتبار کے اوسکو وجود علمی ہے فقط وجود عینی نہیں ہے اور جملہ ممکنات سکے اسمیں صور میں موجود ہیں یہ

ما فیها من صور الممکنات لیسمی حقیقة محمدیة عند العرفاء والیه یشیر قول نبینا محمد صلی الله علیه وآله وسلم انا مدینة

عرفا حقیقت محمدیہ کہتے ہیں اور اسی کی طرف اشارہ ہے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں شہر علم کا

قوله انا مدینة العلم یعنی انا مدینة العلم ... الا من الباب ... ولذا کان علی ابن ابی طالب علیه السلام ... الطریقة ... روی ... قال ... علیه السلام ...

العالم وعلی بابها والمظهر العینی لهذا العنصر الاول الجامع لجمیع الممکنات هو العقل الاول کما ورد فی
ہیں اور علی اوسکا دروازہ ہے اور جو مظہر موجود خارجی اس عنصر اول کا ہے اوسکو عقل اول کہتے ہیں جیسا کہ بعض احادیث میں آیا
بعض الاخبار اول ما خلق اللہ العقل فالحقیقۃ المحمدیۃ وجود علمی ظلی جامع لسائر اشیاء الممکنات
اول جو خدا نے پیدا کیا وہ عقل ہے پس حقیقۃ محمدیہ وجود ظلے ہے جامع کل ممکنات کا اور عقل
والعقل الاول مظہرہ وجود عینی جامع لما فیہا قال الفاضل المیبذی فی الفواتح اسماء الہیہ را صور
اول اوسکا مظہر ہے بوجود خارجی جامع ہے اوسکو جو عنصر اول میں ہے فاضل میبذی نے فواتح میں کہا ہے [illegible]
متمیزہ در علم حق تعالی است وایشانرا اعیان ثابتہ گویند خواہ کلی باشند خواہ جزئی واین صور علمیہ
اسماء الہیہ بھی کہتے ہیں انکی صور جدا جدا .... اور یہ صور
ازلی فائض شدہ اند از ذات حق بفیض اقدس پس صور علمیہ یعنی اعیان ثابتہ با جمیع توابع ولوازم
ازلیہ ہیں ظاہر ہوئیں ذات خدا سے بفیض اقدس پس یہ صور علمیہ مع جمیع لوازم کے بفیض مقدس موجود خارجی ہوئی
بفیض مقدس واعیان ثابتہ نسبت باسماء الہیہ ابدان اند ونسبت باعیان خارجیہ ارواح اند
ہیں اور یہ اعیان ثابتہ نسبت اسماء الہیہ کے ابدان ہیں اور بہ نسبت اعیان خارجیہ کے ارواح ہیں اور انہیں کے
وواسطہ اند در ایصال فیض باعیان خارجیہ لیکن فیض منحصر درین نیست بلکہ فیض ہر واسطہ بہر
واسطے سے اعیان خارجیہ کو فیض آتا ہے لاکن فیض خدا کی انہیں میں منحصر بلکہ فیض اوسکا ہر موجود کو اوس وجہ سے
موجود میرسد از وجہ خاص کہ او را با حق است ولکل وجہۃ ہو مولیہا انتہی کلامہ وقال العارف
بھی آتا ہے کہ جو وجہ اوسکو ساتھ خدا کے ہے ہر بندہ کو ساتھ خدا کی ایک وجہ خاص ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور فاضل
الفاضل مولانا یعقوب کشمیری فی الروائح تجلیات وجود حق بصفات متعددہ وتعینات متکثرہ
وعارف مولانا یعقوب کشمیری نے روائح میں کہا ہے بصفات متعددہ جو تجلیات وجود خدا کے ہیں وہ حقائق
حقائق اسماء است وصور آن حقائق را در علم الہی کلیہ کانت او جزئیہ اعیان ثابتہ می نامند
اسماء کی ہیں اور صوران حقائق کی علم خدا میں خواہ یہ صور کلیہ ہوں یا جزئیہ اعیان ثابتہ ہیں اور حقائق
وحقائق اشیا نیز میخوانند پس اعیان ثابتہ عبارت است از صور علمیہ اسمائیہ کہ مفاض است
اشیا بھی انکو کہتے ہیں پس اعیان ثابتہ وہ صور علمیہ اسمائیہ ہیں کہ پیدا ہوئیں ذات خدا سے
از ذات الہیہ بفیض اقدس چہ فیض الہی بر دو قسم است یکی فیض اقدس کہ موجب حصول
بفیض اقدس کہ خدا تعالی کا دو قسم ہے ایک فیض اقدس اسلئے کہ جس سے علم الہی میں اعیان ثابتہ مع استعدادات انکے

المتعلق بهذه الاعيان الثابتة وهذا هو مذهب الصوفية الكرام ولو حمل كلام افلاطون في علم

اور یہہ مذہب صوفیہ کرام کا ہے علم فعلی باری تعالی میں افلاطون کی کلام کا اسپر حمل

الباري تعالى عليه فلا يخلو اليه بعيدا بجوزه واقتضاء هذه الثبوت ليس على سبيل الجعل الاختياري حتى يلزم

ہو سکتا ہے اور یہہ ثبوت اعیان ثابتہ کا خدا تعالی سے بر سبیل ایجاد اختیاری نہیں صادر ہوا تاکہ سبقت علم کی

سبق العلم عليها بل هذه الثبوت من لوازم ذات الباري تعالى ومن مقتضاته الثبوت والصدور

غیر لازم آوے بلکہ یہہ ثبوت لوازم ذات خدا تعالی سے ہے بر سبیل ایجاب اوس سے صادر ہوا ہے

على سبيل الايجاب فلا يلزم قبل هذا العلم علم والتحقيق في صدر كان هذه الاعيان الثابتة لما كانت

پس اب قبل علم کے اور علم لازم نہیں آیا اگر کوئی کہے کہ یہہ اعیان ثابتہ جب خدا تعالی کو مناط انکشاف کا

بمناط الانكشاف له تعالى فقد استكمل الباري عز وجل في صفة الكمالية بالغير انك قد علمت

ہوویں تو خدا تعالی کا استکمال بالغیر لازم آیا صفات کمالیہ میں جواب اسکا یہہ ہے کہ صفۃ کمالیہ خدا تعالی

ان ذات الباري مبدأ الانكشاف منفس ذاته الحقة وليس مفتقرا في كونه مبدأ الانكشاف الى امر

مبدأ انکشاف ہے اور مبدأ انکشاف ذات خدا تعالی کی ہے نہ کوئی اور چیز لاکن جو مبدأ انکشاف ہووی

آخر وكونه مبدأ الانكشاف هو الصفة الكمالية لكن لا بد للانكشاف من امر يكون منكشفا

ضرور ہے اوسکے بروا سطے ایک منکشف ومعلوم کا ہونا اور یہہ تامیۃ مبدأ اور اوسکے کمال میں کوئی ضرر نہیں

لهذا المبدأ وهذا لا يضر في تامية المبدأ وكماله فيه وهذا كما ان القدرة تقتضي امكان المقدور ولا تعلق

کرتا ہے مثال اسکی یہہ ہے کہ قدرۃ امکان مقدور کو چاہتی ہے اور ممتنع کے ساتھہ قدرۃ نہیں متعلق

يصلح لتعلق العلم ومبدأ الانكشاف فلا يضر في كمالية المبدأ انتهى كلامه فافهم وقال السيد

ہوتی اسکے صلاحیۃ نہیں رکھتا کہ وہ معلوم ومتعلق علم کا ہووی کمالیۃ مبدا میں کچھہ نقصان نہیں کرتا تمام ہوا کلام اوسکا

الهروي في حاشية شرح التهذيب لدفع هذا الاعضال وحسم عرق الاشكال ان الممكن

سید زاہد ہروی نے شرح تہذیب کے حاشیہ میں اس اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ ممکن ایک جہۃ عدمی کی ہے

جهتين جهة العدم ولا يتعلق العلم بهذه الجهة وجهة الوجود وهي راجعة اليه تعالى فعلمه تعالى بذاته

اس جہۃ سے علم اوسکے متعلق نہیں ہوتا اور ایک جہۃ وجود کی یہہ جہۃ رجوع کرتی ہے طرف خدا کی پس خدا

لا الصورها فالموجودات باسرها من حيث الوجود الرابطي معلومة وصور علمية له تعالى فعلمه الاجمالي بتلك

نہیں کہ اوسکی صورت اوسمیں ہے پس جملہ ممکنات باعتبار وجود رابطی کے معلوم اور صور علمیہ خدا تعالی کے ہیں پس علم اجمالی

الاشیاء نفس ذاته تعالی وعلمه التفصیلی نفسها فهی معلومة له تعالی من جهتین فانها بوجودها الاجمالی

ان اشیاء کا ذات خدا تعالی کی ہے اور علم تفصیلی انکا انکی ذات ہے پس ممکنات خدا کو دو وجہ سے معلوم ہیں یعنی

متحدة معه تعالی منطوی علمها فی علمه بذاته تعالی وبوجودها التفصیلی حاضرة عنده بلا حلول

ممکنات بوجود اجمالی متحد ہیں ساتھ اوسکے علم انکا اوسکو اپنی ذات کے علم میں پیچیدہ ہے اور بوجود تفصیلی یہہ ممکنات حاضر

وقیام بذاته تعالی انتهت رتنه وخمت نغمته واورد علیه السید احمد علی السندیلی وبحر العلوم

ہیں بذاتہ اور اوسکے آگے تمام ہوا رونا اوسکا اور گانا اوسکا وارد کیا اسپر سید احمد علی سندیلی اور بحر العلوم نے

اولا انه ماذا اراد بکون ذوات الجایزات بماهیاتها ووجوداتها رابطية الذات ان ارادوا انها بنفس ذواتها

اول یہہ کہ قول اوسکا ممکنات بماہیات ووجودات اپنی کے رابطیۃ الذات ہیں اگر مراد اوسکی اس سے یہہ ہے

ووجوداتها مرتبطة ارتباط المعلول بالعلة فمسلم لکن لا یلزم منه انطواءها فی ذاته حتی یصیر علمه تعالی

کہ ممکنات بنفس ذوات ووجودات اپنی کے مرتبط ہیں ساتھ خدا کے جیسا کہ ارتباط معلول کا ساتھ علۃ کے ماننا

بذاته علمها وانما یلزم لو کفی لنفس المعلولیة العلم بان یکون العلم بالعلة نفس العلم بالمعلول ولم یصح

اسکو لیکن اس انطواء اونکا خدا کی ذات میں لازم نہیں آتا تاکہ اوسکو علم اپنی ذات کا بعینہ علم اونکا ہو یہہ جب ہو

هذا بالبرهان والذی صح هو ان العلم بالعلة یستلزم العلم بالمعلول واین هذا من ذاک وان اراد معنی

کہ جب علم علۃ نفس علم معلول کا ہو اور ایسا نہیں بلکہ علم علۃ کا مستلزم ہے علم معلول کو اور ان ہر دو میں فرق ہے

اخر فلیصور اولا حتی یتکلم فیه وثانیا ان جملة الجایزات من حیث رابطیة الذات وباعتبار الحقیقة

واگر مراد اس سے اور شئے تو بیان کرے اوسکو تاکہ ہم اوسمیں کلام کریں دویم یہہ کہ جملہ ممکنات بحیثیت رابطیۃ ذات کے ساتھ

معنی ارتباطها بعلتها فهی بوجودها التفصیلی ایضا رابطة الذات فیلزم ان تکون بوجودها

اپنی علۃ کے بوجود تفصیلی بھی رابطیۃ الذات ہیں پس چاہیے کہ ممکنات بوجود تفصیلی بھی ساتھ خدا کے

التفصیلی ایضا متحدة معه تعالی ومنطوی علمها بوجودها التفصیلی فی علمه بذاته تعالی مع انه لا یقول

متحد ہووی اور جب وہ اپنی ذات کو جانے ممکنات کو بھی بوجود تفصیلی انکے جانے حالانکہ یہہ فاضل اسکا قایل

به وطائفة من المتکلمین قالوا فی وجه التقصی عن هذا الشک المتین ان لهذا العالم کله من الموجودات

نہیں اور بعض علماء متکلمین نے اس اعتراض مذکور سخت سے یہہ جواب دیا ہے کہ جملہ ممکنات کو قبل ایجاد کے

والمراد بالممكنات كان وجود اجمالها عند الباري تعالى قبل الايجاد فكانت تلك الاشياء منكشفة

نزدیک خدا تعالیٰ کے وجود اجمالی تہا بہ سبب اسی وجود اجمالی کے سب ممکنات اوسکو قبل ایجاد کے معلوم و منکشف

عنده سبحانه قبل الايجاد بهذا الوجود الاجمالي واورد عليه الامام الرازي بان الوجود الاجمالي لا

تھے امام رازی نے مباحث مشرقیہ میں اسی وجود اجمالی کو بایں تقریر باطل کیا کہ یہ وجود

معنى له لان هذا الموجود بوجود واحد اما عين الموجودات بوجودات كثيرة او غيرها وعلى الثاني

اجمالی ممکنات کا جو وجود واحد ہے یا عین اون موجودات کا ہے کہ جو موجود بوجودات کثیرہ ہیں یا اون موجودات

لم يكن هذا الوجود وجود المعلومات العينية المتميزة فلزم تعلق العلم الفعلي قبل وجود الاشياء

غیر ہے بر تقدیر ثانی یہ وجود اجمالی وجود معلومات خارجیہ متمیزہ کا نہو گا پس قبل وجود اشیا کے لازم آیا تعلق علم فعلی کا

بالمعدوم الصرف وعلى الاول فالكثرة ان كانت موجودة في الوجود الواحد فلا اجمال وان كانت

ساتھ معدوم صرف و بر تقدیر اول اگر کثرت وجود واحد میں موجود ہے اجمال نہیں ہے و اگر کثرت وجود

معدومة او بعضها موجودة وبعضها معدومة فلا اجمال ايضا ولزم تعلق العلم بالمعدوم ايضا

واحد میں معدوم ہے یا بعض موجود اور بعض معدوم ہے تو بہی اجمال نہیں اور تعلق علم کا ساتھ معدوم کے لازم ہے

وقال بحر العلوم في حاشيته على الحاشية الزاهدية لشرح المواقف ان الوجود الاجمالي ليس بشيء لان في

اور شرح مواقف پر جو میر زاہد کا حاشیہ ہے اوسپر جو حاشیہ بحر العلوم کا ہے اوسمیں کہا ہے کہ وجود اجمالی باطل ہے کیونکہ

هذه المرتبة اما اتحد المعلومات كلها ويكون الوجود الواحد وجود الكل وهو باطل لان اتحاد الاثنين

اس مرتبہ اجمال میں یا جملہ معلومات متحد ہونگے اور سب کا ایک وجود ہو گا یہ باطل ہے شیخ نے شفا میں کہا کہ دو چیز ایک نہیں

محال لانهما بعد الاتحاد ان بقيا كما كانا فلا اتحاد او عدما او عدم احدهما وبقي الاخر فلا اتحاد ايضا

ہو سکتیں کیونکہ وہ بعد اتحاد کے اگر ایسے ہیں جیسا کہ پہلے تہیں اتحاد نہیں و اگر ہر دو معدوم یا ایک معدوم دوسرا باقی

كما قال الشيخ في الشفاء او لم يتحد المعلومات بل هي موجودات متعددة ولكن عرض لها نوع من

تو بہی اتحاد نہیں یا اس مرتبہ میں جملہ معلومات متحد نہ ہونگے موجودات متعددہ ہونگے مگر ایک نوع کی وحدت اونکو

الوحدة فلا اجمال او للمعلومات وجود بوجود بعض وجوهه وهذا ليس وجود المعلومات حقيقة

عارض ہے تو بہی اجمال نہیں یا وجود ان معلومات کو بوجود بعض وجوہ کے تو یہ وجود معلومات کا حقیقۃ میں نہوا اور

ومن هاهنا اتضح لك ان ما قال اصحاب العلم الاجمالي في تبيانه بالتمثيلات كما قد قالوا هذا

وجود اجمالی والے اسکے تمثیلات چند بیان کرتے ہیں کبہی کہتے ہیں کہ یہ اجمال مانند حدود محدود کی ہے

الا بالمثل الجدد والمجدد وكما قال آخرون علمه تعالى بنفس ذاته منطو على سلسلة الممكنات انطواء النواة

اور کبھی کہتے ہیں کہ علم خدا کا منطوی ہے جملہ ممکنات کو جیسا کہ تخم منطوی ہوتا ہے شجر کو

على الشجر وكما قال بعض المحصلين مثل انطواء علم الممكنات في علمه تعالى بنفس ذاته مثل ما يحصل دفعة عند

اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ علم ممکنات کا اوسکے علم بذاته میں منطوی ہے جیسا کہ وقت سوال سائل کے جواب یکبارگی ذہن میں آ جاتا ہے

سوال سائل من جواب المسئلة ثم تفصيل العقل تفصيلا شيئا فشيئا الا انه من الحق شيئا فان الكلام في ان

عقل اوسکی اوسکے بعد تفصیل کرتی ہے یہ سب تمثیلات واہیات ہیں کیونکہ ہماری کلام اسمیں ہے کہ معلومات کو

المعلومات متميزة قبل الوجود ام لا فلا بد له من نحو ثبوت ولا ينفع في دفعه هذه التمثيلات انتهى كلامه

قبل ایجاد وجود کے تمیز ہے یا نہیں ضرور ہے کہ قبل وجود کے کسی طرح کا ثبوت ہووے اور ہماری بیان سے یہ تمثیلات نافع دفع اشکال

والاولياء الكرام والعرفاء العظام اصحاب الاذواق والاحوال المستمدين في الاحوال لقريرون هذا الكلام

[illegible] علماء بہی اوسکو

[illegible] اهم وانا اذكر

[illegible] مسئلہ کی تقریر کی ہے

في هذا المقام ما قال الفاضل الحبر القمقام المحقق السهالي قدس سره في العروة الوثقى اعلم ان العرفاء

اوسکا ملخص میں بیان کرتا ہوں عرفا کہتے ہیں جب خدا تعالی بذات خود متجلی ہوا اور اوسنے اپنی ذات

قالوا لما تجلى الحق ذاته بذاته وشاهد فيها اسماءه وصفاته مجملة وليس المراد بالاسماء والصفات هي التي

میں بیچ اسماء و صفات کو مجملا دیکھا یہ اسماء و صفات امور کلیہ و جزئیہ ہیں بلکہ جملہ ممکنات ہیں کہ جنکو عالم کہتے ہیں

والتسمون بل الامور الكلية والجزئية التي هي نفس العالم بل الممكنات بتمامها وذلك لانه تعالى منبعها

اور ممکنات کو اپنی ذات میں اسواسطے مشاہدہ کیا کہ وہ انکا منبع ہے اسلیے مشاہدہ منبع کا موجب مشاہدہ اجمالیہ اوس

ومشاهدة المنبع لذاته توجب مشاهدة اجمالية لما له منبع اراد ان يشاهدها في حقيقة تكون له

چیز کو کہ جسکا منبع ہے پس ارادہ کیا اوسنے کہ ان ممکنات کو ایک ایسی چیز میں دیکھے کہ مانند آئینہ کے ہووے پس ایک ذات

كالمرآة واوجد حقيقة مرآة لجميع المراتب الامكانية العلوية والسفلية وهي المسماة بالحقيقة

ایسی پیدا کی کہ جو آئینہ جملہ ممکنات علویہ و سفلیہ کی ہے کہ نام اوسکا حقیقت محمدیہ ہے یہی علم الہی ہے

المحمدية وهي حقيقة هذا النوع الانساني في الحضرة العلمية ولكونها صورة جامعة للحقائق كلها تسمى

اسلیے حقیقت انسانی کی ہے اور بسبب اسکے کہ یہ حقیقت جامع کل حقائق کی ہے اسکو انسان کبیر بہی کہتے ہیں

بالانسان الكبير ايضا فوجدت حقائق العالم اجمالا منضما بالمرتبة الالٰهية الجامعة للاسماء فاوجد بهذه الاسماء

پس جو مرتبہ الٰہیہ جامع اسماء و صفات کا تھا اوسکے مانند یہ حقیقت جامع کل حقائق کی پیدا کی اسمین جملہ ممکنات

في تلك الحضرة العلمية تفصيلا ايضا فصارت اعيانا ثابتة وهي مناط العلم التفصيلي له تعالى عندهم

بوجود ظلی تفصیلی موجود ہوئے کہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہین اور یہ اعیان ثابتہ قبل وجود عینی کے مناط علم تفصیلی خدا

قبل الوجود العيني لها جميع الحقائق التي تضمنها الاعيان الثابتة في الحضرة الاحدية عين الذات

ہین اور جمیع حقائق کہ متضمن ہین اونکو اعیان ثابتہ حضرت احدیۃ مین وہ عین ذات کے ہین

ثم جعلها في العين مطابقا للوجود العلمي بايجاد العقل الاول فيه المشار اليه بقوله صلى الله عليه وسلم اول ما خلق

پس موجود خارجی کیا اسی حقیقت کو ساتھ ایجاد عقل اول کے اسیطرف اشارہ ہے قول اوس صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سب سے

الله نوري وايجاد غيره من الموجودات التي تضمنها العقل الاول ثانيا وهذا المذكور للحق تعالى بمنزلة

پہلا خدا نے میرا نور پیدا کیا اور جو موجودات کہ عقل اول نے سمایا ہین وہ دوسری مرتبہ مین موجود ہوی اور یہ انسان مانند

انسان العين من العين الذي يكون به النظر وهو المعبر عنه بالبصر ولهذا سمي انسانا فانه به نظر الحق

پتلی آنکھ کے ہے کہ جس سے کوئی چیز دیکھی جاوی انسان کے معنی لغۃ پتلی آنکھ کے ہین اسیواسطے آدم کو انسان کہا کیونکہ اسی سے

تعالى الى خلقه فرحمهم باعطاء الوجود العلمي وهو ازلي فعينه الثابتة ازلية وباعطاء الوجود العيني الروحاني

خدا اپنی خلق کو دیکھا وہ آدم حضرت خاتم الانبیاء ہے پس اپنی رحم سے اون ممکنات کو وجود علمی ازلی دیا کہ جو اعیان ثابتہ ہین اور

لانه متعال عن الزمان واحكامه وازلية الاعيان الثابتة والارواح المجردة بدوام عليتها بخلاف

وجود خارجی روحانی دیا کہ جو بلند ہے زمان وغیرہ سے اور اعیان ثابتہ وارواح مجردہ کی ازلیۃ بجہت دوام اونکی علت کے ہے اور

ازلية المبدع لهما فانها بعدم الافتقار ولهذه الحقيقة الانسانية الجامعة مظاهر في جميع العوالم

ازلیۃ خدا کی بخلاف اوسکے بمعنی عدم افتقار کے ہے اور اس حقیقت محمدیہ انسانیہ کے جملہ عوالم مین مظہر ہین مظہر

فالمظهر الاول لها في عالم الجبروت وهو المسمى بالروح الكلي وهو اللوح المحفوظ وهو بالوجود العلمي

اول اوسکا جو عالم جبروت مین ہے اوسکو روح کلی و لوح محفوظ کہتے ہین وہ بوجود علمی

مرآة علمه تعالى وبالوجود العيني هو المسمى بالعقل الاول وفي عالم الملكوت وهو النفس الكلية التي تتولد

آئینہ علم خدا کا ہے اور بوجود عینی اوسکا نام عقل اول ہے اور مظہر اوسکا جو عالم ملکوت مین ہے وہ نفس کلی ہے کہ

منها النفوس الجزئية وتسمى بالكتاب المبين وفي عالم الطبيعة وهو النفس المنطبعة وتسمى بكتاب

جس سے نفوس جزئیہ متولد ہوتے ہین اوسکو کتاب مبین کہتے ہین مظہر اوسکا عالم طبیعۃ مین نفوس منطبعہ ہین کہ جنکو کتاب

المحو والاثبات وفي عالم الملك والناسوت هو آدم ابو البشر عليه الصلوٰة والسلام وهذه خلاصة كلماتهم

محو و اثبات کہتے ہیں اور عالم ناسوت میں مظہر اوسکا حضرت آدم علیہ السلام و السلام ہیں یہہ خلاصہ عرفا کی کلمات طیبہ کا

الطيبة الدائرة على السنتهم الرطبة فاحفظ هذا المقام فانه يجديك في مواضع من مزال الاقدام واست

ہے اسکو حفظ رکہنا چاہیئے کہ اکثر مقام مشکل میں یہہ نفع دیتا ہے یہہ مسئلہ علم فعلی کا میں نے تہوڑا ذکر کیا ہے میں نے چاہا کہ طلبہ

وذكرت هذه المسئلة ههنا القدر الكفاية ولم ارني ان اري الطلبة عن هذا المبحث لسبابة المسغبة

زمانہ کو اس مسئلہ سے میدانی بہوک میں دیکہوں اور اونکو لقمہ نہ دوں شرح سلم و شرح حکمۃ العین میں اس مبحث کو

والزيادة في شرحنا للسلم وشرحنا لحكمة العين فروع فيها سطوع سنها ان العلم الفعلي له سبحانه

میں نے زیادہ بیان کیا ہے علم فعلی خدا تعالی کا سبب وجود اشیا کا

وتعالى سبب وجود الاشياء الممكنة قال الشيخ الرئيس في التعليقات العلم في الاول الحق غير مستفاد

ہے شیخ بو علی سینا نے تعلیقات میں کہا ہے علم فعلی خدا کا موجودات سے حاصل نہیں

من الموجودات فعلمه سبب لوجود الموجودات فلا يجوز عليه التغير وعلمنا مستفاد من خارج فيكون

بلکہ وہ سبب وجود موجودات کا ہے اوسمیں تغیر جائز نہیں اور علم ہمارا خارج سے حاصل ہے سبب

سببه وجود الشيء فاذ الكنا لا ندري الا الجزئيات المتغيرة وانها تبطل فيبطل علمنا بها والمثال

اوسکا شے غیر ہے پس نہیں ادراک کرتے ہیں مگر جزئیات متغیرہ کو اور یہہ باطل ہو جاتی پس علم ہمارا بہی

في كون علمه تعالى سببا لوجود الموجودات هو كما لو علم انسان صورة بناء فبنى على تلك الصورة بناء انما كان

جو ساتہ اوسکے تہا باطل ہو تا ہے اور وہ علم فعلی خدا کا جو سبب وجود موجودات کا ہے جیسا کہ اولا تصور کری

علمه تعالى سببا لوجود الموجودات لغنية من دون آلة وارادة وارادة متجددة بل كانت المتجددات

صورت کسی چیز کی پہر موافق اس صورت کے بنا دی ہر گاہ علم خدا کا سبب وجود موجودات کا ہوا بلا آلہ و ارادہ نو حادث کے

تابعة للمعلومات صح معنى قوله كن فيكون الحي هو الدراك الفعال ولما كان سببا لوجود الاشياء

بلکہ متجددات تابع اوسکے معلومات کے ہیں صحیح ہو دی معنے اوسکے قول کن فیکون پس خدا وہ زندہ وہ ہے جو دانا و کنندہ ہے

وكان عالما بذاته فكان من حيث هو عالم فاعل فكان من حيث هو عالم حيا اذ لا يحتاج الى شيء

اور ہر گاہ وہ خدا سبب وجود اشیا کا ہوا اور عالم بذاتہ وہ بحیثیت عالمیت کے فاعل ہے پس وہ بحیثیت علم کے زندہ ہے کیونکہ وہ محتاج

آخر به يفعل كما لو كان علمنا يكفي في ان نفعل شيئا لم نحتج معه الى قوة اخرى بها نفعل بل كنا

طرف دوسری چیز کی کہ بسبب اوسکے فاعل ہو اگر ہمارا علم ہماری فاعلیت کو کافی ہو دی نہ محتاج ہوویں ہم طرف قوۃ دوسری کے

من حيث عالمين فاعلين لكنا احتجنا من حيث نحن عالمين وقال في النمط السابع من الاشارات الصور

تو حیثیت میں کہ ہم بحیثیت عالمیت فاعل ہوتا مگر ہم محتاج ہیں عالمیت میں طرف اور قوۃ کے اور اشارات کی نمط سابع میں کہا ہے صور

العقلية قد يجوز بوجه بان تستفاد من الصور الخارجية مثل كما تستفيد صورة السما من السما وقد يجوز

عقلیہ یعنی ایسے ہوتی ہیں کہ حاصل ہوتی ہیں صور خارجیہ سے جیسا کہ صورت آسمان کی آسمان سے معلوم ہوتی ہے اور کبھی صورۃ

ان تسبق الصورة اولا الى القوة العاقلة ثم يصير بها وجود من خارج مثل ما نعقل شكلا ثم نجعله موجودا

[illegible]

[illegible]

الممكن هو عالم به تعالى فما علمه الله يكون موجودا البتة وما لم يعلمه الله لا يكون موجودا قطعا بل الا يكون

کیا جانا وہ موجود ہے اور جسے اوسکو نہ جانا اوہ کبھی موجود نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ممکن ہی ہے کیونکہ ممکن وہ ہے کہ جو علم

ممكنا لانه لو كان ممكنا لوقع في علم الله وهو مع كونه ممكنا ان لم يقع في علم الله لزم نقصان علمه تعالى

فعلی خدا میں واقع ہے پس اگر وہ باوجود امکان کے واقع علم فعلی خدا میں نہیں لازم آتا ہے کہ خدا تعالی کو جملہ ممکنات کا احاطہ

لعدم احاطته الممكنات كلها وعلمه تعالى منزه عن نقصان فلا يتوهم وهذا الاصل المستحصف ما قبله

علما اسنے پسند کیا

[illegible] فيهم خيرا لاسمعهم ان كل ما كان حاصلا

قول خدا تعالی کا اگر خدا اون میں خیر جانتا تب اونکو سماعت دیتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا ہے کہ جو چیز

فانه يجب ان يعلمه الله تعالى فعدم علم الله بوجوده من لوازم عدمه فلا جرم حسن التعبير عن عدمه في

ممکن الحصول ہو اوسکا علم خدا کو ضرور ہے پس عدم علم خدا کا اوسکے وجود کو اوسکے لوازم عدم سے ہے خدا کو جب اوسکا علم نہ ہوا

نفسه بعدم علم الله بوجوده وقال في تفسير قوله تعالى قل اتنبئون الله بما لا يعلم في السموات ولا في

تو یا اوسکو ہرگز وجود نہیں اور قول خدا کا ای محمد کہدو کیا تم اوس سے خدا کو آگاہ کرتے ہو جو اوس چیز سے کہ جسکو خدا زمین

الارض والمراد من نفي علم الله تعالى بذلك تقرير نفيه في نفسه وبيانه انه لو وجد له البتة لانه

و آسمان میں نہیں جانتا اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا مراد نفی علم خدا سے یہ ہے کہ اس چیز کے در حد ذات وجود نہیں

لو كان موجودا لكان في علم الله ومعلوما له وحيث لم يكن معلوما له تعالى لا يكون موجودا اصلا

یعنی اسکو وجود نہیں اگر اسکو وجود ممکن ہوتا خدا کے علم میں یہ چیز ضرور ہوتی جب علم خدا میں یہ چیز نہ ہوئی وجود اسکا ممکن نہیں

البديهة او البرهان فبذلك ههنا اجاب المحقق الدواني في الحاشية القديمة بان قوله لان كلواحد

یا دلیل سے ثابت ہے اسی وجہ سے وہ جاتا رہا محقق دوانی نے حاشیہ قدیمہ میں اس اعتراض کا جواب دیا کہ قول اوسکا

من العقلاء الخ هذا الكلام من قبيل ان يقول المشار اليه بانا جوهر مجرد باطل لان كلواحد من العقلاء يشير

ہر ایک پہ جانتا ہے الخ یہہ کلام مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے کہ جسکو ہم کہتے ہیں ۔ اوسکا جوہر مجرد ہونا باطل ہے کیونکہ ہر دانا اپنے

اليه بانا مع انه لم يتصور الجوهر المجرد اصلا او يقول كون الزمان مقدار الحركة الفلك باطل لان

کو ہم کہتا ہے اور اوسنے تصور جوہر مجرد کا نہیں کیا یا مانند اسکے کہ کوئی کہے کہ زمانہ مقدار حرکۃ فلک کا نہیں کیونکہ ہر ایک زمانہ

كلواحد يقسم الزمان الى اجزائه مع عدم تصوره مقدار حركة الفلك الى غير ذلك من النظائر

کو طرف اجزا کی تقسیم کرتا ہے حالانکہ اوسنے تصور مقدار حرکۃ فلک کا نہیں کیا اور نظائر اسکے بیشمار ہیں اول قول اوسکا

لا يخفى شناعتها او قوله مع انه لم يتصور الخ باطل لانه تصور العقل الفعال بهذا الوجه وهو انه الواقع و نفس

حالانکہ اوسنے تصور عقل فعال نہیں کیا باطل ہے اسواسطے کہ جب اوسنے یہہ کہا کہ قول میرا مطابق واقع کی ہے

الامر و مطابق للصوادق وان لم يتصور بخصوصية كونه عقلا و محلا لارتسام صور الكائنات ولم

تصور عقل فعال کا اس وجہ سے ہو گیا اگرچہ خصوصیۃ عقل کی و محل ارتسام صور کے نہوا ہو اور دلیل سے یہہ نہیں

يدل البرهان على ان المتصور بهذا الوجه هو العقل المتصف بتلك الصفات كما في اثبات النفس و

ثابت ہوا کہ جو متصور باین وجہ مخصوص ہووے وہ عقل متصف باین صفات ہے جیسا اثبات نفس و زمان

الزمان وغيرها من المطالب الحكمية انتهى كلامه الثالث ان قولنا الباري تعالى موجود في نفس الامر

وغیرہ مطالب حکمیہ میں مذکور ہے تمام ہوا کلام اوسکا سوم یہہ کہ قول ہمارا خدا تعالی موجود ہے نفس الامر میں

صادق مع انه ليس بموجود في العقل الفعال و اجيب عنه بان امتناع وجوده تعالى بنفسه فيه لا يوجب

سچ ہے حالانکہ وہ عقل فعال میں موجود نہیں اسکا جواب یہہ ہے کہ البتہ ذات خدا کی عقل فعال میں موجود نہیں مگر یہہ

ان لا يكون هذا العقد موجودا فيه كيف وهو من عقائدنا الحاصلة في اذهاننا الاذهان العالية

قضیہ کہ خدا موجود نفس الامر میں یہہ قضیہ ہمارے اذہان سافلہ میں موجود ہے اذہان عالیہ میں کیوں نہ موجود ہوگا

فتامل قال صاحب الافق المبين واما النسب العقدية في الاذهان العالية التي هي الانوار المفارقة

اور صاحب افق المبین نے کہا جو قضایا جو ہر عقلیہ کے ذات میں موجود ہیں اون قضایا کا رتبہ صدق سے بلند تر ہے

والمراتب الشاهقة المرتفعة عن افق الزمان فامرها في الصدق ارفع واعلى من ذلك كله فان علم الانوار

اسواسطے کہ علم انوار عقلیہ کا بلند ہے اس سے کہ اوسکو صادق کہیں بلکہ وہ عین حق کا ہے اوسکو حق کہا جاتا ہے

التعقلية والمفارقة قال النورية اجل من ان يوصف بالصدق وانما هو قراح الحق بمعنى انه الواقع الذي

کیونکہ علم اوسکا عین واقع کا ہے کہ جسپر صدق قیاس کیا جاتا ہے اور صادق وہ ہے کہ جو مطابق واقع کے ہو مطابق بالکسرہ اور

يقاس الصدق والتحقق المطابق للواقع الذي هو الصادق والمتحقق انتهى كلامه والمطابق

مطابق بالفتح کو حق کہتے ہیں پس علم عقول حق ہے نہ صدق تمام ہوا کلام اوسکا ونیز جاننا چاہیے کہ جیسے

شرح السلم ومنها ان القضاء هو الصور العلمية لجميع الممكنات الموجودة بالوجود الظلي عنده تعالى

ممکنات کے قبل ایجاد کے جو صور علمیہ موجود ہوئے ظلی ہیں اونکو قضا کہتے ہیں اور ممکنات کے وجود

قبل الوجود العيني والقدر هو الوجود العيني لتلك الصور العلمية قال الشيخ الرئيس في النمط السابع

خارجی کو قدر کہتے ہیں شیخ رئیس نے اشارات کے نمط سابع میں کہا ہے کہ خدا تعالی جزئیات کو

من الاشارات فواجب الوجود يجب ان لا يكون علمه بالجزئيات علما زمانيا حتى يدخل فيه الآن

اسطرح نہیں جانتا ہے کہ داخل ہو اوسکے علم میں زمانہ حال و ماضی و مستقبل کا تاکہ

والماضي والمستقبل فيعرض لصفة ذاته ان تتغير بل يجب ان يكون علمه بالجزئيات على الوجه

عارض ہو اوسکے صفت ذات کو تغیر بلکہ ضرور ہے کہ علم اوسکا جزئیات کو منزہ ہووے زمان و دہر سے

المقدس العالي عن الزمان والدهر ويجب ان يكون عالما بكل شيء لان كل شيء لازم له بوسط او غير

اور ضرور ہے کہ وہ عالم ہو ہر شے کا کیونکہ ہر شے معلول اوسکا ہے بواسطہ یا بلا واسطہ پہونچتی ہے

وسط يتأدى اليه بعينه قدره الذي هو تفصيل قضائه الاول تاديا واجبا اذ كان ما لا يجب لا يكون

ہر شے کو قدر اوسکی کہ جو تفصیل اوسکے قضا اول کی ہے پہونچنا ضروری اور جو چیز اوسکی قضا میں واجب

كما علمت انتهى كلامه قال المحقق الطوسي في شرح الاشارات تقرير هذا الكلام انه لما كان

نہیں وہ غیر ممکن ہے محقق طوسی نے شرح اشارات میں تقریر اس کلام کی یہہ کی ہے کہ جملہ ممکنات

جميع صور الموجودات الكلية والجزئية التي لا نهاية لها حاصلة من حيث هي معقولة في

کلیہ و جزئیہ کی صورتیں قبل ایجاد کے مبدع خدا تعالی کے عالم اعلی میں موجود تھیں اور ان صور میں اکثر

العالم العقلي بابداع المبدع الاول الواجب اياها وكان ايجادها بتعلق منها بالمادة في المادة على

صور مادیات کی کہ ایجاد اونکا بذریعہ تعلق کے ہے ... وہ صورتیں یکبارگی نہیں قبول کرسکتا صور کثیرہ

سبيل الابداع ممتنعا اذ هي غير متناهية لقبول صورتين معا فضلا عن تلك الكثيرة

کو یکبارگی قبول کرے اور ... کہ اس مادہ کا ایجاد ان صور سے ... استعداد

قوله قال المحقق الطوسي ... وقال الامام الرازي في شرح الاشارات واما القضاء والقدر فمعنى القضاء ... ان القضاء ... والمعلول الاول ... الذي يترتب عليه ... واما القدر فهو ... الى المعلول الاول ... انتهى كلامه

وكان الجود الالٰهي مقتضيا لتكميل المادة بابداع تلك الصور فيها واخراج ما فيها بالقوة من قبول

اور اخراج ان صور کا قوة سے طرف فعل کی اس مادہ میں پس اوسنے حکمت سے زمانہ غیر متناہی کا پیدا کیا جیسے

تلك الصور الى الفعل قدر بلطف حكمته زمانا غير منقطع في الطرفين يخرج فيه تلك الامور من القوة

صور غیر متناہیہ زمانہ غیر متناہی میں قوة سے طرف فعل کی ایک ایک کر کے نکلتی ہیں اور مادہ ان صورت

الى الفعل واحدا بعد واحد فيصير الصور في جميع ذلك الزمان موجودة في موادها والمادة كاملة

کامل ہووے جب یہ مقرر ہوا اب جاننا چاہیے کہ جملہ موجودات کا عالم عقلی میں مجملا

بها واذا تقرر ذلك فاعلم ان القضاء عبارة عن وجود جميع الموجودات في العالم العقلي مجتمعة

بر سبیل ابداع موجود ہونا اسکا نام قضا ہے اور ان موجودات کا اپنے مادہ خارجی

ومجملة على سبيل الابداع والقدر عبارة عن وجودها في موادها الخارجية مفصلة واحدا بعد واحد

بتفصیل و ترتیب موجود ہونا اوسکا نام قدر ہے خدا تعالی نے قرآن مجید

كما جاء في التنزيل في قوله عز من قائل وان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر

میں فرمایا ہر شے کے ہمارے پاس خزانے ہیں بقدر معلوم ہم اوسکو موجود خارج میں کرتے

معلوم والجواهر العقلية وما معها موجودة في القضاء والقدر مرة واحدة والجسمانية وما

ہیں اور جوہر عقلیہ اور جو اونکے ساتھ ہے وہ قضا و قدر میں یکبارگی موجود ہوے اور جسمانیات قضا

معها موجودة فيها مرتين انتهى كلامه وقال هذا الشيخ الرئيس في الفن الثالث من طبيعيات

میں جدا اور قدر میں جدا موجود ہوئی تمام ہوا کلام محقق کا اور شیخ رئیس نے طبیعیات شفا کے تیسرے فن میں کہا ہے

الشفاء ان جميع الاحوال الارضية منوط بالحركات السماوية حتى الاختيارات والارادات

کہ جملہ احوال ارضیہ کا منشا حتی کہ اختیارات و ارادات کا حرکات سماویہ ہے کیونکہ اختیارات و ارادات

فانها لا محالة امور تحدث بعد ما لم تكن ولكل حادث بعد ما لم يكن علة وسبب حادث

بعد عدم کے حادث ہیں اور ہر حادث کے واسطے علة و سبب ضرور ہے اور یہ علة و سبب منتہی ہو جاتے

وينتهي ذلك الى الحركة ومن الحركات الى الحركة المستديرة فقد فرغ من ايضاح هذا

طرف حرکت کی اور جملہ حرکات منتہی ہوتے ہیں طرف حرکة مستدیرہ فلک کی پس اختیارات ہمارے

فاختيارتنا ايضا تابعة للحركات السماوية والسكونات الارضية المتوافقة على الطرز المنسق

تابع حرکات سماویہ و سکونات ارضیہ کے ہیں کہ جو ہیں بطور حرکت متفق کی اور سبب ہیں ہمارے

الثانی المشتمل علی الکثرۃ وہناک افق عالم الربوبیۃ یلیہا عالم الامر ویجری بہ القلم علی اللوح فینکشف

جسمیں موجود ہوئی یہہ عالم ثانی ہے اور یہہ افق عالم ربوبیت کا ہے بعد اسکے عالم مجردات کا ہے عقل اول سے نفس کلی میں علوم دینے

الوحدۃ حیث یغشی السدرۃ ما یغشی ویلقی الروح والکلمۃ وہناک افق عالم الامر یلیہا العرش

پس وحدۃ میں کثرت ہوگئی بالاجمال اور عقل ونفس لے یہہ افق عالم مجردات کا ہے بعد اسکے عرش وکرسی وآسمان وغیرہ

والکرسی والسموات وما فیہا کل یسبح بحمدہ ثم یدور علی المبدأ وہناک عالم الخلق یلتفت منہ الی عالم الامر

ہیں سب اوسکی حمد وثنا کرتے ہیں پس دور ہوتا ہے اوپر مبدا کے اور بعد عالم جسمانی ہے اس سے طرف عالم مجردات

یاتونہ کل فرد الا تظن ان القلم آلۃ جمادیۃ او اللوح بسیط مسطح او الکتابۃ نقش مرقوم بل القلم

کی التفات ہوتا ہے اور کوئی ہرگز یہہ گمان نہ کرے کہ قلم آلہ جوبی ہے یا لوح چوب مسطح ہے یا کتابۃ کا معنا نقوش کا ہے بلکہ

ملک روحانی واللوح ملک روحانی والکتابۃ تصویر الحقایق فالقلم یلقی ما فی الامر من المعانی و

قلم فرشتہ ہے کہ جسکو عقل اول کہتے ہیں اور لوح نفس کلی کی بلکہ کتابۃ سے مراد بتوجہ علم کا دینا ہے پس خدا کی طرف سے جو علم

یستودعہ اللوح بالکتابۃ الروحانیۃ فینبعث القضاء من القلم والقدر من اللوح اما القضاء فیشتمل

ہوتا ہے اوسکو قلم لیکر لوح کو اپنی توجہ خاص سے دیدیتا ہے پس قضا قلم وعقل اول کیطرف سے ہے اور قدر نفس کلی کی طرف

علی مضمون امرہ الواحد وما امرنا الا واحدۃ والقدر یشتمل علی مضمون التنزیل وما ننزلہ الا بقدر معلوم ومنہا

جسکو لوح محفوظ کہتے ہیں مضمون قضا کا امر واحد مجمل ہے اور مضمون قدر کا تفصیل ہے عقول عالیہ سے علم آتا ہے طرف

یسبح الی الملائکۃ التی فی السموات ثم یفیض الی الملائکۃ التی فی الارضین ثم یحصل القدر المقدر

عقول سماویہ کی پس طرف عقول ارضیہ کی پس حاصل ہوتی ہے قدر مقدر وجود میں یہی مراد ہے جو خداتعالی نے کہا ہے اور

فی الوجود وکان امر اللہ قدرا مقدورا انتہی کلامہ قال شارح المواقف ان قضاء اللہ عند الاشاعرۃ

خدا کا ایک قدر اندازہ کیا گیا تمام ہوا کلام شیخ ابونصر فارابی کا سید شریف نے شرح مواقف میں کہا قضاء الہی اشاعرہ کے

ہو ارادتہ الازلیۃ المتعلقۃ بالاشیاء علی ما ہی علیہ فیما لا یزال وقدرہ ایجادہ ایاہا علی قدر مخصوص

نزدیک ارادہ ازلی خدا کا ہے متعلق ساتھ اشیاء کے جیسا کہ ہیں یہہ اس عالم میں اور قدر الہی موجود کرنا خدا کا ہے

وتقدیر معین فی ذواتہا واحوالہا والمعتزلۃ تنکر من القضاء والقدر فی الافعال الاختیاریۃ الصادرۃ

اشیا کو بر قدر معین واحوال مخصوصہ کے اور معتزلہ یہہ کہتے ہیں کہ جو بندہ کے افعال اختیاریہ ہیں انکی قضا وقدر کا

عن العباد ویثبتون علمہ تعالی بہذہ الافعال ولا یسندون وجودہا الی ذلک العلم بل الی اختیار

کچھ علاقہ نہیں خدا کو انکے افعال کا علم ہے مگر ان افعال کی اسناد اوسکی طرف نہیں ہے بلکہ اسناد انکا عباد کی طرف

العباد وقدرتہم انتہی کلامہ ومنہا ان اللہ سبحانہ عالم بالکلیات والجزئیات مجردۃ کانت اومادیۃ

قدرۃ واختیار عباد کی ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور ہنجملہ انہی کہ خدا تعالی عالم کلیات وجزئیات کا ہے خواہ مادیہ ہوں خواہ مجردہ

وقد وقع فی کلام الحکماء انہ تعالی یعلم الجزئیات لا علی الوجہ الجزئی بل علی الوجہ الکلی قال الشیخ فی الاشارات

اور کلام حکما میں واقع ہے کہ خدا تعالی جزئیات کو بوجہ کلی جانتا ہے نہ بوجہ جزئی شیخ رئیس نے اشارات میں کہا ہے

واجب الوجود یجب ان لا یکون علمہ بالجزئیات علما زمانیا حتی یدخل فیہ الآن والماضی والمستقبل

ضرور ہے کہ خدا تعالی جانے جزئیات کو بایں وجہ کہ علم اوسکا انکو زمانی نہووے تاکہ داخل ہو اوسمیں حال ماضی ومستقبل

فیعرض لصفۃ ذاتہ ان یتغیر بل یجب ان یکون علمہ بالجزئیات علی الوجہ المقدس العالی عن الزمان

اور عارض ہو اوسکی صفۃ ذات کو تغیر بلکہ علم اوسکا جزئیات کو بلند تر ہے زمان ودہر سے یعنی بعلم زمانی اونکو نہیں جانتا

والدہر قال المحقق الطوسی فی شرحہ ان ہذا الحکم یوہم مناقضۃ للقول بان الکل معلول للواجب لکونہ

محقق طوسی نے اوسکی شرح میں کہا کہ یہہ حکم مناقض اوسکے کہ جو کہا اونہوں نے کہ کل ممکنات معلول خدا کے ہیں کہ وہ

العالم بذاتہ والعلم بالعلۃ یوجب العلم بالمعلول فذکر دفعا لہذا الوہم انہ یجب ان یکون علمہ بالجزئیات

عالم اپنی ذات کا ہے اور علم علۃ کا مستلزم علم معلول کو ہے پس اسکے دفع میں کہا اونہوں نے کہ علم اوسکا جزئیات کو بوجہ

علی الوجہ الکلی الذی لا یتغیر بتغیر الازمنۃ والاحوال واعلم ان ہذہ السیاقۃ تشبہ سیاقۃ الفقہاء فی

کلی ہے کہ جو متغیر نہیں ہے بتغیر ازمنہ واحوال کے اور یہہ طریقہ مشابہ طریقہ فقہا کے ہے کہ خاص کرلی ہیں بعض

احکام عامہ کو جب ان پر اعتراض وارد ہوتا ہے اور یہہ اسواسطے کہ قول اوسکا علۃ کا جاننا مستلزم ہے علم معلول

التغیر بالمعلول ان لم یکن کلہا لم یمکن ان یحکم باحاطۃ الواجب بالکل وان کان کلہا وکان الجزئی

کو اگر کلی نہووے نہیں ہم کہہ سکتے کہ خدا سب کو جانتا ہے واگر کلی ہووے تو ضرور ہے کہ وہ جزئی متغیر کو بھی جانے

المتغیر من جملۃ معلولاتہ اوجب ذلک الحکم ان یکون عالما بہ لا محالۃ فالقول بانہ لا یجوز ان یکون

کیونکہ وہ بھی معلول خدا تعالی کا ہے پس یہہ کہنا کہ وہ عالم جزئی متغیر کا نہیں تاکہ اوسکو تغیر نہ عارض ہووے

عالما بہ لامتناع کون الواجب موضوعا للتغیر تخصیص لذلک الحکم الکلی بحکم آخر عارضہ فی بعض

یہہ تخصیص قول کلی کی ہے جب دوسرا قول اوسکے معارض ہوا اور ایسی تخصیص طریقہ فقہا کا ہے

الصور وہذا دأب الفقہاء ومن یجری مجریہم ولا یجوز ان یقع مثل ذلک فی المباحث العقلیۃ

مباحث عقلیہ میں ایسی تخصیص ہرگز جائز نہیں ہے بسبب تعارض احکام کے

ان تعقل الجزئیات من حیث انہا متعلقۃ بزمان تعقل بوجہ جزئی متغیر ومن حیث انہا غیر متعلقۃ بزمان

کہ علم جزئیات کا باوجود کہ یہہ جزئیات زمانیہ ہیں یہہ علم بوجہ جزئی ہے اور متغیر ہے وباوجود کہ یہہ جزئیات زمانیہ نہیں

تعقل علی وجہ کلی لا یتغیر وقد بین الوجہ الذی لا یتعلق بالزمان بالوجوب عن اسبابہا فان

یہہ علم بوجہ کلی غیر متغیر ہے اور جو وجہ کہ متعلق بزمان نہیں وہ یہہ ہے کہ واجب ہونا ان جزئیات کا انہی اسباب سے

من عقل الجزئیات من حیث تجب باسبابہا حصل عندہ صور الموجودات المرتبۃ ولا یتغیر

جسنے جزئیات کا واجب ہونا انکے اسباب سے جانا اوسکو صور موجودات مرتبہ کی حاصل ہووینگی اب انکے تغیر سے علم اوسکا متغیر

العلم بہا بتغیر ما فی احوالہا قطعا لان ہذا الوجہ لا یتعلق بالزمان ضرورۃ ان وجوب المعلول

نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہہ وجہ متعلق بزمان نہیں اسواسطے کہ وجوب معلول کا علۃ سے

عن العلۃ التامۃ لیس بزمانی اذ لا تعلق لہ بالزمان اصلا ولتوضیح ذلک ان الممکن یتساوی

زمانی نہیں کیونکہ اوسکو تعلق ساتھ زمانہ کے نہیں اور توضیح اسکی یہہ ہے کہ وجود وعدم ممکن کا بنظر اوسکے ذات کے

وجودہ وعدمہ بالنظر الی ذاتہ فاذا وجد اسباب وجودہ وجب وجودہ واذا وجد اسباب

برابر ہے جب کوئی سبب اوسکے وجود کا ہووی جب وجود ممکن کا واجب ہوگا اور جب کوئی سبب عدم ممکن کا ہووے

عدمہ امتنع وجودہ وکل عاقل مالم یعقل اسباب وجودہ وعدمہ یکون مترددا فی وجودہ وعدمہ

جب وجود اوسکا ممتنع ہوگا اور جو عاقل جب تک سبب اوسکے وجود وعدم کا نہ جانے اوسکے وجود وعدم میں متحیر رہیگا

واذا عرف اسباب وجودہ عرف انہ یجب ان یوجد واذا عرف اسباب عدمہ عرف انہ یمتنع

جب اوسنے اوسکے وجود کے سبب کو جانا یہہ جانا کہ اب اسکا وجود واجب ہے اور جب عدم کے سبب کو جانا معلوم ہوا کہ وجود

وجودہ ولا یکون عندہ امکان الوجود وامکان العدم واذا عرف اکثر اسباب وجودہ ولتغلیب

اسکا ممتنع ہے بلا سبب اور اوسکے نزدیک امکان وجود یا عدم کا نہیں اور جب اکثر اسباب وجود کے معلوم ہووینگے غالب ہوا ظن وجود

ذلک الظن بحسب کثرۃ الاسباب مثالہ ان وجدان الکنز لزید یمکن ان یکون ویمکن ان لا

ان اسباب سے مثال اسکے یہہ ہے کہ زید کو خزانہ کا پانا ممکن وغیر ممکن ہے جب یہہ جانا کہ وہ جاتا ہے طرف

یکون فاذا عرفنا ان زیدا یمشی الی زاویۃ وعرفنا ان ما علی راس الکنز من الخشبۃ وغیرہا

کونہ کے اور جو لکڑی وغیرہ خزانہ کے سر پر ہے وہ حرکۃ زید سے ٹوٹ جاویگی

ینکسر بحرکۃ زید ولم یعرض لنا شک فی انہ یجد الکنز فقد علمنا وجوب وجدان الکنز بحسب

ہمکو یقین ہوگا کہ زید کو خزانہ مل جاویگا بموجب ان اسباب کے اور ایسا ہی حال منجم کا ہے

معرفة الاسباب فهكذا حال المنجم يحكم بالحوادث حين يعرف اسبابها ولم يعرف جميع اسبابها بل بعضها

کہ وہ بمعرفت اسباب کے حکم حوادث کا کرتا ہے جب کہ جملہ اسباب حوادث کے نہ معلوم کر سکا اور اسلیے

فيعرض له الغلط في بعض الاحكام والله تعالى لما كان محيطا بجميع اسباب كل ممكن فلا بد ان يكون

احکام میں خطا ہو گی اور خدا تعالی جملہ ممکنات کے اسباب کو جانتا ہے جب ان کے اسباب کو اوسنے جانا اوسکے

محيطا بجميع الممكنات وبوجوب وجودها حين علم اسباب وجودها وبامتناع وجودها حين

وجوب وجود اور امتناع وجود کو بھی خوب جانا پس خدا کا یہ جزئیات بلا شک و تردد باحسن وجہ

علم اسباب عدمها فلا امكان للتردد في علم الله تعالى لانه منزه عن التردد والشك فالله تعالى

معلوم ہوئی پس خدا تعالی جملہ جزئیات کو بجہت انکے اسباب کے معہ اونکے ازمنہ و اوقات کے جانتا ہے بہ اینوجہ کہ

يعلم جميع الحوادث الجزئية وازمنتها الواقعة هي فيها لا من حيث ان بعضها واقع الآن وبعضها

بعض انکا اب موجود ہے اور بعض زمانہ ماضی میں اور بعض استقبال میں ہوا ہے کہ جو

واقع في الزمان الماضي وبعضها في الزمان المستقبل فان العلم بالجزئيات من هذه الحيثيات

جزئیات کو باینوجہ جانے کہ بعض حال میں اور بعض ماضے میں اور بعض استقبال میں یہ علم

يتغير بحسب تغير الماضي والمستقبل والحال بل يعلم علما متعاليا عن الدخول تحت الازمنة ثابتا

متغیر ہے بسبب تغیر ان ازمنہ کے بلکہ خدا کو جزئیات زمانیہ کا علم ہمیشہ ثابت ہے بلا تغیر اور بلا دخول زمانی و علم الکو

ابد الدهر ومثاله ان المنجم اذا علم ان القمر يتحرك في كل يوم كذا والشمس تتحرك الصافي بكل يوم كذا الى ان

نہیں جانتا مثال اسکی یہہ ہے کہ منجم نے جب جانا کہ چاند ہر روز اتنا چلتا ہے اور سورج اتنا جانتا اوسنے کہ انمیں مقارنہ

انه يحصل بينهما مقارنة او مقابلة حين وصولها الى نقطة الحمل مثلا في وقت معين فهذا العلم

یا مقابلہ فلانی روز وقت پہونچنے سورج کے نقطہ حمل میں ہوگا اور یہ علم منجم کو ہمیشہ ثابت ہے قبل مقارنہ

ثابت له حال المقارنة وقبلها وبعدها واما اذا علم ان اليوم يحصل المقارنة فاذا مضى اليوم

اور وقت مقارنہ کے اور بعد مقارنہ کے مگر جب منجم جانا کہ امروز مقارنہ ہوا بعد گذرنے امروز کے اگر ایسا جانے

فان علم كذلك كان جهلا والا لزم التغير والحاصل ان الموجودات من الازل الى الابد معلومة

تو اوسکا جہل ہے ورنہ تغیر لازم اوس حاصل یہہ کہ خدا تعالی کو جملہ ممکنات از ازل تا ابد مع ازمنہ انکے معلوم

لله تعالى كل في وقته وليس في علمه كان ويكون وكائن بل هي حاضرة عنده في اوقاتها

ہیں اور اوسکے علم میں ماضی و مستقبل و حاضر نہیں ہے یہہ ازمنہ متفاوتہ ممکنات کے علوم ہیں

ازلاً وابداً وما كان وكائن ويكون فهي بالنسبة الى علوم الممكنات انتهى كلامه بعبارته فافهم واثبت

ازل تمام ہوا کلام صاحب محاکمات کا ساتھ اوسکے عبارت کے یہہ کلام گویا شرح ہے اوسکے کہ جو حکیم

وكلام المحاكم شرح لما قال المعلم الثاني ابونصر الفارابي ان واجب الوجود يجب ان يكون معلولاته

ابونصر فارابی نے کہا ہے کہ معلولات خدا تعالی کے واسطے خدا سے متاخر بالزمان نہیں ہیں اوسنے جملہ اشخاص

لا تتأخر عنه تأخراً زمانياً بل خلق كل واحد من الاشخاص والاعراض مرة واحدة ويكون كلها متميزة

و اعراض کو دفعة واحدة پیدا کیا اور یہہ ممکنات مع اپنے اعراض وصور کے اوسکے نزدیک متمیز ہیں

عنده باعراضها وصورها فانا وانت متميزان عنده بصورنا واعراضنا وكذلك الخسوفات الجزئية كلها

ہیں اور ہم او تو اوسکے نزدیک مع اپنی صور و اعراض کے متمیز ہیں اور ایسا ہی جملہ خسوفات جزئیہ اوسکے نزدیک تمام

متميزة عنده بصورها واعراضها فانه يعرف كل شيء على ما هو عليه في الوجود كلياً كان او جزئياً

اپنی صور و اعراض کے متمیز ہے پس ہر شے کو ویسا ہی اوسکو جانتا ہے کلی ہو جزئی زمانی ہو یا سرمدی

سرمدياً كان او زمانياً فانه يعرف الشيء بلوازمه والزمان من اللوازم فانه يعرف الاشياء مع ازمنتها

وہ ہر شے کو مع لوازم کے جانتا ہے زمانہ لوازم سے ہے پس وہ ہر شے کو مع اوسکے زمانہ کے جانتا ہے تمام ہوا کلام اوسکا

انتهى كلامه وقال الحكيم برقلس ان الباري تعالى عالم بالاشياء كلها اجناسها وانواعها واشخاصها

حکیم برقلس نے کہا خدا سب کو جانتا ہے جنس و نوع و شخص کو اور حکیم اسکندر نے کہا

وقال الحكيم اسكندر المعظم ان الباري تعالى عالم بالاشياء كلياتها وجزئياتها على نسق واحد وهو

خدا تعالی کلیات و جزئیات کو ایک ہی طرح پر جانتا ہے وہ جانتا ہے جو گزرا اور جو ہوگا

عالم بما كان وبما يكون ولا يتغير علمه بتغير المعلوم ولا يتكثر بتكثره هذا كلامه والاطناب في مبسوطاتنا

مگر اوسکا علم بتغیر معلوم کے متغیر نہیں ہے اور نہ بتکثر معلوم کے متکثر ہے تمام ہوا کلام اوسکا

المقدمة الرابعة ان صدور الكذب منه تعالى واتصافه به مستحيل ليس لاحد من الحكماء

مقدمہ چوتھا یہہ ہے کہ جملہ حکما و علماء نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ خدا تعالی سے ہرگز ہرگز کذب نہیں صادر

والعلماء الكملاء الى خلافه ركون وميل قال العلامة القوشجي في شرح التجريد اتفق المسلمون

ہو سکتا صدور کذب کا اوس سے محال ہے علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں کہا جملہ اہل اسلام کا اسپر اتفاق

على ان الكذب في كلام الله تعالى محال واما المعتزلة فلوجهين الاول ان الكذب في كلام الله

ہے کہ کذب کلام خدا میں محال ہے معتزلہ کے اسپر دو دلیل بیان کی ہیں اول یہہ کہ کلام خدا کی اونکی نزدیک

تعالى الذي هو عندهم من قبيل الافعال دون الصفات فالكلام عندهم عبارة عن خلق الله الالفاظ

قبیل افعال سے ہے نہ صفات سے اور کلام اُنکے نزدیک یہ ہے کہ خدا پیدا کرے الفاظ دالہ کو

الدالة على المعاني وهو سبحانه لا يفعل القبيح والكذب قبيح والثاني انه ينافي مصلحة العالم لانه

معانی پر اور خدا قبیح کو نہیں پیدا کرتا ہے کذب قبیح ہے اسکو ہی پیدا کریگا دوئم یہ کہ کذب منافی مصلحت عالم کے ہے

اذا جاز وقوع الكذب في كلام الله تعالى ارتفع الوثوق بالثواب والعقاب وبما اخبر من احوال

کیونکہ جب کلام خدا میں وقوع کذب کا جائز ہوا اعتماد ثواب وعقاب کا اور جو خبر اوسنے اپنی کلام میں دی ہے

الآخرة والاولى وفي ذلك فوات مصالح لا تحصى والاصلح عندهم واجب على الله تعالى فما يجوز اخلاله

زائل ہوجاویگا جملہ مصالح فوت ہونگے اور امر اصلح خدا پر واجب ہے اوسکا مختل کرنا بسبب اظہار کذب

بالكذب واما الاشاعرة فبوجوه اولها ان الكذب نقص والنقص محال على الله تعالى اجماعا وثانيها

جائز نہیں اور اہل سنت کے چند دلایل ہیں اول یہ کہ کذب نقص ہے اور نقص خدا پر محال ہے اجماعا دوئم یہ کہ

انه لو جاز صدور الكذب الذي هو قبيح عنه سبحانه يلزم ان يكون اكمل منه في وقت صدوره فنا

کذب قبیح اگر اوس سے کذب صادر ہو تو بندہ ہم وقت صدور صدق کے اوس سے اکمل ہے اور وقت صدور کذب کے اوس سے

[illegible] بالكذب لكان كذبه قديما

[illegible] اور سچا قدیم ہو کیونکہ جو [illegible]

[illegible] لذلك الكذب والاخبار

[illegible]

اور سچی ذات میں قائم نہیں ہوسکتے پس لازم آتا ہے کہ صدق جو مقابل کذب کے ہے اوسپر ممتنع ہو وہ قدیم جائز ہو سکے

[illegible]

کتب کلامیہ میں ہے اور یہی حسب موافقت کے کہا ہے اتفاق ہے کہ خدا سے کذب صادر نہیں ہوتا ہے معتزلہ کے

الاول انه قبيح وهو لا يفعل القبيح الثاني انه مناف لمصلحة العالم والاصلح واجب عليه تعالى

نزدیک دو وجہ سے اول یہ کہ کذب قبیح ہے اور قبیح کو خدا نہیں کرتا دوئم یہ کہ کذب منافی مصلحت عالم کے ہے اور اصلح

فبالحری ان یکون ذلک العالم اتم واکمل لانه هو المفیض علی هذا العالم الحیوة والقوة والکمال والدوام

فیض دیتا ہے ۔ حیوة ۔ و قوة ۔ و کمال ۔ و دوام کا جب عالم اعلی یعنے

فاذا کان العالم الاعلی تاما فی غایة التمام فلا محالة ان هناک الاشیاء کلها التی ههنا الا انها فیه بنوع

عالم مثال کامل واکمل ہوا پس ضرور ہے کہ جو اشیاء اس عالم میں ہیں وہاں بھی ضرور ہووین مگر اعلی

اعلی واشرف فثم سماء ذات حیوة وفیها کواکب مثل هذه الکواکب التی فی هذه السماء غیر انها انور

واشرف جو کہ یہاں ہے پس اوس عالم میں اسمان زندہ ہے اور اوسمین ستارے مانند اس اسمان کی ستاروں کے ہیں مگر

واکمل ولیس بینها افتراق کما یری ههنا وذلک انها لیست جسمانیة وهناک ارض کلها عامرة وفیها الحیوان

اوس اسمان کے ستارے زیادہ روشن ہیں اور اوس اسمان کے ستارے مانند اس اسمان کی کواکب کی متفرق نہیں ہیں کیونکہ

کلها الطبیعة الارضیة التی ههنا وفیها نبات مغروس فی الحیوة وفیها بحار وانهار جاریة جریا حیوانیا

وہ جسمانیہ نہیں ہیں اور اوس عالم میں زمین اباد ہے اور اوسمین جملہ حیوان ہیں کہ جو زمین میں ہیں یہاں اور وہاں نبات

وفیها الحیوان المائیة کلها وهناک هواء وفیه حیوان هوائیة والاشیاء التی هناک کلها حیة وکیف لا

بوئی گئی ہے زندگی میں اور وہاں دریا و نہرین جاری ہیں حیوة سے اور وہاں حیوان آبی ہیں اور وہاں ہوا اور حیوان ہوائیہ ہیں

تکون حیة وهی فی عالم الحیوة المحض لا تشوبها الموت البتة وقال فی المیمر العاشر ان کل صورة طبیعیة فی

اور جو چیز وہاں ہے سب زندہ ہے کیونکہ وہ عالم حیوة صرف کا ہے وہاں موت بالکل نہیں اور میمر دہم میں کہا ہے جو صورت طبیعیہ

هذا العالم هی فی ذلک العالم الا انها هناک بنوع افضل واعلی وذلک انها ههنا متعلقة بالهیولی وهی

اس عالم حسے میں ہے وہ اوس عالم میں بھی ہے مگر وہاں اعلی و افضل اس سے کیونکہ عالم حسے میں صورت متعلق بہ ہیولی ہے

هناک بلا هیولی وکل صورة طبیعیة فهی صنم للصورة التی هناک الشبیهة بها فهناک سماء وارض وحیوان

اور وہاں بلا ہیولی ہے اور جو صورة طبیعیة ہے یہہ تصویر وہاں کی صورت کی ہے مشابہ اوسکے پس وہاں اسمان و زمین

هواء وماء ونار فان هناک هذه الصور فلا محالة ان هناک نباتا ایضا انتهی کلامه ملخصا وقال شارح المقاصد

اور حیوان و ہوا و پانی و آگ ہے وہاں یہہ سب صورین ہیں پس وہاں اشجار بھی ہیں تمام ہوا کلام ارسطو کا ملخصا اور علامہ

ذهب المتالهون من الحکماء القدماء الی ان بین عالمی المحسوس والمعقول واسطة یسمی عالم المثال وفیه

تفتازانی نے شرح مقاصد میں کہا حکماء قدماء متالہین کا مذہب یہہ ہے کہ درمیان عالم محسوس و مجرد دوسرا ایک عالم مثال ہے

لکل موجود من المجردات والاجسام والاعراض حتی الحرکات والسکنات والاوضاع والهیئات مثال قائم بذاته معلق

اور جملہ موجودات کی خواہ مجرد ہو خواہ مادی خواہ جسم یا عرض حتی کہ حرکة و سکون کی بھی اوسمیں صورت قائم بذاتہ ہے

لا في مادة و محل يظهر بصورة مظهر كالمرآة والخيال او الماء والهواء ونحو ذلك وقد ينتقل من مظهر الى مظهر

کسی محل و مادہ میں قائم نہیں ہیں یہہ صورتیں عالم مثال کی بواسطہ مظہر کے جیساکہ آئینہ و خیال سے ظاہر ہوتی ہے اور ایسا ہی آب و ہوا وغیرہ میں اور کبھی

وقد يبطل كما اذا فسدت المرآة والخيال او زالت المقابلة او التخيل وبالجملة هو عالم عظيم الفسحة غير

ایک مظہر سے دوسری مظہر میں چلی جاتی ہے اور کبھی بفساد مظہر کے نابود ہوجاتی ہے یہہ عالم مثال نہایت وسیع عالم ہے اسکے عجائب

متناه لا تتناهى عجائبه ولا تحصى مدنه ومن جملتها جابلقا وجابرصا وهما مدينتان

و بلاد بیشمار منجملہ اوسکے بلاد سے جابلقا و جابرصا ہیں ہر ایک کو ہزار ہزار دروازہ ہیں خلائق بیشمار ہیں اسی عالم مثال سے

عظيمتان لكل منهما الف باب لا يحصى ما فيهما من الخلائق وبه يظهر المجردات في صور مختلفة

مجردات صورت بنا کے بصور مختلفہ حسب استعداد قابل و فاعل کے ظاہر ہوتے ہیں یہہ حکما و قدما

بالحسن والقبح واللطافة والكثافة وغير ذلك بحسب استعداد القابل والفاعل وعليه بنوا امر المعاد

معاد جسمانی اسے عالم مثال سے ثابت کرتے ہیں حکم بدن مثالی کا مانند حکم بدن

الجسماني فان البدن المثالي الذي يتصرف فيه النفس حكمه حكم البدن الحسي في جميع ما يجري في المنام او

حسی کی ہے پس جو صور مقداریہ خواب میں یا بیداری میں یا مرض و غلبہ خوف

تتخيل في اليقظة بل يشاهد في الامراض وعند غلبة الخوف من الصور المقدارية التي لا تحقق لها

میں نظر آتی ہیں وہ سب صور عالم مثال کی ہیں اور جو اولیاء الله سے غرائب و خوارق عادات ظاہر

في عالم الحس كلها من عالم المثال وكذا كثير من الغرائب وخوارق العادات كما يحكى عن بعض الاولياء

ہوتے ہیں وہ بدن مثالی سے ہوتے ہیں جیساکہ بعض ولی کی حکایات مشہور ہے کہ وہ ایام حج میں اپنے شہر

انه مع اقامته ببلدته كان من حاضري المسجد الحرام في ايام الحج وانه ظهر من بعض جدران البيت

میں اور مکہ میں بھی تھا اور یا کوئی سلامت دیوار سے نکل گیا دروازہ گہر کا بند رہا یا کسی نے

او خرج من بيت مسدود الابواب وانه احضر لبعض الاشخاص او الثمار او غير ذلك من مسافة

ہزاروں کوس سے ایک ساعت میں کوئی چیز حاضر کردی اور جو اس عالم مثال کے قائل ہیں

بعيدة في زمان قريب الى غير ذلك والقائلون بهذا العالم منهم من يدعي ثبوته بالمكاشفة والتجارب

بعد سیکھتے ہیں کہ بتجربہ و مکاشفہ یہہ عالم معلوم ہوا اور بعضی اثبات اس عالم پر

الصحيحة ومنهم من يحتج بانا نشاهد من رؤيه

یہہ دلیل لاتے ہیں کہ جو یہہ صورتیں مشاہدہ ہوتی ہیں

قوله وعليه بنوا امر المعاد الجسماني قال ... العلامة ... في شرح المواقف ان عالم المثال عالم لطيف بين عالمي الغيب والشهادة ... وهو عالم ... تتشكل ... الارواح التي ... بين ... من حيث ... في خلوص ... بالنسبة الى عالم المجردات ... والطول والعرض والعمق ... المادة ... كالتقدير والتحديد عن المادة ... الصور المثالية ... في ان الصور المثالية ... متعلقة بمادة ... الا ... صور معلقة ... انهار و شراب ... العالم ... والنفس الناطقة بعد خراب البدن تبقى في هذا العالم ... مثالي ... الكسب من الاعمال الحسنة والقبيحة ... العالم بالحور والقصور ... والحيات والعقارب ... الاثيم ...

وہو ظاہر ولامن العالم العقلی لکونہا ذوات بمقدار ولا مرتسمۃ فی الاجزاء الدماغیۃ لامتناع ارتسام

میں اور نہ مجردات سے کیونکہ ان صور میں مقدار ہے مجرد بلا مقدار ہے اور یہ صور مرتسم نہیں اجزاء دماغیہ میں

الکبیر فی الصغیر ولما کانت الدعوی عالیۃ والشبہۃ واہیۃ لم یلتفت الیہا المحققون من الحکماء

کبیر کا صغیر میں ممتنع ہے مسئلہ عالی ہے شبہات اسپر واہیات ہیں ان شبہات پر اکابر حکماء و متکلمین نے

والمتکلمین انتہی کلامہ مع حذف بعض کلماتہ وقال غیاث الحکماء فی شرح الہیاکل قال الاقدمون

التفات نہیں کیا تمام ہوا کلام اوسکا مع بعض حذف عبارت کے اور غیاث الحکماء نے شرح میں کہا حکماء قدماء کہتے

فی الوجود عالم مقداری غیر العالم الحسی یتحدد والعالم الحسی من الافلاک والعناصر بجمیع ما فیہا

ہیں کہ عالم وجود میں ایک عالم مثالی ہے غیر عالم حسی کا اوسمیں ہر سمیں افلاک و کواکب و عناصر و مرکبات

من الکواکب والمرکبات من المعادن والنبات والحیوان والانسان وہذا العالم علی طبقات فی کل

و معادن و نباتات و حیوان و انسان سب ہیں اور اس عالم میں چند طبقہ ہیں اور ہر طبقہ میں

طبقۃ منہا انواع مما فی عالمنا لکنہا لا تتناہی ولکل من العقول اشباح کثیرۃ علی صور مختلفۃ یلیق

بہت نوع ہیں جیسا کہ اس عالم میں مگر اوس عالم میں انواع و اشیاء غیر متناہی ہیں اور کل مجردات کی ایک

لظہورہا وقد یکون للاشباح الربانیۃ مظاہر فی ہذا العالم اذا ظہرت فیہا امکن ادراکہا بالبصر کما

عالم میں تصاویر بصور مختلفہ ہیں حسب قابلیت کے ظہور ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے بہی اشباح و صورتیں ہیں اس عالم

ادرک موسی بن عمران علیہ السلام الباری عز وجل لما ظہر فی الطور وغیرہ علی ما ہو مذکور فی التوراۃ

میں اور اوسکے مظاہر ہیں جب وہ اس مظاہر مثالی میں ظاہر ہوتا ہے ادراک اوسکا بچشم حسی ممکن ہے

وکما ادرک سیدنا ونبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ رضی اللہ عنہم جبرئیل علیہ السلام فی صورۃ

جیسا کہ دیکھا خدا تعالیٰ کو موسی نے مثالی طور پر ظاہر ہوا موسی سے پہاڑ پر اور جیسا کہ دیکھا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اوسکے اصحاب

دحیۃ الکلبی رضی اللہ عنہ ویجوز ان یکون جمیع عالم المثال مظاہر لنور الانوار ولغیرہ من الانوار

نے جبرئیل علیہ السلام کو بصورت دحیہ کلبی کے رضی اللہ عنہ اور جائز ہے کہ جملہ عالم مثال مظاہر ہوویں خدا تعالیٰ کا

المجردۃ فیظہر علی کل منہا صورۃ معینۃ فی زمان معین بحسب استعداد القابل والفاعل فنور الانوار

اور عقول مجردہ کا ایک ان مجردات سے بوقت معین و بصورت مخصوصہ حسب استعداد قابل و فاعل کے ظاہر

والعقول والنفوس الفلکیۃ والانسانیۃ المفارقۃ الکاملۃ ربما ظہر فی صور مختلفۃ بالحسن والقبح والنقصان

ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ سے اور عقول مجردہ و نفوس فلکیہ و نفوس انسانیہ کاملہ مفارقہ بصورت مثالیہ مختلفہ

في تفسير هذه الآية الشريفة قوله وكان الله بكل شيء عليما يعني ان علمه بكل شيء يدخل فيه انه خاتم النبيين

تفسیر میں کہا قول اوسکا اوسنے ہر شے کو جاننا اسکا یہہ معنی ہے کہ علم اوسکو ہر شے کا ہے اسمیں یہہ بھی داخل ہے

ولا نبي بعده اصلا وهكذا قال صاحب التفسير المظهري انتهى ملخصا وانا اقول في تفسير هذا الكلام ان

کہ محمد خاتم الانبیاء ہے اوسکے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں اور ایسے ہی صاحب تفسیر مظہری نے کہا اور میں اس آیہ شریف کی تفسیر میں

ان كلمة كل ههنا للاستغراق والاحصاء واضيفت الى الشيء الذي هو يساوق الموجود ويشمل

یہہ کہتا ہوں کہ لفظ کل کا یہاں واسطے استغراق کے ہے اور مضاف ہے طرف شے کی کہ جو شامل ہے موجود و ثابت کو پس معنی اس

الثابت فكان معنى هذا الكلام ان الله تعالى علم كل شيء من العالم العلوي والسفلي فما تحقق في

کلام کا یہہ ہوا کہ خدا اہل عالم علوی و سفلی میں ہر شے کو جانتا ہے پس ختم نبوۃ اور سیادت رسالۃ کا جملہ ممکنات سے سوائے محمد بن عبد الله

علمه الفعلي ان واحدا من الموجودات ولا ذاتا من الممكنات ان يستحق ختم النبوة ويستعد سيادة

ہاشمی کے کوئی غیر اوسکے علم فعلی میں ثابت ہوا وہ خدا دانا ہے جسکو لائق جانتا ہے اوسکو

الرسالة الا محمد بن عبد الله الهاشمي الله اعلم حيث يجعل رسالته فورد عليه ان نظير محمد صلعم لا

رتبہ بلند دیتا ہے مولوی اسماعیل کے قول پر یہہ اعتراض وارد ہوا کہ نظیر محمد صلی الله علیہ وسلم

يتصور الا ان يكون متشابها اياه في الملكات الروحانية والاوصاف العقلانية ومن جملة

متصور نہیں ہو سکتا اسواسطے نظیر اوسکا چاہیئے کہ جملہ صفات روحانیہ میں اوسکے مشابہ ہووے و منجملہ صفات

الملكات الروحانية كونه خاتم النبيين فلو وجد نظير نبينا لكان هو خاتم النبيين وكلما كان هو خاتم النبيين

روحانیہ محمد سے ختم نبوۃ بھی ہے اگر نظیر اوسکا موجود ہوگا تو خاتم الانبیاء ہوگا اور جب نظیر اوسکا خاتم الانبیاء

رسول الله وخاتم النبيين كاذبا فينتج ان نظير نبينا

ادہر گذر چکا ہے کہ صدور کذب کا خدا سے محال ہے اور

لو وجد لكان قوله تعالى ولكن رسول الله وخاتم النبيين كاذبا وقد علمت ان الله سبحانه يمتنع

یہہ محال وجود نظیر ہی سے لازم آیا اور جو چیز مستلزم محال ہو وہ محال ہے

ان يصدر عنه الكذب وهذا المحال انما نشأ من وجود نظير نبينا والمستلزم للمحال محال فوجود نظير

پس وجود نظیر خاتم الانبیاء کا محال ہے

نبينا محال قطعا وهذا الرجل يستشعر ولقصه بهذا فيقول ان نظير محمد صلعم داخل تحت القدرة الالهية

اور یہہ مولوی اسماعیل اس اعتراض سے آگاہ ہوا اوسنے دفع میں کہا اوسنے کہ نظیر محمد صلعم تحت قدرۃ خدا ہے

لا تحت صفة التكوين ليلزم وقوعه ووجوده الخارجي اقول فيه اما اولاً فلانا قد علمناك بالبيان

تحت صفۃ تکوین کے داخل نہیں تاکہ وقوع و وجود خارجی اوسکا لازم آوے میں اسپر اولاً یہہ اعتراض کرتا ہوں کہ ہم

الحكمي ونفشنا في اذنك الروعي ان صفاته تعالى عين ذاته كما اجمع عليه الحكماء والعرفاء والعلماء

اول شرح و بسط باقوال حکما و علما بیان کر چکے ہیں کہ صفات خدا تعالی کے عین اوسکے ذات کے ہیں زائد

المحققون الكملاء لا زائدة على ذاته تعالى فبناء على هذه الحجة القوية والحجة المستقيمة لا يتعقل له

اوسکی ذات پر نہیں ہیں پس جب صفات اوسکے عین ذات کی ہوئیں اب صفۃ قدرت اوسکی صفۃ

سبحانه ان قدرته مغايرة عن تكوينه وتكوينه مباين عن قدرته واما ثانياً فلان العلماء الراسخين

تکوین سے ہرگز جدا نہیں ہر دو صفۃ اوسکے عین ذات کی ہیں دوم یہہ کہ ہم علما کملا کی کلام سے

والفضلاء الراشدين من الرهط الذين قالوا بزيادة الصفات انكروا بكون التكوين مغايرا

ثابت کر چکے ہیں کہ جو صفات زائد کے قائل ہیں وہ تکوین کو ارادہ اور قدرۃ سے جدا نہیں جانتے جو جدا

عن القدرة والارادة كما فصلنا تفصيلاً سمعك في المقدمة الثانية فلا يصح هذا القول من هذا

جانتے ہیں اونپر یہہ کملا طعن کرتے ہیں جیسا کہ شرحا بیان ہو چکا

العالم على مسلك العلماء الراسخين ومنهج الفضلاء المقتصدين واما ثالثاً فلانك قد علمت ان

سوم یہہ کہ تجھکو ہماری بیان سے واضح ہو گیا

خاتم النبيين في علم الله سبحانه ليس ما عدا محمد بن عبد الله الهاشمي وقد علمت ايضاً بناء على

کہ علم فعلی والفعالی خدا تعالے میں سوی محمد بن عبد اللہ ہاشمی کے کوی غیر خاتم الانبیاء نہیں سے و نیز واضح ہو گیا

مسلك الحكماء والعرفاء والعلماء الكملاء ان قدرته تعالى هو عين علمه سبحانه قال الشيخ الرئيس

ہے تجھکو کہ علم خدا کا عین قدرت خدا کی ہے شیخ بو علی سینا نے تعلیقات میں

في التعليقات والقدرة فيه تعالى علمه فلما لم يكن خاتم النبيين في علم الله سبحانه سوى محمد

کہا قدرۃ خدا تعالی کی علم خدا تعالی کا ہے پس ہرگاہ علم خدا میں خاتم الانبیاء سوی محمد بن عبد اللہ کے

بن عبد الله لم يكن في قدرته ايضاً خاتم النبيين سوى محمد بن عبد الله ونظيره لابد ان يكون

کوی اور نہوا تو اوسکے قدرۃ میں خاتم الانبیاء سوای اوسکے اور نہوگا اور نظیر اوسکا ضرور ہے

خاتماً للنبيين والا لم يكن نظيره فلما لم يكن في علمه خاتم للنبيين سوى محمد بن عبد الله صلى الله

کہ خاتم الانبیاء ہووے ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور جب نظیر اوسکا قدرت خدا تعالی میں نہوا ممکن یہہ نظیر ہرگز نہوگا

تعالی او لاو کلاہما باطلان اما الاول فلانہ سبحانہ قد اخبر بقولہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ

یا مجہول ہر دو شق باطل ہیں شق اول یوں باطل ہے کہ خدا نے فرمایا کہ مردوں سے کسیکا باپ نہیں لاکن پیغمبر خدا کا اور خاتم الانبیا ہے

وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما انہ لیس فی علمہ خاتم النبوۃ سوی محمد صلعم ونظیرہ ان کان لکان

اور خدا ہر شی کو جانتا ہے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اوسکے علم میں سوی محمد کے کوئی اور خاتم النبوۃ نہیں اور جو

ہو خاتم النبوۃ ایضا واما الثانی فلانہ یستلزم نقص علمہ تعالی مع انہ قد احاط بکل شئی علما نعم ان المستحیلات لیست

اور جو اوسکا نظیر ہو اوسکو خاتم الانبیا ہونا ضرور ہے ورنہ نظیر نہوگا شق دوم یوں باطل ہے کہ اوس سے نقص علم خدا کا لازم آتا ہے اور خدا کو ہر شی کا

معلومۃ لہ سبحانہ بالاصالۃ وان کانت معلولۃ لہ سبحانہ لعلمہ بالاذہان السافلۃ التی فیہا المستحیلات بتصرف

علم ہے البتہ جو چیز محال ہے اوسکا علم خدا کو باصالۃ نہیں ہاں مستحیلات کا استطور پر علم ہے کہ یہہ مستحیلات اذہان سافلہ میں مرتسم ہیں بتصرف او ہام کے اور

الوہم فان کان نظیر نبینا من ہذا القبیل فہو المدعی وعین المطلوب قال الفاضل المیبذی فی الفواتح

یہہ اذہان خدا کو معلوم ہیں اگر نظیر خاتم کو وہ بہا کا اس قبیل ان محالات سے کہے ہے ہمارا مدعی ہے فاضل میبذی نے فواتح میں کہا ہے شریک باری

ممتنعات مثل شریک باری واجتماع نقیضین صور ایشان در علم حق نیست واحاطہ علم حق بایشان باعتبار

واجتماع نقیضین جو ممتنعات ہیں انکی صورت علم خدا میں نہیں اور اسکو انکا علم اسوجہ سے کہ یہہ ممتنعات وہم میں

علم اوست بوہم وعقل کہ بجز توہم وفرض وجود ندارد قال الشیخ فی الشفاء المستحیل لا یحصل لہ صورۃ فی العقل

ہیں اور وہ خدا وہم کو جانتا ہے انکا وجود وہمی و فرضی ہے شیخ رئیس نے شفا میں کہا امر محال کی صورت عقل میں نہیں اور اجتماع

ولا یمکن ان یتصور شئی ہو اجتماع النقیضین بل تصور المستحیل انما یکون علی سبیل التشبیہ بان العقل بین

نقیضین متصور نہیں ہو سکتا تصور مستحیل کا بر سبیل تشبیہ ہوتا ہے باینطور کہ درمیان سواد وحلاوت کے ایک

السواد والحلاوت امر ہو الاجتماع ثم یقول مثل ہذا الامر لا یمکن حصولہ بین السواد والبیاض انتہی وقال صاحب

امر متصور ہووے کہ وہ اجتماع ہے پھر کہا جاوے کہ حصول اسکا درمیان بیاض وسواد کے محال ہے تمام ہوا کلام اوسکا صاحب

السلم المحال من حیث ہو محال لیس لہ صورۃ فی العقل فہو معدوم ذہنا وخارجا واما سادسا فلان مثل نبینا الذی

سلم نے کہا محال کو بحیثیتہ محال کے صورۃ عقل میں نہیں پس محال معدوم ہے ذہن وخارج میں اور ششم یہہ کہ نظیر خاتم الانبیا کا جو قدرت

تحت قدرتہ تعالی فی زعمہ بل لہ خلاق من نحو الوجود او ہو لا موجود اصلا علی الثانی ثبت المدعی

خدا میں ہے ایا اوسکو کسی نحو کا وجود ہے یا لاموجود مطلق ہے بر تقدیر ثانی ہمارا مدعا ثابت ہے و بر تقدیر اول یہہ سے کہ جملہ

وعلی الاول ان المحققین من الحکماء والعلماء حصروا الوجود فی العینی والذہنی العلمی وانتفاء الثانی ظاہر

اہل تحقیق نے وجود کو خارجی اور علمی وذہنی میں منحصر کیا ہے وجود علمی اوسکو نہیں کیونکہ خدا تعالی نے خبر دی ہے

ولیس ہو معدوما محضا کما ذہب الیہ العرفاء والمعتزلۃ وان المعدوم لہ مادۃ وصورۃ کما ذہب الیہ الحکماء غایتہم

وہ معدوم محض نہیں جیساکہ عرفاء ومعتزلہ لیتے ہیں اور اوسکو مادہ اور صورت ہے جیساکہ حکماء نے کہا یہہ

ہذا الاستدلال لانہ جاز ان یکون خصوصیۃ لبعض المعدومات الثابتۃ المتمیزۃ الممکنۃ مانعۃ من تعلق القدرۃ بہ

دلیل تمام نہیں ہے کیونکہ جائز ہے کہ خصوصیت بعض معدومات ثابتہ ممکنہ متمیزہ کے مانع ہو وی تعلق قدرت سے اور جائز ہے

وجاز ان یستعد المادۃ لتعلق قدرۃ الممکن خاص دون آخر فلا یکون نسبۃ الذات الی جمیع الممکنات علی السواء

کہ مستعد ہو مادہ واسطے تعلق قدرۃ ممکن خاص کے نہ غیر کے پس نسبت ذات کی طرف جملہ ممکنات کی برابر نہو کی شرح مواقف

ہکذا فی اکثر الکتب الکلامیۃ کالمواقف وشرح المقاصد وغیرہما وامارابعا فلان ما لا وجود واقعی لہ اصلا

وشرح مقاصد وغیرہ کتب کلامیہ میں ایسا ہی مذکور ہے چہارم یہہ کہ جسکو وجود واقعی نہ ہووی نہ ذہنی وہ نہ خارجی

سواء کان فی ذہنیا او عینیا فہو ممتنع بالذات وما ہو الممتنع بالذات لا یدخل تحت قدرۃ الباری ونظیر

وہ ممتنع بالذات ہے اور ممتنع بالذات داخل قدرت خدا میں نہیں اور نظیر خاتم انبیا کو وجود واقعی نہیں

نبینا لیس لہ وجود واقعی اصلا اما وجودہ العینی فانتفاؤہ ظاہر واعترف بہ ہذا الرجل المخاصم المکابر الغیر

انتفا اوسکے وجود عینی کا ظاہر ہے یہہ مولوی اسماعیل بھی اسکا قائل ہے اور انتفا اوسکے

واما الوجود الذہنی الواقعی فوجہ انتفاءہ فلان اللہ تعالی اخبرنا بانہ لیس فی علمہ خاتم النبیین سوی محمد صلعم

وجود ذہنی واقعی کی یہہ دلیل کہ خدا نے خبر دی ہے میری علم میں خاتم النبیین سوی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ کے اور کوئی نہیں

فوجود خاتم النبوۃ عن من سوی محمد منتف فی علمہ تعالی ونظیر محمد لابد ان یکون خاتم النبیین وہو

پس وجود خاتم محمد کا غیر محمد سے منتفی ہے علم خدا میں اور نظیر محمد کا ضرور چاہیے کہ خاتم بھی ہووی اور وہ

منتف عن علمہ سبحانہ وعلمہ سبحانہ ہو عین الواقع ونفس الامر فاذا لم یکن نظیر نبینا موجودا واقعیا لا

منتفی ہے علم خدا تعالی سے اور علم خدا کا عین واقع ونفس الامر کا ہے پس جب نظیر خاتم کا موجود واقعی نہوا نہ ذہن میں

فی الخارج ولا فی الذہن یکون ممتنعا بالذات والممتنع بالذات لا یدخل تحت قدرۃ الباری فنظیر

نہ خارج میں ممتنع بالذات ہوگا اور ممتنع بالذات قدرت خدا میں داخل نہیں پس نظیر خاتم انبیا کا

نبینا لا یدخل تحت قدرتہ سبحانہ وللہ در صاحب الافق المبین حیث قال ان ما لیس لہ ماہیۃ متقررۃ فی الاعیان

قدرت خدا تعالی میں ہرگز داخل نہیں ہے خدا برکت دیوی صاحب افق المبین کو کہ اوسنے کہا ہے کہ جسکو تقرر نہ خارج میں ہے

او فی ذہن من الاذہان السافلۃ والعالیۃ فلیس من عالم الامکان بل من ممتنعات بالذات فان سلب تقرر

اور نہ اذہان سافلہ میں نہ عالیہ میں وہ ہرگز ممکن نہیں بلکہ وہ ممتنعات سے ہے جیسا کہ نفس ذات ممکن کے

الماهية على الاطلاق وان امكن بالنظر الى نفس الماهية دائما ولو حين ما هي متقررة الا ان الجاعل يطرده عن

اگرچہ سلب تقرر کا مطلق ممکن ہے مگر جاعل اس سلب مطلق دائمی کو ماہیت سے دور کر دیتا ہے بایں وجہ کہ وہ موجود کرتا ہے اس ماہیت کو

الماهية بان يفعلها ويفيض تقررها وقوامها في الاعيان او في ذهن ما ويستتبع مطلق التقرر مطلق

خواہ خارج میں یا کسی ذہن میں اور تقرر دیتا ہے اسکو اور مطلق تقرر کو مطلق وجود لازم ہے اسیواسطے

الوجود ولذلك لم يكن شيء ما من الممكنات معدوما مطلقا الا بالامكان بالنظر الى ذاته لا بالفعل بسبب

ممکنات سے کوئی شے معدوم مطلق نہیں ہوتی ہے مگر بنظر امکان ذاتی کے نہ یہ کہ بالفعل معدوم ہوتی ہے کیونکہ

افاضة المبدأ الاول عز مجده وخصوص التقرر في الاعيان او في ذهن بخصوصه انما يكون بجعل الجاعل

بالفعل افاضہ خدا کا ہے کیونکر معدوم مطلق ہوسکے اور خصوص تقرر خارج میں یا ذہن میں بسبب جعل حق ماہیت کے ہوتا ہے

هناك وقال في الحاشية على قوله او في ذهن ما من الاذهان السافلة اعني بالتقرر في الاذهان السافلة

اور کہا اس فاضل نے حاشیہ میں کہ قول اوسکا یا کسی ذہن میں اذہان سافلہ سے اس سے مراد یہ ہے کہ تقرر ماہیت کا

تقرر الماهيات فيها بتسلط الوهم المخترع للاباطيل كاجتماع النقيضين وشريك الباري وزوجية

اذہان سافلہ میں تسلط وہم کے ہووے کہ وہ پیدا کنندہ باطلات کا ہے مانند اجتماع نقیضین وشریک باری وزوجیت خمسہ کی

الخمسة ونحوها وان كانت هي مرتسمة في الاذهان الموفقة البشرية والقرائح العقلية الانسانية بتصرف

اگرچہ یہ باطلات اذہان بشریہ میں بتصرف اوہام فاسدہ کے مرتسم ہیں مگر بایں طور مرتسم نہیں ہیں کہ مطابق ہوں

الاوهام الفاسدة لكنها ليست مرتسمة فيها بحيث ان تطابق وتحاذي ما في لوح النفس الامري

اوسکے کہ جو لوح نفس الامر میں ہے کہ وہ علم عقل مجرد کا ہے

الذي هو علم العقل الفارق القادس بل علم الباري القدوس عند النظر السابغ والفكر البالغ وذوات

بلکہ علم خدا تعالی کا ہے نزدیک فکر کامل کے اور عقول

العقول النورية وهويات الانوار الامرية مطهرة بطهارة فطرية عن ان تنتقش فيها النقش

مجردہ میں ذات پاک ہے اس سے کہ اونمیں کذب مرتسم ہووے پس جس چیز کو وجود اختراعی

الكذب الاختراعي فما لا قسط له من الوجود الواقعي اصلا عينيا كان او ذهنيا وانكان اختراعيا

صرف ہووے اور وجود واقعی نہ ہو نہ ذہنی و نہ خارجی اوسکو عقل ممکنات سے نکالکے ممتنعات

يولجه العقل الصريح في بيت الامتناع ويطرده عن تخوم الامكان لا بمجرد الحسبان بل بحسب قضاء

میں بحکم دلیل کے شمار کرتے ہے تمام ہوا کلام اوسکا خدا اوسکا درجہ بلند کرے

انتہی کلامہ رفع اللہ مقامہ ولما کان مسا فلان خلاف علم اللہ وخلاف ما اخبر عنہ لا یتعلق بہ قدرتہ
یہہ کلام اوسکا بہت درست لکہا ہے   اور سمجہیں کہ جو خلاف علم و خبر خدا کا ہے اوسکے ساتہہ قدرۃ متعلق نہیں ہوتی
کما صرح بہ المہرۃ البرعۃ من اصحاب اہل السنۃ قال الامام الرازی فی تفسیر قولہ تعالی کذلک
اکابر اہل سنت نے ایسا کہا ہے خدا تعالی نے قران میں کہا ہے کلمہ تیری خدا کا سچا ہے کہ جو کافر ابدی ہیں وہ ایمان نہ لاوینگے
حقت کلمۃ ربک علی الذین فسقوا انہم لا یؤمنون احتج اصحابنا بہذہ الایۃ علی ان الکفر بقضا
اسکی تفسیر میں امام رازی نے کہا کہ ہم سنت جماعۃ اس ایۃ سے دلیل لاتے ہیں اسپر کہ کفر کافر کا بقضا و ارادہ
اللہ وارادتہ لانہ تعالی اخبر عنہم قطعا انہم لا یومنون فلو امنوا لکان اما ان یبقی ذلک الخبر صدقا
الہی کے ہے کیونکہ خدا نے خبر دی کہ وے ایمان نہ لاوینگے   اگر وے ایمان لاویں یہہ خبر یا صادق رہیگی یا نہیں   اور
او لا یبقی والاول باطل لان الخبر بانہم لا یومنون یمتنع ان یبقی صدقا حال ما یوجد الایمان منہ والثانی
اول باطل ہے کیونکہ جب وے ایمان لاوینگے یہہ خبر صادق نہ رہیگی اور ثانی بہی باطل ہے کہ وہ مستلزم کذب کو ہے اور
یستلزم الکذب منہ تعالی وہو محال فالمحال لا یکون مرادا لہ تعالی فثبت انہ تعالی ما اراد الایمان
کذب خدا سے محال اور محال اوسکے ارادہ میں داخل نہیں پس ثابت ہوا کہ خدا کافر ابدی سے ہرگز ارادہ ایمان کا نہیں کرتا اور
من الکافر الذی اراد منہ الکفر ابدا والمراد من کلمۃ اللہ اما اخبارہ عن ذلک وخبرہ صدق ولا یقبل التغیر و
مراد   کلمہ سے اس ایۃ شریف میں یا خبر خدا کی ہے یا علم اوسکا اور یہہ ہر دو قابل تغیر و زوال کے نہیں ہیں
الزوال او علمہ بذلک وہو حق لا یقبل التغیر والجہل وقال بعض المحققین علم اللہ تعالی تعلق بانہ لا یومن
اور بعض اہل تحقیق نے کہا ہے کہ اول علم خدا کا متعلق اوسکے عدم ایمان پر ہوا   پہر خبر دی اوسنے
فاخبر تعالی بانہ لا یومن فقدرتہ تعالی لم یتعلق بخلق الایمان فیہ بل بخلق الکفر فیہ وارادتہ تعالی
کہ وہ ایمان نہ لاویگا پس قدرۃ اوسکی متعلق بخلق ایمان اوسمیں نہیں ہوی بلکہ اوسمیں کفر پیدا کیا اور نہ
لم یتعلق بخلق الایمان فیہ بل بخلق الکفر فیہ واثبت ذلک فی اللوح المحفوظ واشہد علیہ ملائکتہ
اوسنے ارادہ کیا اسمیں پیدا کرنیکا بلکہ ارادہ کفر کا اوسمیں کیا اور کفر کو لوح محفوظ میں ثابت کرکے اوسپر ملائکہ کو
وانزلہ علی انبیائہ واشہدہم علیہ فلو حصل الایمان لہذا الکافر لبطلت ہذہ الاشیاء فینقلب علمہ
گواہ کیے اپنی انبیا پر نازل کیا اور اونکو اسکے کفر ابدی پر گواہ کیا اب اگر اس کافر کو ایمان ہووی یہہ سب چیزیں باطل
جہلا وخبرہ الصدق کذبا وقدرتہ عجزا وارادتہ سہوا واشہادہ باطلا وکذا اخبار الانبیاء والملائکۃ
ہووین علم خدا کا جہل ہو اور خبر اوسکے کاذب اور قدرت اوسکے عجز اور ارادہ اوسکا سہو اور ایسا ہی اخبار ملائک

وكل ذلك محال قطعا انتهى بيانه رفع الله شانه اقول وكذا ههنا ان الله تعالى علم اولا ان محمد بن عبد الله

وانبياء كى اور يه سب محال هين تمام هوا كلام امام كا كهتا هون مين خدا نے اول جانا كه محمد خاتم الانبياء هے پهر خبر دى اوسنے

الهاشمي خاتم الانبياء فاخبر عنه بانه خاتم الانبياء فقدرته لم تتعلق بخلق نظيره لانه لو كان له نظير لكان خاتم

كه وه خاتم هے اب تخليق نظير خاتم قدرت خدا كے متعلق نهين هوتى كيونكه اگر اوسكا نظير هو تو خاتم الانبياء نه

الانبياء بل تعلقت بعدم خلقه وكذا ارادته لم تتعلق بخلق نظيره بل تعلقت بعدم خلقه فلو تعلقت

بلكه قدرت واراده اوسكا متعلق هوتا هے بعدم خلق نظير خاتم انبياء كے اگر قدرت واراده اوسكا متعلق به نظير خاتم

قدرته وارادته تعالى بخلق نظير خاتم الانبياء لانقلب علمه جهلا وخبره الصدق كذبا وقدرته عجزا وكل ذلك

هووى علم خدا كا جهل هووى اور خبر اوسكى كاذب اور قدرت اوسكى عجز اور يه سب محال هے

محال ومن المتقرر في مدارك الحكماء الراسخين ومشاعر العلماء الاسلاميين ان المحال ليس تحت قدرة

اور جمله حكما وعلما اسكے قائل هين كه محال تحت قدرة خدا كے هرگز داخل نهين بحر العلوم نے

الباري تعالى قال بحر العلوم في حاشية شرحه للسلم ان المستحيل ليس في قدرة الله تعالى وبالجملة

اپنى شرح سلم كے حاشيه مين كها كه محال قدرة خدا مين داخل نهين هے حاصل كلام كا يه هے

ان خلاف ما علم الله وخلاف ما اخبر عنه محال قطعا لا يتعلق به قدرته ومشيته امن به جنود

كه خلاف اوسكے علم وخبر كا محال هے قدرة ومشية اوسكى هرگز متعلق اوسكے نهين هوتى هے جم غفير وجماعت

من العلماء الراسخين القائلين بالقسط واتوا به في صحفهم بالاطناب والبسط كما قد علمت من

كثير علماء نے اسكے قائل هين جيساكه امام رازى كى كلام سے ظاهر هوا اور تفسير كبير مين چند مقام پر

كلام الامام الهمام فخر الملة والدين الرازي انفا وكذا في كثير من المواضع في تفسيره قال في

اوسنے ايسا هى كها هے كها خدا تعالى نے جو لوگ كافر ابدى هين وه ايمان نه لاوينگے اى محمد

تفسير قوله تعالى ان الذين كفروا سواء عليهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لا يؤمنون احتج اهل السنة

تيرا ڈرانا اور نه ڈرانا اونكو برابر هے اسكى تفسير مين امام رازى نے كها هم اهل سنت وجماعة اس

بهذه الاية وما اشبهها انه تعالى اخبر عن شخص معين انه لا يؤمن قط فلو صدر منه الايمان لزم انقلاب

ايت سے حجت لاتے هين كه جب خدا نے كسى شخص سے خبر دى كه وه ايمان نه لاويگا اب اگر وه ايمان لاوے خبر صادق خدا كى

خبر الله الصدق كذبا والكذب قبيح وفعل القبيح اما يستلزم الجهل او الحاجة وهما محالان على الله

كاذب هوجاوى اور كذب قبيح هے اور فعل قبيح مستلزم جهل كو يا حاجت كو هے اور يه هردو خدا پر محال هين

وہذا لکمال الماہیۃ من حیث ہی ہی لا یکون موجودا ولا معدوما ولا واحدا ولا کثیرا مع انہا لیست بخارجۃ عنہا

دواحد و کثیر ہوسکتی نہیں ہوسکتی ہے حالانکہ وہ نفس الامر میں اسنے خالی نہیں ہے و (ت) اور تقریر

عنہا مع ان ما ذکرہ انما یمشی صورتہ او اریدبالامکان بالغیر الامکان بالقیاس الی الغیر اما اذا ارید بہ ان

مصدر العلا کی نہیں چلتی ہے گر جب مراد الممکن بالغیر سے امکان بقیاس غیر کے ہو وی لیکن جب مراد امکان الغیر سے یہ ہو

یقتضی الغیر تساوی نسبۃ المہیۃ الی الوجود والعدم فلا مجال للتوہم وہوظاہر انتہی کما مرّ وقد یستدل علیہ بان

یہ غیر مقتضی ہے نسبت ماہیۃ کو طرف وجود عدم کے یہ اعتراض بلکہ نہیں تام ہوا کلام محقق دوانی کا اور کبھی امکان بالغیر کے

المطلب ان ما ثبت للشئ نظرا الی ذاتہ لا یثبت لہ بالنظر الی غیرہ فاستواء الوجود والعدم بالقیاس

نفی پر لوں دلیل لاتی ہیں جو چیز ایک شے کو بنظر ذات خود ثابت وہ بنظر غیر کے ثابت نہیں ہوتی پس تساوی وجود عدم

الی ذاتہ لما کان ثابتا لہ لذاتہ لم یتصور ثبوتہ لہ بواسطۃ الغیر والا لزم ان یتوارد تمامان مستقلتان علی

جب اوسکو بنظر ذات خود ثابت ہوئی اب بنظر کے ثابت نہیں ہوسکتی ورنہ توارد دو علۃ مستقلہ کا معلول واحد

معلول واحد شخصی فلا تعدد فی مفہوم ذلک الاستواء بالنظر الی شئ واحد واورد علیہ المحقق الدوانی فی

شخصی پر لازم آوی کیونکہ جو مفہوم استواء کا بنظر شے واحد کے ہے اوسمیں کچھ تعدد نہیں محقق دوانی نے شرح تجرید کے

الحاشیۃ القدیمۃ علی شرح التجرید لم لا یجوز ان یکون استقلال الذات فی علیۃ الاستواء بل العلیۃ مشروطا

حاشیہ قدیمہ میں اسپر یہ اعتراض کیا جائز ہے کہ استقلال ذات کا ہو وی علۃ ہوسنے استواء میں مشروط با نتفاء

بانتفاء الغیر فاذا وجد ذلک الغیر لم یکن علۃ مستقلۃ بل لم یکن علۃ اصلا فلا یلزم توارد العلتین مستقلتین کما

غیر کے پس وقت وجود غیر کے ذات علۃ مستقلہ بلکہ علۃ مطلقہ نہو گی پس توارد دو علۃ مستقلہ کا لازم نہ آیا جیسا

فی اعدام اجزاء المرکب فان کلا منہا علۃ مستقلۃ عند الانفراد واذا اجتمع عدۃ منہا لم یبق

عدمات اجزاء مرکب میں کہ ہر ایک ان سے عند الانفراد علۃ مستقلہ عدم مرکب کے ہے اور وقت اجتماع کے استقلال

استقلال الآحاد فان قیل حینئذ لا یکون ممکنا ذاتیا لان امکانہ مستند تارۃ الی الذات بشرط انتفاء

احاد کا نہیں اگر کوئی کہے کہ اب ممکن ذاتی نہوگا کیونکہ امکان اوسکا کبھی مستند ہے طرف ذات کے بشرط انتفاء

مفہوم من الثالث نظرا الی ذاتہ انما یثبت بعد اثبات کون الامکان مقتضی الذات والمقتضیٰ

یز خلوہ عن الثلث بمعنی ان ذات الممکن لایابی عنہ وان کان الخلو عنہا محالا نظرا الی ذوات

تینوں سے یا یہ معنی کہ ذات ممکن کی مانع نہیں اس سے اگرچہ خلو ان سے بنظر ذات ان مفہومات کے محال ہو اور یہ

تلک المفہومات وذلک لما ذکرنا ان ہذہ الذات لا تقتضی شیئا علی ما فرضنا وقد صرح فی الدلیل

دسواسطے ہے کہ ہمنے ذکر کیا کہ یہ ذات بر سبیل فرض کے کسی شے کو مقتضی نہیں ہے اور اس محقق کی کلام سے بھی ثابت

الذی ذکرہ ہذا المحقق بما یدل علی ان کل امر لا یقتضی شیئا یجوز خلوہ عنہ نظرا الی ذاتہ ولو سلم فاللازم مما

ہوتا ہے کہ جو چیز کسی شے کو مقتضی نہو بنظر ذات خود اوسکا خلو تینوں سے جائز ہے اور جو تسلیم کیا جاوے پس اوسکے بیان سے

ذکر ان یکون الواجبة مثلا لازمة لعدم تاثیر الغیر فیہ ولا یلزم من کون الشئ لازما لامر ان یکون ہذا

یہہ لازم آیا کہ وجوب مثلا لازم ہے بسبب عدم تاثیر غیر کے اوسمیں اور ایک شئے جب لازم کسی چیز کو ہوی اوس سے یہہ لازم

الامر علة لذلک الشئ انتہی کلامہ فتامل وتفکر ثم قال المحقق الدوانی فان قلت اذا اعتبر الواجب

نہیں کہ یہہ چیز علة اس شئے کو ہو تمام ہوا کلام اوسکا پھر محقق دوانی نے کہا اگر کوئی کہے جب تمنے واجب کی نسبت ممکن کی طرف

من حیث الاضافة الی ممکن ککونہ مبدأ لزید مثلا کان ہو بہذا الاعتبار ممکنا مع انہ واجب بذاتہ

اضافة کی جیسا کہ مثلا وہ مبدأ زید کا ہے پس وہ باین اعتبار ممکن ہوگا حالانکہ واجب بالذات ہے پس واجب بالذات

فقد تحقق الامکان بالغیر فی الواجب بالذات علی منوال تحقق الوجوب بالغیر والامتناع بالغیر فی الممکن

میں امکان بالغیر ثابت ہوا جیسا کہ ممکن میں وجوب وامتناع بالغیر ہوتی ہیں جواب اسکا یہہ ہے کہ واجب

بالذات قلت الواجب بالذات فہو وجود بذاتہ ومع ہذا الاعتبار وجودہ بذاتہ باق علی وجوبہ الذاتی

بالذات کا وجود بذات خود ہے اور مع اس اعتبار کے وجود بذاتہ اوسکا اپنی وجوب پر باقی ہے اور واجب

فان الواجب من ہذہ الحیثیة یجب وجودہ بذاتہ نعم لا یجب بوجوب ذاتہ المقیدة بالحیثیة وہو غیر

باین حیثیة وجوب وجود بذاتہ ہے البتہ جب وجوب ذاتی اوسکا مقید بحیثیة ہو جب واجب نہو یہہ غیر وجوب ذاتی کا

واجب بذاته فما هو واجب بذاته لم یصر ممکنا بالغیر بخلاف الممکن اذا صار واجبا او ممتنعا لغیره فان الممکن

جو واجب بذاتہ تہا وہ ممکن بالغیر نہ ہوا بخلاف ممکن کے کہ جب واجب یا ممتنع بالغیر ہووی ممکن ماخوذ مع وجود علۃ کے

الماخوذ مع وجود العلة مثلا یجب وجود ذاته و هو ممکن بالنظر الی ذاته فقد صار نفس ما هو ممکن بذاته واجبا

واجب ہوتا ہے حالانکہ وہ بنظر ذات خود ممکن ہے پس نفس ممکن بالذات کا واجب بالغیر ہوگیا تمام ہوا کلام اوسکا

لغیره انتهی کلامه قال الفاضل مرزاجان قوله فان الممکن الماخوذ آه فیه بحث لانه اذا کان الممکن الماخوذ

اسپر اوسکے شاگرد فاضل مرزاجان نے اعتراض کیا کہ ممکن ماخوذ مع وجود علۃ کے جب واجب ہوا پس معروض

مع وجود العلة واجبا فمعروض الوجوب الغیری هو الذات مع وجود العلة اذا کان القید داخلا او الذات

وجوب غیری کا ذات مع وجود علۃ کے ہے اگر قید داخل ہووے یا ذات مع اضافۃ کے ہے اگر قید داخل

مع الاضافة اذا لم یکن القید داخلا وعلی التقدیرین یختلف معروض الامکان الذاتی والوجوب الغیری

نہووی وبر ہر دو تقدیر معروض امکان ذاتی کا مختلف ہے معروض وجوب غیری سے اور اسیواسطے فرق

ولهذا قیل فی الفرق بین المشروطتین ان فی المشروطة بشرط الوصف یکون معروض الضرورة بالقیاس

کرتے ہین ہر دو مشروطہ مین اور کہتے ہین کہ مشروطہ بشرط وصف مے ہوتا ہے معروض ضرورۃ کا بالقیاس

الی مجموع الذات مع الوصف والجواب ان الواجب بالغیر ما کان موجودا عینیا و ظاهر ان مجموع

طرف مجموع ذات کی مع وصف کے جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ واجب بالغیر موجود خارجی ہوتا ہے اور مجموع ذات کا مع

الذات مع وجود العلة او مع النسبة لیست موجودة عینیة بل التحقیق ان معروض الوجوب الذات

وجود علۃ کے یا مع نسبۃ کے موجود خارجی نہین ہے بلکہ تحقیق یہ ہے کہ معروض وجوب کا ذات ہے من حیث

من حیث هی و وجود العلة شرط له وکذا فی المشروطة بشرط الوصف یکون المحمول کتحرک الاصابع ضروریا

ہی ہی ہو وجود علۃ کا شرط اوسکی ہے اور ایسا ہی وہ مشروطہ کہ جو بشرط وصف کے ہے اوسمین محمول بشرط وصف کے ضروری

لذات الکاتب من حیث هی لکن وصف الکتابة شرط لضرورة ثبوت التحرک للذات لا انه جزء

ہوتا ہے جیسا کہ تحرک انگشت کا ذات کاتب کو من حیث ہی کو ضروری بشرط وصف کتابت کے کہ اس سے تحرک ذات

للموصوف بوصف التحرک انتهی کلامه فافهم قال العلامة القوشجی فی شرح التجرید والحق انه ان ارید

کو ثابت ہے نہ یہ کہ وہ جزو موصوف کا ہے ساتھ وصف متحرک کے تمام ہوا کلام فاضل مرزاجان کا اور علامہ قوشجی نے شرح تجرید

بالامکان بالغیر قیاسا علی الوجوب بالغیر والامتناع بالغیر ان لا یقتضی الغیر وجود الممکن ولا عدمها کما

مین کہا ہے کہ اگر امکان بالغیر سے وجوب بالغیر اور امتناع بالغیر پر قیاس کر کے یہ ارادہ کیا جاوی کہ امکان بالغیر وہ ہے کہ نہ مقتضی

ان الوجوب بالغیر ان یقتضی الغیر وجودہا والامتناع بالغیر ان یقتضی الغیر عدمہا فلا شک انہ لا ینافی الوجوب

جو غیر وجود وعدم ماہیت کو جیسا کہ وجوب بالغیر وہ ہے کہ مقتضی ہو غیر وجود ماہیت کو اور امتناع بالغیر وہ ہے کہ مقتضی ہو غیر اوسکی عدم کو

الذاتی والامتناع الذاتی فلا یلزم من طریان الامکان بالغیر زوالہما حتی یلزم الانقلاب فان عدم

پس بلا شک یہ منافی وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کا نہیں ہے پس عروض امکان بالغیر سے زوال وجوب ذاتی وامتناع ذاتی کا

اقتضاء الغیر لوجود المہیۃ لا ینافی اقتضاء المہیۃ لوجود نفسہا بل یلزم لان المہیۃ اذا اقتضت وجودہا

تاکہ لازم اوی انقلاب کیونکہ عدم اقتضاء غیر کا وجود ماہیت کو اسکا منافی نہیں کہ ماہیت اپنی وجود کو آپ مقتضی ہووی بلکہ لازم ہے

یلزم ان لا یقتضیہ غیرہا والا لکان واجبا بالغیر ایضا وقد مر ان الواجب بالذات لا یکون واجبا

اسواسطے کہ جب ماہیت اپنی وجود کو مقتضی ہوی ضرور ہے کہ غیر اوسکو مقتضی نہ ہو ورنہ وہ واجب بالغیر بھی ہوگا اور مقرر ہے

بالغیر ایضا وکذلک عدم اقتضاء الغیر عدم الماہیۃ لا ینافی اقتضاء الماہیۃ عدم نفسہا بل یلزمہ لان

کہ واجب بالذات واجب بالغیر نہیں ہوتا اور ایسا ہی عدم اقتضاء غیر کا عدم ماہیت کو منافی اسکا نہیں کہ اپنی اپنی عدم کو آپ

الماہیۃ ان اقتضت عدمہا یلزم ان لا یقتضیہ غیرہا والا لکان ممتنعا بالغیر ایضا وقد مر ان الممتنع

مقتضی ہووی بلکہ لازم ہے کیونکہ جب ماہیت اپنی عدم کو آپ مقتضی ہووی ضرور ہے کہ غیر مقتضی نہ ہووی ورنہ ممتنع بالغیر بھی

بالذات لا یکون ممتنعا بالغیر وانما الکلام فی اجتماعہ مع الامکان الذاتی فنقول ان ارید بالغیر

[illegible]

غیر ماہیت کا ہے مطلقا نہیں ممکن ہے اجتماع امکان بالغیر کا مع امکان ذاتی کی کیونکہ ممکن بالذات اگر موجود ہے تو واجب

فیکون واجبا بالغیر وان معدوما فیکون ممتنعا بالغیر فلا یکون ممکنا بالغیر وان ارید بالغیر الغیر المعین

بالغیر ہے واگر معدوم ہے تو ممتنع بالغیر ہے ہرگز ممکن بالغیر نہیں ہو سکتا واگر مراد غیر سے کوئی معین غیر ہے پس احتمال ہے

[illegible] ان ممتنعا بالغیر

کہ مقتضی ہو یہ غیر وجود اس ممکن کو پس یہ ممکن واجب بالغیر ہوگا یا مقتضی ہو اوسکے عدم کو پس ممتنع بالغیر ہوگا

او لا یقتضی ذلک الغیر وجودہ ولا عدمہ فح یکون ممکنا بالغیر وان ارید بالامکان بالغیر ان یقتضی الغیر

یا یہ غیر اوسکے وجود و عدم کو مقتضی نہ ہو پس ممکن بالغیر ہوگا واگر ارادہ کیا جاوی امکان بالغیر سے یہہ کہ مقتضی ہو غیر

تساوی نسبۃ الماہیۃ الی الوجود والعدم فلا کلام فی انہ ینافی الوجوب الذاتی والامتناع الذاتی ایضا فانہ ظاہر

برابر ہے نسبت ماہیت کو طرف وجود و عدم کی پس بلا شبہ یہہ منافی وجوب ذاتی اور امتناع ذاتی کے بھی ہے اسمین کسیطرح خفا

ممتنع بالذات اور ملن عام بالقیاس الی الغیر ہیں تمام ہوا کلام او سکا مخصا

او ممتنعا بالذات انتہی کلامہ ملخصا وقال السید فی حاشیۃ علی شرح المواقف ان الامکان بالغیر

اور شرح مواقف پر جو سید زاہد ہروی کا حاشیہ ہے اوسمین اوسنے کہا ہے کہ امکان بالغیر

یتصور علی نحوین الاول ان یکون باقتضاء الغیر ایاہ والثانی ان یکون بالقیاس الی الغیر

دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ غیر نے اوسکا اقتضاء کیا ہو اور دوئم بقیاس طرف غیر کے ہو دوسی اور ہر ایک دونین سے

وکل منہما علی وجہین الاول ان یکون ہذا الامکان سلب الضرورۃ الذاتیۃ والثانی ان یکون سلب

دو طرح پر ہے ایک یہہ کہ یہہ امکان سلب ضرورۃ ذاتیہ کا ہو اور دوئم سلب ضرورۃ مطلقہ کا ہو اور نحو

الضروری المطلقۃ والنحو الاول باطل علی کلا الوجہین اما علی الوجہ الاول فلانہ ان کان فی

اول ہر دو طرح پر باطل ہے طرح اول پر یون باطل ہے اگر وہ واجب و ممتنع بین ہووے

الواجب والممتنع یلزم اجتماع النقیضین او ما فی حکمہ فان الوجوب والامتناع ضرورۃ احد

تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے کیونکہ وجوب و امتناع ضرورۃ ایک دو طرف کی ہے اور امکان

الطرفین والامکان سلب ضرورتہما وان کان فی الممکن یلزم توارد العلتین او ما فی حکمہ فان الذات

سلب ضرورۃ دو طرف کا ہے اگر وہ ممکن بین ہووی تو توارد دو علۃ کا لازم آتا ہے امکان سے صدق کے

کافیۃ فی صدقہ واما علی الوجہ الثانی فہو منحصر فی سلب الضرورۃ الذاتیۃ وسلب الضرورۃ الغیریۃ

واسطے فقط ذات کافی ہے اور طرح دوئم پر یون باطل ہے کہ وہ منحصر ہے سلب ضرورۃ ذاتیہ وسلب ضرورۃ

فان کان الاول فقد عرفت حالہ وان کان الثانی فان کان فی الواجب والممتنع یلزم توارد العلتین

غیریہ بین اول کا حال تو نے جانا واگر دوئم ہو اور ہو واجب و ممتنع بین لازم آتا ہے توارد دو علۃ کی

او ما فی حکمہ فان الذات کافیۃ فی سلب الضرورۃ الناشئۃ عن الغیر وان کان فی الممکن یلزم

اور ذات کافی ہے واسطے سلب اوس ضرورۃ کے کہ جو غیر سے ہے واگر ممکن بین ہووی

ممتنعاً بالذات ثم اعلم انہ لما اورد علی ہذا العالم الجاصم لو وجد نظیر نبینا لکان ہو خاتم النبوۃ وکلما کان

ممتنع بالذات ہوگا جب مولوی اسمعیل صاحب مرشد اتباع و ابنا عبد الوہاب پر یہ اعتراض وارد ہوا کہ اگر نظیر خاتم کا موجود

ہو خاتم النبوۃ لکان کلام اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کاذبا

ہووے وہ بالضرور خاتم النبوۃ ہوگا اور جب نظیر خاتم النبوۃ ہوا کلام خدا کا کہ محمد مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں مگر وہ پیغمبر اور خاتم

فینتج لو وجد نظیر نبینا لکان کلام اللہ تعالیٰ کاذباً والکذب محال علیہ تعالیٰ وہذا المحال انما نشأ من احتمال

الانبیاء ہے یہ کاذب ہوگا پس نتیجہ اس قیاس کا یہ ہوا اگر نظیر خاتم الانبیاء موجود ہو کلام خدا کا کاذب ہوا اور کذب خدا پر محال

نظیر نبینا والمستلزم للمحال محال لان الممکن لا یستلزم المحال کما تقرر فی الاذہان الحکماء وعقول العلماء

ہے اور یہ محال احتمال نظیر خاتم الانبیاء کی بلا لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہے اور ممکن محال کو مستلزم نہیں ہوتا ہے کہ جیسا حکماء و علماء نے کہا

الذین لم یصعدوا ربوۃ الکمال و شنظوۃ التکمیل فلاح لی من ہذا الجواب الذی ذکرہ من الکتب

یہ جواب ان کتب میں مسطور ہے کہ جنکو مبتدی پڑھتے ہیں جاہا اس جواب سے اور کہ کم علم و کم فہم جو سب ظاہر ہو

المتداولۃ فی ایدی الطلبۃ سعۃ و میعۃ من العلم والفطانۃ واستبان عندی کثرتہ وقلتہ

اور مجھکو یقین ہوا کہ علوم حکمیہ و فنون فلسفیہ سے اوکو بہت کم تحصیل تھی جہلا کی نظر میں وہ معقولی بھی تھا

من الفہم والدرایۃ و تیقنت انہ کان خفیف المتاع وطفیف البضاع من صحف الفلسفۃ

وزبر الحکمۃ بل الحق ان المستلزم للمحال محال قطعاً والممکن لا یستلزم المحال اصلاً وما نحی الوہم

بلکہ حق یہ ہے کہ مستلزم محال کو محال ہے اور ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں اور وہ جو وہم سے کسی نے داماں مشکک کیا

الجموح اللجوج فی اذن قلب الشاک ان عدم العقل الاول ممکن یستلزم المحال الذی ہو عدم الذات

کہ کہا ہے کہ عدم عقل اول کا ممکن ہے مستلزم ہے عدم واجب کو کہ محال ہے

تعالی انما بناؤه علی التدلیس والتلبیس ومنشاؤه التخلیط والتسویة فان الممکن لا

و تسویہ ہے کہ علاوہ کو ہم اس مغالطہ میں الکھ ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں ہوتا ہے بلکہ محال محالی کو مستلزم ہے

یستلزم المحال اصلا بل المحال یستلزم المحال قطعا وتشریحه ان العقل الاول الذی

توضیح و تشریح اسکی یہہ ہے کہ عقل اول کے علت تامہ فقط خدا تعالی ہے اس عقل کے واسطے دو عدم متصور ہیں

علته التامة الواجب تعالی فقط یتصور له عدمان الاول العدم الذاتی الذی لذات کل

اول عدم ذاتی ہے کہ جو ہر ممکن کی مرتبۂ ذات میں بلا افاضۂ و جعل جاعل کے ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں

ممکن فی مرتبة ماهیته من حیث هی بلا لحاظ افاضة الجاعل الفیاض کما قالوا المعلول له

کہ معلول کو در حد ذات خود نیستی ہے ہستی اوسکو علت کی طرف سے ہے پس یہہ عدم ذاتی عقل اول

عن ذاته لیس وله عن علته ایس فهذا العدم الذاتی له فی مرتبة ماهیته من حیث هی هی فلو

کو مرتبہ ماہیت من حیث ہی ہی میں ہے اور بعد افاضہ جاعل حق کے بھی یہہ عدم اوسکو مرتبہ ذات من حیث ہی

بعد تجوهره وتقرره بافاضة الباری القیوم واضافة فیض الجاعل الحق ثابت وممکن لکنه لا

ہی میں ثابت ہے اور ممکن ہے لاکن یہہ عدم ذاتی جو قبل جعل جاعل کے ہے مستلزم عدم خدا کو نہیں اور

یستلزم عدم الواجب تعالی اصلا والثانی العدم الطاری له بعد تحققه فی بقعة الوجود وفناء

دوسرا عدم وہ ہے کہ جو بعد وجود کے ہے یہہ عدم عقل اول کو محال ہے کیونکہ وجود و عدم معلول کا مترتب وجود و عدم علت پر ہے

الکون وهذا العدم للعقل الاول محال قطعا اذ وجود المعلول وعدمه مترتب علی وجود العلة

بدون انتفاء علت تامہ کے عدم معلول کا متصور نہیں جیسا کہ [illegible] نے کہا ہے جب پہلی علت منتفی ہو پھر معلول منتفی ہوتا ہے

التامة وعدمها فما لم ینتف العلة التامة لا یتصور عدم المعلول ولذا قالوا ان المعلول ما ارتفع

اور انتفاء خدا تعالی کا محال قطعی ہے پس عدم عقل اول کا جو بعد وجود کے ہے محال قطعی ہے اور یہہ

الا وقد ارتفعت العلة قبله بالذات وانتفاء الواجب بالذات جل سلطانه محال قطعا فکذا عدم العقل

عدم محال مستلزم ہے عدم واجب کو بھی اور جو عدم ممکن قبل وجود کے ہے مستلزم عدم واجب کو نہیں پس محال اول کو

الاول بعد فیضان الوجود عن الباری ذی الجود فهذا العدم المحال للعقل الاول یستلزم

مستلزم ہو ممکن محال کو مستلزم نہوا ممکن ہرگز مستلزم محال کو نہیں اور یہہ حل اس شبہہ کا بندہ کے خواص فکر سے ہے اور سوا

المحال الذی هو عدم الواجب بالذات تعالی عنه فالعدم الممکن لا یستلزم المحال والعدم الذی

فطریہ سے ہے دیگر فضلا نے اپنے فکر کے موافق اسکے جواب دیئے ہیں فاضل مرزا جان نے اس شبہہ کا یہہ جواب دیا

اصلا قال الامام الرازی فی شرح الاسماء الحسنی انه تعالی علم ان بعض الاشیاء یقع و بعضها

امام رازی نے شرح اسماء حسنی میں کہا ہے کہ خدا تعالی نے جانا کہ بعض اشیاء واقع ہونگے اور بعض نہ واقع ہونگے اور علم

لا یقع والعلم بالوقوع مضاد للاوقوع والضدان لا یجتمعان لکن ابطال علم الله محال فازالة

وقوع کا ضد لاوقوع کے ہے اور دو ضد جمع نہیں ہوتیں لیکن ابطال علم خدا کا محال ہے پس ازالہ اس ضد کا

هذا الضد محال فدخول الآخر فی الوجود محال فما علم انه یقع کان واجب الوقوع وما علم انه لا یقع

محال ہے پس وجود ضد دیگر کا محال ہے جس چیز کا وقوع علم خدا میں ہے اوسکا وقوع واجب اور جسکا وقوع علم خدا میں

کان ممتنع الوجود والوقوع وانه تعالی حکم علی ابی لهب بانه لا یؤمن وهذا الخبر ممتنع الزوال فکان

نہیں اوسکا وجود و وقوع ممتنع ہے خدا تعالی نے ابی لہب پر حکم عدم ایمان کا کیا اور یہہ خبر ممتنع الزوال ہے پس ایمان لانا ابی لہب کا محال

وجود الایمان له ممتنعا انتهی کلامه وهذا الکلام من هذا الامام یدل صراحة علی ان ما علمه الله و

ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور یہہ کلام اس امام کے صاف اس پر دلالت کرتی ہے کہ خلاف علم وخبر خدا کا محال ہے پس علم خدا کو دخل

اخبر به عدمه محال فلعلمه سبحانه مدخل تام فی امکان الشیء وامتناعه وقال العلامة نظام الملة والدین النیشاپوری

امکان و امتناع شی میں تام ہے اور خدا تعالی نے قرآن میں کہا ہمنے اکثر جن و انسان جہنم کیواسطے پیدا کئے

فی تفسیر قوله تعالی ولقد ذرأنا لجهنم کثیرا من الجن والانس لهم قلوب لا یفقهون بها انه تعالی بین انه خلق کثیرا من الجن

ایکے دل ہیں [illegible] سمجھتے نہیں ملا نیشاپوری نے اسکی تفسیر میں کہا خدا نے اکثر اشخاص واسطے جہنم کے پیدا کئے ہیں اور وا

والانس لجهنم وقد علم ذلک فی الازل وخلاف معلومه محال وقال فی تفسیر قوله تعالی ولو علم الله فیهم خیرا لاسمعهم ولو

ازل میں اسیلئے جانتا تھا اور خلاف اوسکے علم کا محال ہے اور خدا نے کہا اگر افراد میں خدا خیر جانتا تو اونکو سماعت اور دی بر تقدیر

اسمعهم لتولوا وهم معرضون استدلت الاشاعرة بهذه الآیة علی ان صدور الایمان عن الکافر الابدی محال

سماعت دینے کے یہہ حق سے بیزار ہوتے اسکے تفسیر میں نیشاپوری نے کہا کہ اہل سنت اس آیت سے استدلال کرتی ہیں کہ وجود ایمان کا کافر ابدی سے محال ہے

لان الله اخبر انهم علی تقدیر الاسماع معرضون وخلاف علمه وخبره محال انتهی کلامه واما ثالثا فلان قوله لیس

کیونکہ خدا تعالی نے خبر دی کہ وہ بر تقدیر سماعت دینے کے بھی دین سے بیزار ہونگے اور خلاف علم وخبر خدا کا محال ہے تمام ہوا کلام اوسکا اور سوم

التعلق سببا للوجود ان اراد به ان علم الممکن للاشیاء لا یکون سببا للمعلوم فمسلم لکن الکلام لیس فیه بل الکلام

[illegible] یہہ مراد ہے کہ ممکن کو جو علم اشیاء کا ہے یہہ علم سبب معلوم کا نہیں البتہ مسلم ہے اگر ہمارے کلام اس

فی علم الفعلی للباری تعالی وان اراد به مطلق العلم سواء کان علم الممکن او علم الواجب فعلیا کان او انفعالیا

علم میں نہیں ہے کلام ہمارے علم فعلی خدا تعالی میں ہے اور اگر مراد اوس سے مطلق علم ہے خواہ علم ممکن کا یا خدا کا فعلی ہو یا انفعالی کو سبب علم

كرم وهو اليه صفة كمال ولكل دواع وموجبات انتهى كلامه قال في الحاشية ان مناط الاخروية

ہے کہ او سہی صفات کمالیہ سے تمام ہوا کلام اوسکا اور اس محقق نے حاشیہ مین مناط جزاء اخروی میں

الاخروية انما هي الاعمال الظاهرة ام امر آخر وشيء في بيانه ان الكل من ذات الحق يجب عليهم

اعمال ظاہری ہیں یا اور چیز ہے اور اوسکے بیان مین یہہ کہا کہ کل ذات حق سے ہے واجب ہے اوپر کرنا ہیں

ان يعلموا ويفرقوا بين الفاعل والقابل الحقيقيين والمجازيين والمراد بالفاعل ههنا السبب المؤدي

اور فرق کریں درمیان فاعل قابل حقیقی و مجازی کے اور مراد فاعل سے یہان وہ سبب ہے کہ جو پہنچا دے

الى النجاة والهلاك حقيقة هي الاعمال ومعنى قولنا الفاعل الحقيقي لكل شيء هو الله تعالى لا خلاف

طرف نجاة و ہلاک کے آیا یہہ اعمال ہین یا اور چیز ورنہ فاعل حقیقی بالاتفاق ہر شیء کا خدا ہے اور کلام یہان

فيه من احد والكلام ههنا في الامر الباعث لهما من جانب العباد وهي المسمى بالسبب والشرح المستوفى

ایک سین کہ جو باعث جزاء کا بندہ کے طرف سے اوسکا نام سبب ہے اور شرح اسکے یہہ ہے کہ انتساب جزا کا طرف

ان انتساب الاخروية الى الاعمال انما هو بحسب ظاهر الحال والا فالسعادة والشقاوة كلاهما في

اعمال کے بحسب ظاہر کے ہے ورنہ سعادہ و شقاوہ ہر دو تابع ہین اوس استعداد کے کہ جو بندونکے حقیقہ مین داخل

الحقيقة تابعان للاصل اقتضاء ما في حقيقة هويات العباد من الاستعداد كما يدل عليه

ہے فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعید مادرزاد سعید ہے اور شقی مادرزاد شقی ہے

قول نبينا صلعم من سعد سعد في بطن امه ومن شقي شقي في بطن امه وان الله تعالى خلق للجنة اهلا وهم

اور خدا نے پیدا کیا اہل جنت کو درحالیکہ وہ اپنے باپ دادا کے پشتون مین تھے اور پیدا کیا اہل جہنم کو

في اصلاب آبائهم وللنار اهلا وهم في اصلاب آبائهم فالاعمال اذن ليست الا هي دلائل ما في

ہنوز وہ پشت آباء و اجداد مین تھے پس اعمال گویا دلائل ہیں اوسکے کہ جو اونکے استعداد ذاتیہ مین

بواطنهم بحسب الاستعدادات اللازمة الذاتية التي يمتنع انفكاكها منها بحيث لا يصح ان يقبل

یہہ اعمال اونسے ہرگز جدا نہین ہو سکتے جیسا کہ زوجیہ چار سے اور قادر مطلق فیض حسب استعداد قابل کے

الانفكاك منها كالزوجية للاربعة ولا تاثير للقادر المطلق الا فيما يقبل الفيض منه تعالى والقصور راجع

عطا کرتا ہے اور قصور عدم قبول فیض کا سبب عدم استعداد قابل کے ہے نہ قادر کے طرف سے قصور نہیں

الى نقصان المقدور لعدم سعته قبول الفيض لا الى القادر المطلق فان الافاضة تتبع الامكان فان

کیونکہ افاضہ تابع امکان کا ہے اجتماع نقیضین اور شریک باری کا وجود اسواسطے ممتنع ہے کہ نفس

على نفي استعداد الخير بالفعل وامتناع التبادل الى الاستعداد الحسن لانه لو كان تبدل استعداد

استعداد شر کے ہیں اور جناب پروردگار کا مقرب ہونا اور اس سے مردود ہونا اسی سے تابع استعداد وقتی کے

الشر الى الخير مقدورا له تعالى وممكنا في نفسه فيمكن الاسماع منه تعالى ويكون في العبد خير لانه قابل

لتبدل الاستعداد الى الخير منه تعالى فيفهم من ههنا ان لزوم استعداد القبيح وامتناع انفكاكه

مانع عن الاسماع ثم قال تعالى ولو اسمعهم لتولوا اي لو اراد الاسماع محال لزوم الاستعداد القبيح

لتولوا فالحسنات من الاعمال والسيئات منها ليست الا امارات اصلاح الاستعداد الذاتي وفساده وحينئذ

النجاة والهلاك هي موالاة الحق ومعاداته تعالى وهما تابعان للاستعدادات الذاتية في العباد وعلى حسب

الاختلافات اللازمة لها ولا يتصور التساوي فيها كيف وعلى هذا تخصيص الموالاة لواحد والمعاداة لآخر

راجع الى الترجيح بلا مرجح فان قلت النجاة والهلاك كلاهما منه تعالى صدقت لانهما من ثمرات الموالاة

والمعاداة كما يشير عليه قوله تعالى يعذب من يشاء ويغفر لمن يشاء فالكل تابع لمشيته تعالى وهي تابعة لخصوصيات

الاستعداد وان قلت كلاهما من قصور العبد صدقت ايضا لان المرجح هو خصوصيات ذوات العباد

المقتضية لاختلافات الاستعداد كما يشير اليه قوله تعالى فلا تلوموني ولوموا انفسكم وما ظلمناهم ولكن كانوا

انفسهم يظلمون ختمت افادته نور الله تعالى تربته وعلى هذا المنوال قال العلامة النيشاپوري في تفسير قوله

تعالیٰ سے فرمانا مہر کے خدا نے کفار ابدی کے

قاتلوا وجاهدهم به اي بالقرآن او بترك طاعتهم او بسبب كونك نذير القرى كلها لانه لو بعث في كل قرية

میں جہاد کیونکہ اگر خدا ہر گانوں میں ایک نبی بناتا ضرور تھا کہ وہ نبی اوس گانوں میں جہاد کرتا اور جب محمد صلی اللہ علیہ

نذيرا لم يكن على كل نذير الا مجاهدة قرية وحين اقتصر على نذير واحد لكل القرى وهو محمد صلى الله عليه و

والہ وسلم کو جمیع آبادی کا بنایا تو جملہ انبیاء کے مجاہدات اوسکی ذات میں جمع ہوئے پس جامع

آله وسلم فلا جرم اجتمع عليه تلك المجاهدات كلها فكبر جهاده وعظم وصار جامعا لكل مجاهدة ومن هذه

کمالات انبیاء کا ہوا اور اس آیہ سے اوسکے خاتمیت اور عموم رسالت ظاہر ہوئی تمام ہوا کلام علامہ نیشاپوری کا

الآية الشريفة يظهر فائدة الخاتمية وعموم رسالته انتهى كلامه الثاني ان المعتزلة القائلين بان خلاف

دوم جواب اس دلیل وہابیوں کا یہہ ہے کہ معتزلہ اسکے قایل ہیں کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا کا ہے وہ

معلوم الله مقدور له يحتجون بهذه الآية فمن زعم ذلك كان معتزليا محتجا لا سنيا قال

یعنی مدعی ہوا اسی آیہ کو دلیل لاتے ہیں پس جسنے گمان کیا وہ مدعی سنی نہیں بلکہ دلیل معتزلی ہے امام رازی نے

الامام الرازي في تفسير هذه الآية قالت المعتزلة دلت الآية على ان خلاف معلوم الله

اس آیہ کے تفسیر میں کہا معتزلہ کہتی ہیں کہ اس آیہ سے ظاہر ہے کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا

مقدور له لان كلمة لو دلت على انه تعالى ما شاء ان يبعث في كل قرية نذيرا ثم انه اخبر

کا ہے کیونکہ کلمہ لو سے ظاہر ہے کہ خدا نے ہر گانوں میں نبی کا ہونا نہ چاہا مگر اوسنے خبر دی کہ میں اسپر قادر ہوں

عن كونه قادرا عن ذلك فدل على ان خلاف معلوم الله مقدور له انتهى هذا كلامه

پس ثابت ہوا کہ خلاف معلوم خدا کا مقدور خدا کا ہے تمام ہوا کلام امام رازی کا سوم جواب

الثالث ان مذهب اهل السنة ان ما لم يشاء الله تعالى ليس مقدورا له سبحانه وان

یہہ ہے کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ جو مشیت خدا میں وہ تحت قدرۃ خدا کے نہیں اور انبیاء کثیر کا بنانا وقت وجود محمد

بعث الانبياء الكثيرين حال وجود محمد خاتم الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم لم يشاء الله

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشیت خدا میں نہیں جیسا کہ کلمہ لو سے ظاہر ہے پس وجود نبی کا وقت حیات محمد صلی اللہ علیہ

كما هو المستفاد من كلمة لو شئنا فوجود النبي سوى محمد صلى الله عليه وآله وسلم حال حيوته

آلہ وسلم کے اور بعد ممات اوسکے بابیات خدا کے قدرت میں نہیں محدث علی قاری شرح فقہ اکبر

وبعد مماته لا يكون مقدورا له تعالى قال علي القاري في شرح الفقه الاكبر وقد قيل

کہتا ہے کہ یہ عام مخصوص ہوا ہے قول خدا کا خدا سب شئی پر قادر ہے یہہ ہے مخصوص ہے خدا اپنی

کل عالم یخص کما خص قوله تعالی والله علی کل شیء قدیر بما شاء ولیخرج ذاته وصفاته وما لم یشاء

قادر ہے اگرچہ اوسکے مشیت میں داخل ہے اپنی ذات و صفات پر قادر نہیں اور اپنی مخلوق سے جسکو چاہے اوسکی

من مخلوقاته وما یکون من المحال وقوعه فی کائناته والحاصل ان کل شیء تعلقت به مشیته

قادر نہیں اور جسکا وقوع محال ہو اوسپر بھی قادر نہیں جسپر اوسکے مشیت متعلق ہے اوسی پر اوسکو

تعلقت به قدرته والا فلا فلا یقال وهو قادر علی المحال لعدم وقوعه ولزوم کذبه ولا

قدرت ہے ہم نہیں کہتے کہ وہ محال پر قادر ہے ورنہ اوسکا کذب لازم آوے البتہ اوسکو

یقال غیر قادر علیه تعظیما لادبه انتهی کلامه اقول ومن البین ان الله سبحانه ما شاء وجود نبی بعد نبوة

غیر قادر محال پر بسبب ادب کے نہیں کہتے تمام ہوا کلام علی قاری کا اور ظاہر ہے کہ خدا تعالی نے بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و

محمد صلی الله علیه وآله وسلم فوجود نبی آخر بعد نبوته لا یکون داخلا تحت قدرته تعالی فلا یکون بعد

کے وجود اور نبی کا نہیں چاہا پس وجود اور نبی کا بعد نبوت خاتم الانبیاء تحت قدرۃ خدا کے نہیں پس بعد خاتم الانبیاء کے

نبوة خاتم الانبیاء وجود نبی ممکنا فلما لم یکن بعد نبوته وجود نبی ممکنا لا یکون نظیره ممکنا لان

اور نبی ممکن نہیں جب بعد اوسکے اور نبی نہ ممکن اوسکا نظیر ہے غیر ممکن ہوا کیونکہ نظیر اوسکا

نظیره لا بد ان یکون نبیا بعد خاتم الانبیاء والا لا یکون نظیره وکذا من البین ان وقوع نبی

ضرور ہے کہ نبی ہووے بعد خاتم الانبیاء ہووے ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور مولوی اسمعیل

آخر بعد خاتم النبوة من المحالات کما آمن به هذا الرجل الفاضل المخاصم المکابر ایضا وما کان

نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ وقوع اور نبی کا بعد خاتم النبوت کے محال ہے اور جسکا وقوع محال ہو وہ تحت

وقوعه من المحالات لا یکون تحت قدرته تعالی کما صرح العلی القاری فوجود نبی آخر بعد نبوة

قدرۃ خدا کے نہیں جیسا کہ علی قاری نے کہا پس وجود اور نبی کا بعد خاتم نبوت کے قدرت خدا میں نہیں

خاتم الانبیاء لا یکون مقدورا له فلما لم یکن مقدورا له تعالی لم یکن ممکنا فنظیر نبینا المستلزم

ہے اور اوسکے قدرت میں نہو تو غیر ممکن ہوا پس نظیر خاتم کا مستلزم وقوع محال کو ہے ہرگز تحت

وقوع المحال فلا یکون داخلا تحت قدرة الله فلا یکون ممکنا بل یکون ممتنعا بالذات

قدرت خدا کے داخل نہوگا پس یہ نظیر ممکن نہوگا بلکہ ممتنع بالذات ہوگا اور حضرت امام اعظم و مقتدای

وقال الامام الاعظم والمقتدی المکرم نعمان بن ثابت ابو حنیفه رحمه الله فی الفقه الاکبر ان

مکرم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں کہا ہے کہ خدا تعالی ظلم پر قادر نہیں علی قاری نے

لانقلب علمہ جہلا وثانیہا انہ اراد وقوعہ فلو لم یقع انقلب الارادۃ تمنیا وثالثہا انہ تعلق قدرتہ بایقاعہ

نہو علم اوسکا جہل ہوگا دوم یہہ کہ اوسنے ارادہ اوسکے وقوع کا کیا اگر وہ واقع نہو اوسکا ارادہ تمنا ہوگا سوم یہہ کہ اوسکی قدرت اوسکی

فلو لم یقع لانقلب القدرۃ عجزا ورابعہا انہ حکم بوقوعہ بکلام ازلی فلو لم یقع لانقلب ذلک الخبر الصدق

وقوع سے متعلق ہے اگر وہ واقع نہو قدرۃ خدا کی عجز ہوگا چہارم یہہ کہ اوسنے اپنی کلام میں حکم اوسکی وقوع کا کیا ہے اگر وہ واقع نہو خبر اوسکی کاذ

کذبا فاذن ہو الذی وقع لو لم یقع لتغیرت ہذہ الصفات الاربعۃ من الکمال الی النقص ولما کان ذلک

ہوگی تو خبر واقع ہے اوسکے عدم وقوع سے تغیر ان صفات اربعہ کا طرف نقصان کے ہوگا اور معتزلہ صفۃ قدرۃ وارادہ میں نزاع کرتے

ممتنعا علمنا انہ لا واقع لذلک الوقوع والمعتزلۃ یتنازعون فی القدرۃ والارادۃ انتہی ملخصا والارادۃ

ہیں ہم اہل سنت سے تمام ہوا کلام امام رازی کا ملخصا اور ارادہ خدا کا بمعنی قصد مخصص کے کہ جو بنا بر

لہ سبحانہ لیست بمعنی القصد المخصص للاوقات فی الازمنۃ المغایرۃ عن القدرۃ کما زعمت المتکلمۃ بل

قدرت کے ہے ہرگز نہیں جیسا کہ متکلمین گمان کرتے ہیں بلکہ ارادہ خدا کا نفس علم نظام خیر کا ہے اور قدرت

ارادتہ تعالی نفس علمہ بنظام الخیر وقدرتہ ایضا علمہ کما علمت مرارا فما زعم اتباع ہذا الفاضل الاکابر

اوسکے علم اوسکا ہے جیسا کہ بارہا گذرا مولوی اسمعیل کے اتباع معنویہ کہتے ہیں کہ النظیر خاتم الانبیاء کا داخل

ان النظیر خاتم الانبیاء داخل تحت قدرتہ تعالی لا تحت ارادتہ ومشیتہ فیکون ممکنا باطل جدا لان

تحت قدرۃ خدا کے ہے نہ داخل تحت ارادہ ومشیت کے پس یہہ نظیر ممکن ہے یہہ قول اونکا باطل ہے کیونکہ

الدلیل الصحیح لم یدل علی کون ارادتہ تعالی مغایرۃ عن قدرتہ وعلمہ بل الحق ان ارادتہ تعالی

دلیل صحیح سے مغایرہ ارادہ کے قدرت سے ثابت نہیں اور نہ مغایرہ علم سے بلکہ ارادہ اوسکا علم نظام خیر کا ہے وحج

علمہ بنظام الخیر والیہ راغ الامام الہمام الرازی فی المباحث المشرقیۃ حیث قال واذا کانت ارادتہ

مشرقیہ میں امام رازی نے بھی مذہب پسند کیا کہا اوسنے ہرگاہ ارادہ خدا کا دائمی ہوا پس یہہ ارادہ قصد

اللہ تعالی دائمۃ الوجود لم یکن تلک الارادۃ قصدا الی التکوین لان القصد الی الشیء یستحیل بقاءہ بعد

تکوین کا نہو گا کیونکہ قصد شی کا بعد حصول شی کے باقی نہیں رہتا ہے پس ارادہ خدا کا قصد نہیں ہے بلکہ اوسکی

حصول ذلک الشیء فثبت ان ارادتہ تعالی لیست عبارۃ عن القصد بل الحق فی معنی کونہ مریدا انہ

ارادہ کے یہہ معنی ہیں کہ وہ عالم ہے اپنی ذات کا اور عالم ہے نظام خیر کل کا کہ یہہ کسطرح ہووے پس یہہ نظام ضروری

سبحانہ یعقل ذاتہ ویعقل فاتہ بنظام الخیر الموجود فی الکل انہ کیف یکون فذلک النظام یکون لا محالۃ

ہونے والا ہے اور یہہ غیر منافی ہے ذات خدا سے پس علم خدا کا فیضان ہے تمہیں اور یہہ غیر منافی ہے تمہیں یہی ارادہ

وبهذا المعنى يكون نظيرنبينا محالا الا بالنظر الى قدرة البارى عزوجل فلو كان نظير نبينا بالنظر الى نفس قدرة

خدا تعالے کے ممکن ہوتے تو شریک الباری وغیرہ ممتنعات بھی ممکن ہونگی کیونکہ شریک باری وغیرہ بھی مقدرات متصور ذات

البارى ممكنا لكان كل ممتنع بالذات مثل اجتماع النقيضين وشريك البارى ايضا ممكنا لانها ايضا

کے غیر ممکن ہیں مگر نقصان قدرت خدا کے غیر ممکن نہیں ہیں حملہ کرار فلسفہ و ملة جیسا کہ تصریح کی ہے صاحب

انما يمتنعان بالنظر الى قصور ذاتها لا بالنظر الى نقصان قدرة البارى تعالى كما صرح به كبراء الصناعة

قبسات نے کہا ہے امکان ذاتی صحیح کرنیوالا مقدوریت خدا تعالے کا ہے ہر ممکن بالذات سلسلہ استناد میں منتہی

وعظماء الملة قال صاحب القبسات انما مصحح المقدورية ومناط صحة الوقوع تحت سلطان

ہے طرف خدا کے اور سلسلہ تمام وسائط و روابط کے مستند ہے طرف خدا کے پس خدا تعالی پیدا کرنیوالا ہر چیز کا

تعلق القدرة الربوبية الوجوبية هو طباع الامكان الذاتى وكل ممكن بالذات فانه في سلسلة الاستناد

ہے اور ہر چیز قادر ہے کیونکہ ہر ممکن الوجود مع جمیع اپنی شروط و اسباب کے مستند ہے طرف

منته الى البارى القيوم الواجب بالذات جل سلطانه ومستند هو وجميع ما يتوقف وجوده عليه

قدرۃ وارادہ خدا تعالے کے پس قدرۃ تامہ خدا تعالے کے ہر ممکن کو شامل ہے کوئی چیز ممکنات

من الممكنات في السلسلة الطولية اليه سبحانه فاذن سبحانه خالق كل شئ وهو على كل

سے اوسکے قدرۃ وارادہ علم و فیض سے خارج نہیں ہے پس ظاہر ہوا کہ ممتنعات بالذات کو اسواسطے

شئ قدير فقدرته التامة الوجوبية شاملة السلطان لكل في عالم الامكان ولا يخرج شئ مما يعوزه في

اوس خدا تعالے کے قدرت کاملہ متعلق نہیں ہوتے ہے کہ اونکو مقدور فرض کر لیا ہے کیونکہ ان ممتنعات کو

سلسلة العلة الامكانية عن علمه وارادته وصنعه وقدرته تعالى كبرياءه فاذن قد بان واستبان

کسی وجہ سے حقیقۃ و ثبوتہ ہرگز نہیں اور قدرۃ باریتعالے میں کسی طرح کا قصور نہیں اور نہ کسی طرح کا عجز ہے

ان عدم تعلق القدرة الوجوبية بالممتنعات الذاتية من جهة المفروض مقدورا عليه اذ لا حقيقة لها

جو وہ ان ممتنعات حصلاحیتہ تعلق قدرۃ خدا کے نہیں اسواسطے ممکن ار کہتے ہیں کہ امکان صحیح کرنیوالا

ولا شيئية لها بوجه من الوجوه اصلا لا من جهة نقصان القدرة وعجزها فهذا سر ما سمعتهم يقولون الامكان

مقدوریۃ کا ہے نہ صحیح کرنیوالا قادریۃ کا پس محالات یہ سبب اپنی ذات باطلہ کے

مصحح المقدورية لا مصحح القادرية كالمحالات غير مقدور عليها بحسب انفسها الباطلة لانها متجوز

ثبوت خدا سے خارج ہیں نہ یہ کہ قدرۃ خدا کے اوسے عاجز ہے تمام ہوا

الہامات سے فقط صلعم خدا ممکن مثلہ ونظیرہ السادس ان الکلام الازلی الالہی یدل علی ان ہولاء

زمین و آسمان و کفار خاتم مخلوقین ہیں لیس مثل انکا جائز نہیں اور نص حدیث سے ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ

الکفرۃ والسموات والارض خاتم المخلوقین فیجوز خلق امثالہم ودل النص الالہی علی ان نبینا

وآلہ وسلم خاتم نبوۃ ہے پس نظیر اوسکا ممکن نہیں کیونکہ اگر نظیر اوسکا ممکن ہو تو وہ بھی خاتم نبوۃ کا ہوگا

محمد صلعم خاتم النبیین فلا یمکن مثلہ ونظیرہ لانہ لو کان ممکنا لکان ہو ایضا خاتم النبوۃ فلزم

پس علم خدا کا جہل ہوگا اور خبر اوسکی کاذب اور یہہ محال ہے اور بعض حدیث میں وارد ہوا ہے

کون علمہ تعالی جہلا وخبرہ الصدق کذبا وکلاہما محال وما ورد فی بعض الاخبار غیر الصحاح ان

کہ خدا نے زمین مثل اوس زمین کے پیدا کئے ہے اوس میں نوح ہے مثل نوح کے اور

اللہ تعالی ارضا مثل ہذہ الارض فیہا نوح مثل نوح وابراہیم مثل ابراہیم وموسی مثل موسی و

ابراہیم ہے مانند ابراہیم کے اور موسی ہے مانند موسی کے اور عیسی ہے مانند عیسی کے اور محمد ہے مانند

عیسی مثل عیسی ومحمد مثل محمد فمنہ الامکانیین ہذا الخبر یقرأون وبہ یتشبثون ویخاصمون

محمد کے وہابی لوگ کہتے ہیں اس حدیث سے جواب نظیر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر ہوا

ویشاغبون وذب ہذا الوسوسۃ وجب عرق تلک الخدشۃ بوجوہ الاول ان ہذا الخبر غیر

دفع اس وسوسہ وہمانیہ کا بچند وجوہ ہے اول یہہ کہ یہہ خبر غیر صحیح ہے قابل تمسک کے نہیں دوئم یہہ کہ یہہ

صحیح لا یتمسک بہ الثانی ان ہذا الخبر علی تقدیر صحتہ یدل علی ان لعالم المثال الذی یقال لہ

خبر بر تقدیر صحت کے دلالت کرتی ہے عالم مثال پر کہ جس میں ہر شی کے مثال ہے مجردات وما دیات سے اور

عالم البرزخ وعالم الخیال ایضا فیہ مثال کل شیء من الموجودات من المجردات والمادیات

یہہ جسم حسی مادی اور جسم لطیف مثالی ہر ایک دوسری کے مثال اور یہہ ہر دو جسم تحت

کما سبق فی المقدمۃ الخامسۃ وہذا الجسم الحسی المادی وذلک الجسم اللطیف المثالی کل واحد

تعلق ایک نفس ناطقہ کے ہیں مثلا نفس ناطقہ زیدیہ کے دو جسم ہیں ایک جسم حسی اور دوسری

منہما نظیر للاخر وکل من ہذین الجسمین تحت تعلق تدبیر نفس ناطقۃ واحدۃ مثلا النفس الناطقۃ

مثالی اور ہم مثل ونظیر اسکے ہم نفی نہیں کرتے بلکہ ہم نفس ناطقہ کے مثل ونظیر کی نفی کرتے ہیں یعنی نفس ناطقہ

الزیدیۃ لہا جسدان جسد حسی وجسد مثالی وہذا المثل والنظیر لیسا نفسہ وننفیہ بل المثل والنظیر

محمدیہ ہیں جو ملکات حمیدہ اور فضائل روحانیہ ہیں اس نفس ناطقہ کا مثل ونظیر ممکن نہیں

ان نظیر نبینا کما ہو داخل تحت قدرتہ تعالی فی مرتبۃ من مراتب القدرۃ کذلک ہو لیس من داخل تحتہا

ویسا ہے وہ نہیں داخل ہے تحت قدرۃ کے ایک مرتبہ مین اوسکی مراتب سے نفس الامر مین کیونکہ قدرۃ خدا کو نفس

فی مرتبۃ من مراتبہا فی نفس الامر وکبد الواقع فانہا مرتبۃ من مراتب النفس الامریۃ التی ہی مرتبۃ الحیثیۃ

الامر مین ایک رتبہ یہہ ہے کہ وہ حیثیت ہے بحیثیۃ وحدۃ خاتمیۃ کے اور اس مرتبہ مین نظیر خاتم انبیاء کا ہرگز داخل

بحیثیۃ وحدۃ الخاتمیۃ لا تسع ان یدخل نظیر نبینا تحتہا انما ہو یدخل تحتہا اذا لوحظت من حیث ہی ہی فقط دون

نہین نظیر نبی کا اوسمین جب داخل ہے کہ جب وہ من حیث ہی ہی فقط لحاظ کیجاوی اور یہہ ایک لحاظ ہے لحاظات

اعتبار من اعتبارات العقل ولحاظ من لحاظات الذہن وبہذا کما قالوا ان الماہیۃ من حیث ہی ہی بالنظر الی

و اعتبارات عقلیہ سے اور یہہ جیسے کہتے ہیں حکما کہ ماہیت من حیث ہی ہی بنظر نفس خود فقط برہنہ ہی جملہ عوارض سے اگرچہ

نفسہا فقط عاریۃ عن جمیع العوارض وان کانت فی نفس الامر لا تخلو عنہا وہذا البرہان استحلاہ السلائق العقلانیۃ

نفس الامر مین برہنہ نہین ہوتی ہی اور یہہ برہان بموجب ضوابط حکمیہ کے نہایت درست ہی امید ہی کہ

وان استنکرہ القرائح الواہیۃ وارجو ان راغ الیہ قلوب الازکیاء وان اشمأزت عنہ طبایع السفہاء

عقلاء اسکو نیک وصواب جانیں اگرچہ سفہاء اوس سے انکار کرین سوم یہہ کہ معلم اول مشائین کا ارسطوطالیس کہتا ہے

المثلث ان المعلم الاول للمشائین ارسطوطالیس قال ان الحکمۃ الالہیۃ لما اقتضت نظام العالم

کہ حکمت خدا کی مقتضی ہوئی نظام عالم کو بروجہ احسن اکمل پس واقع ہوی جو چیز کہ واقع ہوی نہ بسبیل ارادہ وقصد کے طرف ادنی

علی احسن الحال فوقع ما وقع منہ لا الارادۃ وقصد منہ الی السافل حتی ان ما ابدع العقل مثلا لغرض

کے تاکہ لاجاوے کہ خدا نے فرشتہ اعلی کو واسطے غرض کسی ادنی کے پیدا کیا بلکہ پیدا کیا خدا نے ہر چیز کو بذات خود نہ بسبب علۃ وغرض

فی السافل لیفیض علی السافل بل الامر انما من ذلک ہو وانما ابدع ما ابدع لذاتہ لا لعلۃ ولا لغرض

کے پس جملہ موجودات اوسکی بمنزلہ لوازم ولواحق ہیں اور یہہ جملہ موجودات خیر مین کیونکہ صادر ہین اصل خیر سے اور

فوجد الموجودات کاللوازم واللواحق ثم توجہت الی الخیر لانہا صادرۃ عن اصل الخیر وکان المصیر فی کل

شر وفساد جو اس عالم حسی مین واقع ہوتا ہے بسبب مصادمات امور سفلیہ کے ہوتا ہے نہ بسبب اقتضاء ذات عالیہ کے کہ وہ

الی راس احد ثم ربما یقع شر وفساد من مصادمات فی الاسباب السافلۃ دون العالیۃ التی

سب خیر مین مثلا باران بنظر نظام کل عالم کے خیر ہے اگرچہ کہ کسی بوڑھیا کا اوس سے خرابہ ہو جاوے

کلہا خیر مثل المطر الذی لم یخلق الا خیرا ونظاما للعالم فیتفق ان یخرب بہ بیت عجوز کان ذلک واقعا

یہہ شر بالعرض واقع ہے نہ بالذات اور حکمت الہی نظام عالم مین یہہ نہیں چاہتی ہے کہ

بالعرض لا بالذات او بان يقع شر جزئي في العالم لا تقتضي الحكمة الالهية ان لا يوجد خير كلي فان

نسب کلی موجود نہ ہوئے انعدام باران کا شر کلی ہے اور مینہ کا گھر خراب ہونا شر جزئی ہے اور عالم دا سطے

فقدان المطر اصلا شر كلي وتخريب بيت عجوز شر جزئي العالم للنظام الكلي لا للجزئي فالشر اذن واقع

نظام کلی کے ہی نہ داسطے نظام جزئی کے پس شر واقع ہے درمیان بالعرض بالذات تمام ہوا کلام اس کا اور

في القدر بالعرض لا بالذات انتهى كلامه ملخصا والشيخ الرئيس في الفصل الخامس من مقالة التاسعة

شیخ رئیس نے الہیات شفا کے نویں مقالے کے پانچویں فصل میں اس بحث کو نہایت بسط کیا اور اسکو بہی مختصر

من الهيات الشفاء فصله فصلا بسيطا وشرحه شرحا مطلقا لا يليق ايراد كلامه في هذا الوجيز والملخص ما قال

لانا مناسب نہیں مخصر اوسکا جو محقق طوسی نے شرح اشارات میں بیان کیا وہ یہ ہے کہ اشیا باعتبار وجود اور

المحقق الطوسي في شرح الاشارات لاشياء بحسب الاعتبار وجود الشر وعدمه تنقسم الى ما لا شر فيه

عدم شر کے منقسم ہیں طرف اوسکی کہ جسمیں اصلا شر نہیں و طرف اوسکے کہ جسمیں شر و عدم شر ہے اور طرف اوسکی

اصلا والى ما فيه شر وما ليس فيه شر والى ما ليس فيه الا الشر اصلا والقسم الثاني ينقسم الى ما يغلب فيه

کہ جسمیں نہیں ہی مدم شر کا پہلا اور قسم ثانی کے تین قسم ہیں ایک وہ کہ خیر غالب ہے شر پر دوم برابر خیر و شر برابر ہوں سوم یہ

ما ليس شر على ما هو شر والى ما يغلب فيه ما هو شر وهذه خمسة اقسام الاول ما لا شر فيه اصلا وهو موجود فان الموجودات التي

الشر غالب ہو خیر پر یہ پانچ قسم ہیں جو قسم کہ بالکل شر سے صاف ہے وہ موجود ہے جیسا کہ ملائکہ انبیا و اولیا ملائکہ

لا تشتمل على امر بالقوة كالعقول لا شر فيها اصلا والثاني ما يغلب فيه ما ليس بشر على ما هو شر وهو ايضا

ہیں داخل ہیں اور جسمیں خیر غالب ہے شر پر وہ بھی موجود ہے

موجود فان الموجودات التي لا يمكن ان تكون على كمالاتها اللائقة بها الا وتكون بحيث يعرض منها

عند ملاقاتها لا تحالفها منع ذلك التي تتبعه عن كماله كالنار فانها لا يمكن ان تكون ما انه في

الحرارة الا وتكون بحيث يعرض منها تفريق اجزاء بعض المركبات بالاحراق تكون لا

محالة من هذا الصنف وظاهر ان مثل هذه الموجودات يكون من شانه الاحالة والاستحالة

نور الانوار من ایجاب الفیض واشراق لا فاضة انتہی وقال الافلاطون الالٰہی الحکیم من حیث ہو ہو نعت

تاثیر سے پس نہیں ہے اوسکو قدرت ایجاد پر جب یہ معلوم ہوا اب جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے خاتم الانبیا کو

وحاف فلا قدرۃ لہ علی الایجاد واذا دریت ہذا فاعلم ان اللہ تعالیٰ قال لنبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رحمۃ جملہ عالموں کی کہا ہے اور معنی خیر کے تو نے جانے اور یہ بھی جانا تو نے کہ وجود خیر ہے اور عدم شر ہے اور یہ بھی جانا کہ ایجاد

رحمۃ للعالمین ومعنی الخیر قد علمت وقد علمت ان الوجود خیر والعدم شر وعلمت ان الایجاد مختص بواجب الوجود سبحانہ فلا بد

مختص ساتھ خدا تعالیٰ کے ہے پس ضرور ہے کہ یہاں کلمہ واسطہ کا مقدر کیا جاوے پس معنی اس آیۃ شریفہ کے یہ ہونگے کہ تو واسطے

ان یقدر الواسطۃ ہہنا فمعنی الآیۃ الشریفۃ وما ارسلناک الا واسطۃ لارادۃ وجود العالمین ودفع عدمہم

ارادہ وجود جملہ عالموں کا اور انکی دفع عدم کا پس خاتم الانبیا واسطہ وجود جملہ عالموں کا ہوا ساتھ اس دلیل متین کے پس

فہو واسطۃ وجود العالمین فہذا البرہان المتین والدلیل المبین فنقول ان نظیرہ لو کان ممکنا فلا یخلوا

کہتا ہوں میں اگر نظیر اوسکا ممکن ہے یا داخل ہے عالم میں یا نہیں دوسرا باطل ہے کیونکہ عالم وہ ہے کہ جو سوائی خدا کے ہے اور ہر

اما ان یکون داخلا فی العالم او لا والثانی باطل لان کل ممکن داخل فی العالم اذ العالم ما سوی اللہ

ہر ممکن داخل عالم میں ہے اور جو چیز خارج عالم سے ہے تو وہ واجب بالذات اور ممتنع بالذات کے ہے اور

والخارج من العالم لیس الا الممتنع بالذات او الواجب بالذات وہذا المخاصم المولوی محمد اسمعیل لا یقول

یہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نظیر خاتم الانبیا کو ممتنع بالذات نہیں کہتا ہے پس وہ یا واجب

ان نظیر نبینا ممتنع بالذات فیکون الواجب بالذات او نظیر الواجب بالذات تعالیٰ عن ذلک

ہوگا یا نظیر واجب بالذات کا نعوذ باللہ من ہذا القول الاسدۃ وبر تقدیر اول سکے وہ نظیر

علوا کبیرا وعلی الاول فیکون ہو المسبب والمعلول ویکون نبینا ہو السبب والعلۃ لوجودہ ودفع عدمہ فلا

مسبب معلول ہوگا اور خاتم الانبیا اوسکا سبب وعلت ہوگا پس وہ نظیر اوسکا ہرگز نہوا پس نظیر اوسکا ہرگز

یکون نظیرہ اصلا فلا یکون نظیرہ ممکنا بل یکون ممتنعا بالذات وہذہ الآیۃ الشریفۃ من افضل الفضائل

ممکن نہیں بلکہ ممتنع بالذات ہے یہ آیۃ شریفہ میرے نزدیک افضل فضائل سے ہے واسطے خاتم الانبیا کے

لخاتم الرسل تلک آیات بینات نتلوہا علیک ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک تعالیٰ

یہ دلائل واضحہ ہمارے [illegible] ہیں اپنے نبی کے فضل وشرف پر خدا ہلاک وبرباد کرے وہابی کو کہ وہ

للوہابی المتعالی اللئیم المقتول الرجیم اذا سمع فضل النبی الکریم ظل وجہہ مسودا وہو کظیم السابع

خاتم الانبیا کے فضل وشرف سنکر رنجیدہ ہوتا ہے ہفتم یہ کہ محدث حاکم نے روایۃ کی ہے کہ

كلام وبالجملة قد صح من هذه الاخبار الصحاح عند الطبع الصراح ان محمد بن عبد الله خاتم الانبياء

حاصل ان جميع اخبار کا یہ ہے کہ محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطہ وجود جملہ ممکنات کا ہے

وواسطة وجود آدم وغيره من الارض والسماء فلا يمكن نظيره اصلا لانه صلعم واسطة وجود آدم وغيره من الموجودات

پس نظیر اوسکا ممکن نہیں ہے کیونکہ نظیر اوسکا وہ ہے کہ جو متصف ہو ساتھ اسی صفت کے یعنی واسطہ وجود جملہ ممکنات

الممكنات ونظيره ان كان لا بد ان يكون موصوفا بهذه الصفات والاتصاف بهذه الاوصاف لا يتصور عند

کا ہونے میں نظیر اوسکا واسطہ وجود جملہ ممکنات کا نزدیک صاحب علم وعقل کے نہیں ہو سکتا ہشتم یہ کہ دیلمی نے ابن مسعود

اهل الانصاف الثامن اخرج الديلمي عن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال النبي صلعم اذا صليتم علي

رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ کہا نبی صلعم نے جب تم مجھپر درود بھیجو تو یون کہو ای خدا تو رحمت و برکت نازل کر اوپر سید و سردار

فاحسنوا الصلوة وقولوا اللهم اجعل صلواتك وبركاتك على سيد المرسلين وامام المتقين وخاتم النبيين

پیغمبرونکی اور امام متقین کے اور خاتم نبیین کے وہ محمد نبی تیرا بندہ اور تیرا پیغمبر اوسکا رتبہ بلند بنا کر جسکو دیکہہ

محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير وامام الرحمة اللهم ابعثه مقاما محمودا الذي وعدته

کر رشک کرین ساری اگلی اور پچھلی اور بیہقی محدث نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے

يغبطه الاولون والاخرون قال الحافظ ابن حجر العسقلاني وفيه عبد الرؤف وهو موثوق عليه واخرج

روایت کئے ہے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی سردار عرب کا ہے اور مین سردار جملہ عالم

البيهقي عن عايشه رضي الله عنها قال النبي صلعم علي سيد العرب وانا سيد العالمين وانت لا يذهب

کا ۱ اور ظاہر ہے کہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردار جملہ انبیا کا اور سردار جملہ عالم کا ہوا

عليك ان كون نبينا سيد المرسلين وسيد العالمين كونه مبعوثا الاولين والاخرين يمنع كون نظيره

اب نظیر اوسکا حسب تقریر سابق کا ممکن نہو گا نہم یہ کہ امام احمد اور ابو یعلی نے ابی ہریرہ سے اور ابن عساکر نے

ممكنا بالتقريرات المذكورة فافهم التاسع اخرج احمد وابو يعلى عن ابي هريرة وابن عساكر عن

حضرت عایشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کئے ہے کہا پیغمبر صلعم نے مین اول

عايشه وابن عباس رضي الله عنهم عن النبي صلعم انا اول من تنشق عنه الارض وانا اول شافع و

اوسکا ہون کہ جو زمین سے اوٹہیگا اور مین اول شافع ہون اگر نظیر اوسکا ہو تو متصف انہین صفتہ ہو گا پس خاتم

نظيره ان كان يكون بهذه الصفات فلا يكون هو صلى الله عليه وآله وسلم اول شافع لان الاولية مثل

و نہ ہوا اول شافع ہو گا کیونکہ اولیت مثل خاتمیت کے چاہتی ہے انحصار فرد واحد مین اور منع کرتے ہے

متوسلاً و متطفلاً به فلا یکون نظیر واحداً الا ان نبینا صلعم المقصود بالذات من کل المخلوقات

چونکہ مقصود بالذات جمیع خلائق سے خاتم الانبیا ہے اور سب ممکنات اوسکے طفیلی ہیں دوازدہم

وسایر المخلوقات متوسل و متطفل به الثانی عشر ان اللہ تعالیٰ اخذ المیثاق عن کل نبی بان

یہ کہ خدا تعالیٰ ہر پیغمبر سے عہد لیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لادین خاتم المحدثین جلال الدین

یومنوا بمحمد صلعم قال خاتم المحدثین جلال الملۃ والدین السیوطی رحمہ اللہ فی انموذج اللبیب و

سیوطی رحمۃ اللہ فی انموذج اللبیب میں کہا ہے خواص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہہ ہے کہ اوسکا

من خصایصہ صلعم ذکر اسمہ فی الاذان فی عہد آدم و الملکوت العلیا و اخذ المیثاق من النبیین

در عہد آدم علیہ السلام اوسکا ذکر ہوتا تھا اور ملائکہ علویہ میں اور خدا نے عہد لیا جملہ انبیا سے

آدم و من بعدہ ان یومنوا بہ و ینصروہ انتہی کلامہ فنظیرہ ان کان ممکناً الا انہم انبیاء

کہ ایمان لادین محمد پر اور اوسکی مدد کرین تمام ہوا کلام اوسکا پس نظیر اوسکا اگر ممکن ہو یا نبی ہوگا یا نبی نہوگا

او لا و علی الثانی فہو نظیر المولوی اسمٰعیل الدہلوی بل افضل منہ بمراتب لا نظیر محمد ابن عبد اللہ الہاشمی

برتقدیر ثانی وہ نظیر مولوی اسمٰعیل دہلوی کا بلکہ بمراتب اوس سے افضل ہوگا نظیر خاتم الانبیا کا نہوگا

و علی الاول فیکون داخلاً فی زمرۃ النبیین اخذ اللہ المیثاق منہم بان یومنوا بمحمد و ینصروہ فیکون من

و برتقدیر اول کے وہ داخل زمرہ انبیا میں ہوگا کہ جنسے خدا نے عہد لیا کہ ایمان لادین محمد پر اور نصرت کرین تو ہوگا

توابعہ فلا یکون نظیرہ الثالث عشر اخرج النسائی و ابن مردویہ عن طریق یزید بن ابی مالک عن

پس وہ توابع محمد سے ہوگا نظیر اوسکا نہوگا سیزدہم یہہ کہ نسائی و ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم قال اتیت لیلۃ اسری بی بدابۃ فوق الحمار و دون البغل

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب معراج کو براق میرے پاس آیا ایک قدم اوسکا منتہائے نظر تھا سوار ہوا میں

خطوہا عند منتہی طرفہا کانت تسخر للانبیاء قبلی فرکبت و معی جبرئیل فسرت فقال انزل

اور ساتھ میری جبرئیل تھا پس سیر کی میں نے کہا جبرئیل نے کہ اوتر تو اور نماز پڑھ پس کیا میں نے ایسا پس کہا تو جانتا ہے یہہ نماز

فصل ففعلت فقال اتدری این صلیت صلیت بطیبۃ و الیہا المہاجر ان شاء اللہ تعالیٰ ثم قال

پڑھی تو نے زمین طیبہ پر وہ مدینہ ہے کہ جہاں تو ہجرت کریگا پھر کہا اوترو اور نماز پڑھ پس کیا میں نے ایسا کہا اوس نے

انزل فصل ففعلت فقال اتدری این صلیت صلیت ببیت لحم حیث ولد عیسیٰ ثم دخلت بیت

پھر نماز پڑھی ہے تو نے مولد عیسیٰ یعنی بیت لحم میں پھر بیت المقدس میں گیا وہاں جملہ انبیا جمع ہوئے جبرئیل نے مجھکو

واحدا وهو صاحب الشرع فانه قال كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد وما قال كنت انسانا او كنت

ضرور ہے پس خبر دی اوسنے کہ مین قبل وجود جملہ انبیا کے نبی تہا اور یہہ انبیا اوسکی نائب تہی دنیا مین تمام

موجودا وليست النبوة الا بالشرع المقرر عليه من عند الله فاخبر انه صاحب النبوة قبل وجود الانبياء

ہوا کلام حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ کا بعض اذکیا نے نزدیک میرے اس تقریر پر یہہ اعتراض کیا کہ جب

الذين هم نوابه في هذه الدنيا انتهى كلامه رفع الله مقامه وشكك بعض الاذكياء لدي على هذا التقرير

عرفا اسکے قایل ہین کہ تعین اول ذات حق تعالے کا حقیقت محمدیہ ہی ہو بلاشک یہہ تعین اول ازلی ہے

انه قد تقرر عند العرفاء العظماء ان التعين الاول لذات الله تعالى هو الحقيقة المحمدية ولا شك ان هذا

نہ حادث زمانی اور قول محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کہ تہا مین نبی قبل وجود آدم کے اشارہ ہے طرف اسی

التعين ازلي لا حادث زماني وقوله صلعم كنت نبيا بين الروح والجسد يشير الى هذه المرتبة المقدمة

مرتبہ متقدمہ کے کہ جسکو تعین اول کہتی ہین اور نبی کے واسطے شرع ضرور ہے کہ افاضہ کری انوار اسکی شرع کی امت پر اور

هي التعين الاول والنبي لابد له من شرع يفيض انواره على اتباعه واشياعه وهو صلعم كان

محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل از ظہور جسمی فایدہ دیتا تہا انبیا کو ساتہہ اپنے روح کے لاکن وہ محمد صلعم قبل از خلق

قبل ظهوره جسما يفيد بروحه على الانبياء السابقين لكن صلعم كان قبل خلق الانسان ايضا

انسان بہی نبی تہا پس ضرور ہے واسطے اسکے ہونا شرع کا اور افاضہ وافادہ کا یعنی یہہ جواب اسکا دیا کہ بلا

نبيا فلا بد له من شرع وافاضة وافادة قلت ان نبينا محمدا صلعم لا شك انه التعين الاول لذات

شک محمد ہمارے نبی ہاشمی صلعم تعین اول ہے ذات حق تعالی کا اور قدیم وازلی ہے اور پہلی ہم بیان کر چکے ہین

واجب الوجود وهذا التعين قديم ازلي وقد علمنا في الدروس السابقة من كلمات العرفاء

کہ اس تعین اول مین صور جمیع ممکنات کے موجود ہین کہ جنکو اعیان ثابتہ کہتے ہین پس روح محمد

الكمل ان هذا التعين الاول فيه صور جميع الاشياء الممكنة فهي الاعيان الثابتة فكان روح

صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل از پیدایش زمین و آسمان و اجرام و اجسام و عناصر کے فیض دیتے

نبينا صلعم قبل خلق السماء والارض والعناصر والاجرام والاجسام تفيض على الاعيان الثابتة

تہے اعیان ثابتہ کو حسب تفاوت درجات و استعداد اونکے علاوہ اسکی محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

حسب تفاوت الدرجات وتخالف الاستعدادات على انه صلعم مبعوث على كافة الممكنات من الجن

مبعوث ہین طرف انسان و جن و ملائکہ کا پس روح اوسکی قبل از خلق اجسام فیض دیتے تہے ملائکہ کو =

والانس والملائکه فکان روحه قبل خلق الاجسام یفیض علی الملائکه وهذه الافاضه والافاده

هی شرعه فی عالم الملاء الاعلی وقال الفاضل العارف الولی مولانا محمد لطیف کشمیری رحمه الله تعالی الرحیم

مرتبه انسان کلی عبارت از تعین [illegible]

دو ذو الجهتین است بجهة آنکه مظهر جمیع حقائق الهی [illegible] مرتبه وجود [illegible]

و امکان مرتبه حضرت جمع الوجود است و این اسم الاحد است [illegible] خلق [illegible]

و جامعیت بالاصاله مخصوص سید انبیاء و بالتبعیه نصیب دیگر انبیاء و اولیاء حقیقت محمدیه علیه التحیه والتسلیم

جامعه شامله علی اللوح المحفوظ والکتاب المبین لا یخرج عن حیطتها شیء من العالمین من العلیین

والسفلیین والاولین والاخرین وهو الاب الحقیقی والباقی کالبنین فخلیفه الله حقیقی حضرت خاتم النبیین

است و انبیاء دیگر نواب و خلفاء آن سرور کائنات اند پس سایر ارباب نبوه با وجود شرف

پیغمبریت استفاده و استفاضه از آن سرور نموده غایه ما فی الباب تفاوت تفاضل علی حسب

تفاوت الاستعدادات در مراتب استفاضه است حضرت خضر علیه السلام با وجود تشریف

وعلمناه من لدنا علما و نسبت تعلیم او بموسی علیه السلام در عالم حس نیز بحضرت سید المرسلین احمد

الممکن بامر تقبه [illegible]

سے مراتب الٰہیہ و کونیہ سے یا نہیں بر تقدیر ثانی داخل عالم و ممکن ہوگا در تقدیر اول یک فرد ہے ان افراد سے کہ

وعلی الاول فیکون فرد من الافراد التی حیطت بہا الحقیقۃ المحمدیۃ فلا یکون نظیر الہ اصلا ولسان التعبیر

جنکو حقیقت محمدیہ محیط ہے پس نظیر اوسکا نہوگا ہشتدہم یہہ کہ جملہ کبرا اوملت نے اتفاق کیا ہے کہ شریعت محمدیہ کو دائم مستمر ہے

ان عظمار الملۃ و کبراء الشریعۃ اجمعوا علی ان الشریعۃ المحمدیۃ ستمرۃ ابدا مستمرۃ دائما الی مرور الدہور

اور بہہ شریعت ہرگز قابل نسخ کے نہیں اور امکان نبی کا بعد اوسکے مفاد ہے اسکے پس ہرگز نبی بعد اوسکی ممکن نہوا نظیر ہے

وعبور القرون والشہور ولا تنسخ دینہ ولیس فیہ قبول النسخ اصلا وامکان نبی بعدہ ینافی ذلک

اوسکا ہرگز ممکن نہوگا کیونکہ نظیر اوسکا فرد ہے سکی نبی ہو دے ہشتدہم یہہ کہ ہم مقدمہ ثالثہ میں بیان کر چکے ہیں کہ جملہ

فلما لم یکن نبی بعدہ لا یمکن نظیرہ ایضا لان نظیرہ لا بد ان یکون نبیا الثامن عشر انا قد علمناک فی المقدمۃ

اہل معرفت اسکی قائل ہیں کہ علم فعلی خدا تعالیٰ کا حقیقت محمدیہ ہے جامع صور جملہ ممکنات کو پس اگر نظیر اوسکا ممکن ہو

الثالثۃ من اقوال اہل المعرفۃ ان العلم الفعلی لہ سبحانہ تعالیٰ ہو الحقیقۃ المحمدیۃ الجامعۃ لصور جمیع الاشیاء

تو وہ بہی اس صفت ہوگا ورنہ نظیر اوسکا نہوگا اور ظاہر ہے کہ یہہ نظیر ممکن موجود بالفعل نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی

الممکنۃ لہ تعالیٰ فلو کان نظیرہ ممکنا لکان بہذہ الصفۃ و کالّا لم یکن لہ نظیرا ومن البین ان ہذا النظیر الممکن

کے نہیں ہے بلکہ موجود بالقوۃ ہے قدرۃ خدا تعالیٰ میں پس بعض علم فعلی خدا کا موجود بالقوہ ہوگا علم فعلی خدا کا تمام

لیس موجودا بالفعل عند ہذا الرجل المخاصم المولوی اسمٰعیل بل ہو موجود بالقوۃ فی قدرتہ تعالیٰ

موجود بالفعل نہوگا اور اسکا کوئے اہل عقل اہل ایمان قائل نہیں ہے

فیکون بعض العلم الفعلی لہ سبحانہ و تعالیٰ موجودا بالقوۃ فلا یکون العلم الفعلی لہ سبحانہ تعالیٰ بتمامہ موجودا بالفعل

وہذا القول لا یقول بہ ذو الایمان و ذو العقل التاسع عشر ان العرفاء المحمدیۃ والاولیاء الاحمدیۃ الذین ہم

نوزدہم یہہ کہ جملہ عرفاء و اولیاء محمدیہ کہتے ہیں کہ معلول اول خدا تعالیٰ

المستمدون فی سائر الاقوال والمستمدون فی النوب الاحوال قد اجمعوا علی ان الصادر الاول منہ سبحانہ

کا حقیقت محمدیہ ہے لاکن بعض کلمات سے اونکی ظاہر ہے کہ عقل اول حقیقت محمدیہ کا مظہر اول وظل اول ہے جیسا کہ مقدمہ

تعالیٰ ہو الحقیقۃ المحمدیۃ لکن لیظہر من بعض کلماتہم ان العقل الاول ہو الظل الاول والمظہر الاول للحقیقۃ

ثالثہ میں گذرا اور بعض کلمات سے اونکی ظاہر ہے کہ عقل اول کا نام حقیقت محمدیہ ہے

المحمدیہ کما عرفت [illegible]

قال الیمنی فی الفواتح عقل اول کہ محیط است بحقایق اشیاء بر وجہ اجمال و اوراعرش مجید

و لوح قضا و ام الکتاب و قلم اعلی و روح قدس و روح اعظم و حقیقت محمدیہ و درۃ بیضا و ظل اول
محقق کامل مدرس سہالی نے عروۃ الوثقی کے بحث

و عقاب گویند و قال المحقق السہالی فی العروۃ الوثقی فی مبحث العلم الفعلی لہ سبحانہ و تعالیٰ لا فرق
علم فعلی میں کہا ہے واجب الوجود اور ممکن میں فرق تعیین و ابہام و تقیید و اطلاق کا ہے پس ذات خدا تعالیٰ باعتبار نفس خود

بین الموجب و الممکن الا بالتعیین و الابہام او بالتقیید و الاطلاق فذاتہ تعالیٰ اذا اعتبر بنفسہا بلا
لا اعتبار تعین و خصوصیت کے حق مطلق ہے اور واجب الوجود ہے اور باعتبار کسی تعین کے

اعتبار تعین و خصوصیۃ و قید تنزیہی او تشبیہی فہو الحق المطلق و المرتبۃ الواجبۃ و ہو نفس الوجود
تعینات تنزیہیہ و تشبیہیہ کے ممکن ہے پس ممکن کے حقیقت نہیں ہے مگر اعتبار نفس وجود کا مع کسی

[illegible] الممکن و لا حقیقۃ لہ الا اعتبار نفس
تعین کے تعینات لا متناہیہ سے اور تعینات جملہ انتزاعیہ و اعتباریہ ہیں پس یہ تعینات منتزعہ ذات خدا سے

الوجود مع تعین ما من تعینات ہ اللا متناہیۃ و قید من القیود الغیر المحصورۃ و التعینات کلہا انتزاعیات و
ما ہیں حقیقت کر حاضر ہیں نزدیک خدا کے اور آئینہ ہیں واسطے مشاہدہ عالم امکان کے انکو اعیان ثابتہ کہتے

اعتباریات فہذہ التعینات المنتزعۃ من الذات بما ہی حاضرۃ عندہ تعالیٰ و مراۃ المشاہدۃ عالم الامکان
ہیں پس انہیں اعیان ثابتہ کو باعتبار علم و جامعیت جمیع مراتب علویہ و سفلیہ کے حقیقت محمدیہ کہتے ہیں پس یہ تعینات

ہی المسماۃ بالاعیان الثابتۃ ثم ہذہ ہی المسماۃ بالحقیقۃ المحمدیۃ فی الحضرۃ العلمیۃ لجامعیتہا جمیع المراتب
منتزعہ معتبرہ مع ذات کے مع قطع نظر جمعیت و لاجمعیت سے اعیان ثابتہ ہیں اور مع اعتبار جمعیت کے حقیقت محمدیہ

العلویۃ و السفلیۃ فتلک التعینات المنتزعۃ المعتبرۃ مع الذات مع قطع النظر عن جمعیتہا و لا جمعیتہا
ہیں اور عالم ہے اور نفس اسکا عقل ہے اور وہ جو پیغمبر صلعم فرمایا کہ اول سب سے خدا نے عقل کو پیدا کیا وہ اسی طرف

ہی الاعیان الثابتۃ و ہی مع اعتبار جمعیتہا ہی الحقیقۃ المحمدیۃ علما و العقل عینہا المشار الیہ بقولہ صلعم
اشارہ ہے وہ نور محمدی ہے جیسا کہ کہا اول سب سے خدا نے میرا نور پیدا کیا اور باعتبار عینیات ہے یہی

فان الاشياء كلها فيه لا يمكن مثله انتهى كلامه ملخصاً العشرون انه قد تصرحت بالاخبار الصحاح و

بیشتم یہ کہ مجھکو اخبار صحیحہ و اقوال عرفا سے ثابت ہوا کہ

بالاقوال العرفاء المزكية للارواح ان نبينا الامي محمد بن عبد الله الهاشمي صلعم اول الممكنات

پیغمبر ہمارا محمد بن عبد اللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اول جملہ ممکنات کا ہے بوجود علمی و ثبوت ظلی کے اور نظیر ممکن

الموجودات بل خمسة الامريات بالوجود العلمي والثبوت الظلي ونظيره الممكن في صدد هذا الرجل الذي صرح المركبانه

کا اوسکی وجود فقط ذہن میں مولوی اسمعیل اور او سکے اتباع کے ہے علم خدا تعالے اور علم اور عالم معقول سے اسلئے کہ بعدم

كذا انه لا وجود في زعم هذا الرجل فقط لا في علم الله تعالى ولا في علوم العقول المفارقات القادمات فقد

میں ہرگز وجود نہیں ہے اور جمیع حکما نے تصریح کی ہے جو چیز طرف خدا تعالے کے امکان و صدور میں قریب ہے وہ اشرف ہے

تقرر في مدارك الحكماء واذكر في مشاعر الفضلاء ان كل ما هو اقرب الى الباري تعالى بالممكنة والصدور

اور سب سے کہ جو امکان و صدور میں بعید ہی پس پیغمبر ہمارا محمد صلعم اعلیٰ و اشرف ہے بمراتب غیر متناہیہ اور نہیں ہے کہ جو تمام عدم

فهو اعلى واشرف مما هو ابعد من هذا الاقرب في الصدور والوجود من الجاعل الفياض فنبينا صلعم

میں ہے ایک پوشیدہ ہے اور بالقوة ذہن میں مولوی اسمعیل دہلوی کے پس یہی ممکن بالقوة کہ ہنوز معدوم ہے

يكون اعلى واشرف بمراتب غير متناهية عن هذا النبي الذي هو في كتم الامكان بعد في زعم هذا

ہرگز خاتم الانبیاء کا نہیں ہو سکتا اسلئے کہ وہ اول مخلوقات ہے اقرب ہے وجود و صدور امکان میں طرف خالق

الرجل فلا يكون هذا الممكن في زعمه نظيرا له صلعم لان النظير ان يكون مماثلا في الشرف والكمال والبهاء ومن

کے اور نظیر چاہیے کہ جو صفات میں برابر ہے تیسرے یہ کہ ارسطو نے اثولوجیا کے میمر ہم میں کہا ہے معلول حقیقی بعید ہو

نظيره قال المعلم الاول للمشائين ارسطاطاليس في الميمر التاسع من اثولوجيا ان المعلول كلما بعد عن العلة الاولى وكانت

سے تعالی سے اور وسایط کثیرہ ہوں وسیلے اور جتنا ادنے کمتر درجہ کا ہوگا اور فیثاغورس کہ جو حضرت

المتوسطات الكثيرات بين العلة الاولى اخس قبولا وقال الفيلسوف المعظم والحكيم المكرم الذي اقتبس انوار الحكمة

سلیمان بن داود علیہما الصلوة والسلام کا شاگرد ہی کہتا ہے جسقدر اور مولا میں وسایط کثیر ہوں وہ ویسا ہی بعد سے

من مشكوة نبوة سليمان بن داود عليهما السلام اعني الحكيم فيثاغورس من كانت الوسايط بينه وبين الاول

میں ناقص ہے اور شیخ بو علی سینا نے الٰہیات شفا کے دسویں مقالہ کے فصل اول میں کہا ہے وجود کو ابتدا ہوتی ہے

اكثر فهو في مرتبة العبودية انقص وقال الشيخ الرئيس في الفصل الاول من المقالة العاشرة من الالهيات

نزدیک خدا تعالی سے پس جو بعید ادنی درجہ کا ہے قریب سے اور اسیطرح سے ہمیشہ انحطاط درجہ کا چلا آتا ہے

الشفاء ان الوجود اذا ابتدأ من عند الاول لم يزل كل تال منه ادون مرتبة من الاول ولا يزال ينحط

اول درجہ کے ملائکہ روحانیہ مجردہ ہیں کہ عقول کہتے ہیں پس مرتبہ ملائکہ روحانیہ کا ہے کہ جنکو نفوس کہتے ہیں اور یہ

درجات فاول ذلک درجة الملائكة الروحانية المجردة التي تسمى عقولا ثم مراتب الملائكة الروحانية

ملائکہ علیہ ہیں تمام ہوا پارہ اوسکی کلام کا اور اسیواسطے جملہ حکما نے کہا ہے کہ معلول اول اشرف

التي تسمى نفوسا وهي الملائكة العملية انتهى بقدر من كلامه ولهذا قال الحكماء قاطبة والفلاسفة كافة ان

و اعلی ہے جملہ ممکنات سے شیخ شہاب الدین سہروردی اشراقی نے اسمیں نہایت خوض کرکے اسکو مطارحات

المعلول الاول اشرف و اعلى من جميع الممكنات والشيخ المقتول الالهي قد خاض فيه خوضا عميقا و

میں مدلل بیان کیا ہے اسطور پر کہ جو چیز کہ خدا تعالی سے اول صادر ہووے ضرور ہے کہ جملہ ممکنات سے کوئی

فاز به تحقيقا حيث قال في المطارحات وحكمة الاشراق مستدلا على هذه القاعدة الشريفة والضابطة

شئی اوس سے افضل ہووے اگر طباع امکان میں کوئی شی ہو کہ اوس سے افضل ہووے پس یہ افضل یا درجہ معلول

الكريمة ان اول ما صدر عنه تعالى يجب ان لا يكون افضل منه شيء اصلا من الممكنات لانه ان صح ان

اول میں موجود ہوگا یا درجہ اخیر میں یا موجود ہرگز نہو گا اگر درجہ معلول اول میں موجود ہو لازم آوے صدور کثیر کا مقا

يسع طباع الامكان ما يكون اشرف منه فلا يخلو اما ان يوجد ذلك في درجة وجود هذا او في درجة

واحد من حیث ہو واحد سے اور یہ محال ہے اور اگر بعد درجہ معلول اول کے موجود ہووے معلول اول اوسکی علت ہوگا

اخرى متاخرة واما ان لا يوجد اصلا فان وجد في درجة هذا لزم ان يصدر عن الواحد من حيث

یا نیز علت کا پس معلول مرا بدا ہی اشرف ہوگا علت سے اور یہ ہی محال ہے اور اگر باوجود امکان ذاتی اسکے موجود

هو واحد اثنان معا وهو ممتنع او في درجة اخرى بعد درجة هذا فكان هذا المقدم عليه بالدرجة علة

نہووی پس کہتے ہیں ہم کہ مناط اوسکی صدور کا جاعل ہے اوسکا امکان ہے فقط پس عدم دخول اسکا عالم وجود میں

لوجوده او جزء من علته فيلزم ان يكون المعلول الاخرى لا بداعي اشرف من علته وهو محال ولو

بسبب عدم علت کے ہوگا کہ وہ بسبب اپنے شرف و فضل کے جاعل اشرف و اعلی چاہتا ہے جاعل عقل

لم يوجد اصلا وهو ممكن الوجود بالذات والمصحح لصدوره عن المبدع الامكان فيلزم ان يكون عدم

اول سے کہ وہ صادر اول ہے اور اس صادر اول کا جاعل خدا تعالی ہے پس وہ اب جاعل چاہتا ہے کہ جو

دخوله في الوجود من اقتضاء عدم علة من حيث انه بمرتبة شرفه وفضله يستدعي جاعلا اتم واجد من

خدا تعالی سے اشرف اعلی ہووے اور یہ محال ہے اور مستلزم محال کو محال ہے نہ ممکن تمام ہوا کلام شیخ

وصفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم کما مر مفصلا وہذا الکلام انما مفادہ علی ان خاتم الانبیاء والعقل الاول متساویان

ان سیاق سے ہے اور ایک دوسری کا نظیر ہے شرف و کمال میں اور عرفا یہہ کہتے ہیں کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو جامع

فی المرتبۃ وکل منہما نظیر للاخر فی الشرف والکمال ومشرب اہل العرفان ومذاق اصحاب الایقان

جمیع شیون و اعتبارات ممکنہ کے ہے وہی عقل اول ہے یا یہہ کہ عقل اول ظل ہے اور روح محمدی اصل ہے اور ان ہر دو میں

ان العقل الاول ہو الروح الاقدس المحمدی الجامع لجمیع الشیون والاعتبارات من الممکنات

بڑا فرق ہے

او ان العقل الاول ظل والروح المحمدی اصل فاین ہذا من ذلک وبینہما فرقان مستبین

اشعار روح اقدس محمدی ہی عقل اول مثل جسکا نہیں ممکن آسکی شبہ و بدل

حق نے قرآن میں بولا ہی اوسی لفظ قل مظہر ذات خدا جسکو کہین عز و جل مثل سی اوسکی

جو دیکہا تو مبرا پایا وسعت لوح ابد وسعت قرطاس ازل علم فعلی و ارادہ میں نظیر اوسکا نہیں

محض لاشی ہی گیا قدرت حق سی بہی محل مثل کر ختم نبوت کا ہو ممکن بیشک خبر و علم

عنایت ہو خدا کا محتمل معتقد اسکا بہلا کون ہی انسان ذی ہوش قائل اسکا وہ ہے

جسکو کہین لایعقل قدرت حق تو مسلم ہی نہیں اوسمین قصور شرط مقدور کی پر بیشک ہے کہ محال

ہو محل محض معدوم محل ختم کا ہی لیکن ایک آل ہاشم سی محمد ہی مبجل امثل مثل کا

اوسکی جو اگر و تصور گذرا بہی ہاتف نے کہا مجکو افق لا تجہل اقوال من رجال اولی

علماء سابقین سے اقوال

كمال ونقول من فحول ذوي عقول قال عارف الباري عبد الله الانصاري الهروي ان الله تعالى

دربارہ ممانعت وجود مثلیت نظیر خاتم الانبیاء کے منقول ہیں عارف باللہ حضرت عبد اللہ انصاری ہروی نے کہا ہے خدا تعالی علیم حکیم

حكيم عليم فياض جواد ابدع الامريات وخلق الجسمانيات لا يتناهى فيضه ولا يحصى جوده ومعطي بحكمته حسب

و فیاض و جواد ہے پیدا کیا اوسنے مجردات و مادیات کو اور اسکا فیض و جود غیر متناہی ہے اپنے حکمت سے حسب قابلیت مادہ کے فیض

قابلية المواد ويفيض بعناية بتفاوت الاستعداد على المفارقات والماديات المواد وما منا

دیتا ہے اور اپنی عنایت سے مجردات و مادیات کو اونکے استعداد کے موافق عطا کرتا ہے چنانچہ ملائکہ کا قول ہے ہر ایک شخص کو ہم میں سے ایک

الا له مقام معلوم وقال ولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض ولكن ينزل بقدر ما يشاء

معین ہے اور کہا خدا نے بعض بندے خدا کے وہ ہیں اگر اونکو کشایش رزق دے تو فساد کریں زمین پر سو عطا کرتا ہے اونکو بقدر قوت

وقال ولو علم الله فيهم خيرا لاسمعهم ولو اسمعهم لتولوا فلا القصور والنقصان في فيضه وجوده وقدرته

لا یموت کے دیتا ہے اور کہا اوسنے اگر خدا اونمیں بہتری جانتا تو اونکو سماعت دیتا اور دی بر تقدیر سماعت دینے کے بھی ایمان نہ لاتے

ورحمته التي وسعت كل شيء انما القصور والخطاء في الممكنات حسب تفاوت الدرجات في القابليات

اوسکے فیض و جود و رحمت میں کچھ نقصان و فتور نہیں ہے فتور و خطاء ممکنات میں ہے سبب بلندی و کمی استعداد کے جسے ہر ممکن اوسکے

والاستعدادات يغترف كل ممكن من حياض فيوضه على حسب صلوحه ويشرب كل جار من صهاريج

حوض فیض سے حسب قابلیت کے پانی لیتا ہے اور حسب استعداد اصلی اپنے کے سیراب ہوتا ہے اور کامل تر بہ جملہ ممکنات سے اوسکے

جوده حسب استعداده وابلغ الخلائق واكمل القسط من بحار نعمائه المعنوية والائه الروحانية من

نعمتوں روحانیہ و معنویہ سے معلول اول کو ہی کہ وہ روح محمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے جو کمال عطا کئے

سائر الممكنات هو التجلي الاول والمظهر الاكمل اعني روح محمد خاتم الانبياء صلعم فما ناله من فيضه الجميل لغي

اوسکو عطا کیا ہے اوسکے غیر کو ممکن نہیں ہے نہ مجردات نہ جسمانیات سے بلکہ ہر ممکن تا ابد الاباد بطفیل اسی خاتم الانبیاء کے

ليس يمكن لغيره من الامريات والخلقيات بل كل ممكن من الممكنات الى ابد الاباد يرتوي وجوده

فیض باریتعالی سے سیراب ہوتا ہے حسب استعداد اپنے کے اور منکر اسکا ملحد ہے تمام ہوا کلام عارف عبد اللہ انصاری

من سحاب رب العالمين بطفيل هذا التجلي الاول سيد الانبياء والمرسلين حسب الصلوح والاستعداد ومنكره

کا اور ظاہر ہے کہ قول اسکا کہ جو کمال عطا کئے اوسکو عطا کیا اوسکے غیر کو ممکن نہیں ہے باواز بلند یہ کہتا ہے کہ نظیر اوسکا ممکن نہیں

جاهد في الالحاد انتهى كلامه الهادي الى الرشاد وانت تعلم ان قوله فما ناله من فيضه البالغ لا يمكن لغيره

کیونکہ نظیر اوسکا منزلہ ہے کہ ہمسر مرتبہ کامل ہو وے ورنہ نظیر اوسکا ہرگز نہو گا

وقال المحدث عبد الرؤف المناوی فی شرح الجامع الصغیر للحافظ السیوطی فی شرح قوله تعالیٰ

جلال الدین سیوطی نے جو جامع صغیر ہیں قول خدا تعالیٰ کا مطلب لیا کہ میں خدا یکتا و واحد ہوں تو عبد الرؤف مناوی نے شرح

انا الله الاحد فانه نفی المعنی یا مذکره من التعدد او فرض له ولد یکون مثله فلا یکون ذا لک قال

شرح میں کہا ہے کہ کلمہ احد سے نفی اس چیز کے کہ جو ساتھ اس کے عدد ہو یا نظامری اگر اوسکا بیٹا فرض کیا جاوے تو ہوگا

الله تعالیٰ فی حق المصطفیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله

مثل جو کا پس وہ یکتا اور واحد ہو کا خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کہا ہے کہ وہ تم مردوں سے ہوکر کسیکے

خاتم النبیین لانه لو کان له ولد لکان مثله فی النبوة فلم یکن خاتم النبیین فما معنی لا ستدرا

اگر اوسکے بیٹا ہوگا وہ مثل اوسکے ہوگا نبوۃ میں پس خاتم انبیا اور خاتم انبیا نہ ہوگا

فی قوله ولکن رسول الله انتهی کلامه وقال العارف الجلیل والعالم النبیل الفائق علی الاقران والاشباه

حضرت عارف باللہ مولانا [illegible] اویسی رہ نے کلام سے [illegible]

الحلیم المنیب الی الله فداه الحافظ امان الله پانی پتی قدس سره واعاض علینا نوره فی شرح اللوائح اشعار

الانبیا کا محال ہونا ثابت ہے

محمد شہ انبیا و رسل	ہست ہستی ذات حق جز وکل	ہمو عقل اول ہمو شد قلم
ہمو علم فعلی بپاک قدم	بزاد و ختم شد چون تمام کمال	نظیر شریفش لا محاله محال

واخرج ابوداود عن ابی اسحق ان علی ابن ابی طالب رضی الله عنه نظر الی ابنه الحسن وقال

ابو داود نے حضرت مرتضی علی سے روایت کی ہے کہ او نہوں نے بیٹے فرزند حضرت امام حسن دیکھکر فرمایا کہ اسکی پشت سے

سیخرج من صلبه رجل یسمی باسم نبیکم یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق یملا الارض قسطا وعدلا

ایک مرد ظاہر ہوگا نام اوسکا محمد ہوگا صفات جسمانی میں مشابہ خاتم انبیا کے ہوگا اور صفات روحانیہ میں مشابہ

وقال شارح الاشعة الخلق بفتح الخاء هو الصفة الجسمانیة من الطول والعظم والصباحة والملاحة

نہوگا زمین کو عدل سے بھر یگا شارح اشعۃ نے اس حدیث کو ذکر کرکے حضرت مرتضی علی علیہ السلام حضرت مہدی

وغیرها والخلق بضم الخاء هو الوصف النفسانی والنعت الروحانی وانما نفی علی رضی الله تعالیٰ عنه

[illegible] علیہ السلام سے مشابہ ہونا [illegible] خاتم الانبیا کے ہوا میں نفی کی ہے کہ صفات روحانیہ خاتم الانبیا سے

وانتم تعلمون فیما قال الفاضل محمد صادق الحلوائی فی خطبة رسالة المغالطة کلامی ہذا کاذب

فاضل محمد صادق حلوائی نے رسالہ مغالطہ کلامی ہذا کاذب کے خطبہ مین کہا ہے حمد ہے خدا کو

البارعة فی خطبة رسالة النقیض الحمد للہ الذی لا نقیض لہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ الذی

رسالہ نقیض کے خطبہ مین کہا ہے حمد اوس خدا کے کہ جسکے نقیض نہین ہے اور درود اوس پیغمبر پر کہ جسکا نظیر

لا نظیر لہ ای لا نظیر لہ لا بالقوۃ ولا بالفعل لقرینة قولہ الحمد للہ الذی لا نقیض لہ ای لا نقیض لہ

نہین ہے یعنی نظیر اوسکا بالفعل ہے و نہ بالقوہ جیسا کہ کہا اوسنے حمد اوس خدا کے کہ جسکا نقیض نہین ہے یعنی

لا بالقوۃ ولا بالفعل وقال الامام الحافظ المستند فی الفقہ والحدیث المشہور بامام توربشتی فی کتابہ

نقیض خدا کا نہ بالفعل ہے نہ بالقوہ

المسمی بمعتمد و مراد از خاتم النبیین اینست کہ یعنی نبوت را مہر کرد و نبوت بآن او تمام شد یا

بآن معنی کہ حق تعالی پیغمبر ان را بوی ختم کرد و ختم خدا حکم خداست یا آنچہ از ان نخواہد گردید چنانکہ

ختم اللہ علی قلوبہم گفت بر دلہای کافران مہر نہاد یعنی حکم کرد کہ ایشان ہرگز ایمان نیارند و

ختم را بآن معنی نیز گویند کہ بآخر رسید قرآنرا ختم کردم یعنی گویند بآخر قرآن رسیدیم و تا آن

سورہ را کہ آخر باقی باشد نتوان گفت کہ ختم کردیم اگر بر ہر وجہ گویند کہ آخر انبیاست توان گفت

واحادیث بسیار از رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ مسطور است کہ نبوت بآمدن وی تمام شد

بعضی از وی [illegible] این [illegible] در میان انبیا [illegible] آنست کہ آنرا بگشت و بیان [illegible]

من کلام المولوی اسمٰعیل اہانۃ النبی حتی اسرع الی تکفیرہ والقول بامکان نظیرہ فقط و

ہے غیر کو اختیار سے جو چاہے کرے

ان کان عقلا ونقلا بعیدا غایۃ البعد عن قدرہ الحق وصراط الصدق لکنہ لایستوجب اہانۃ

النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند لقلب المصنف المعرض عن التعسف ہذا ما عندی و

لغیری ما عندہ فقط

قطعہ تاریخ

انتہی قولی وتمت فکرتی — فی کرامات النبی المستنیر

سلت عن رب الفلق تاریخہ — قال ورحہ کلام لانظیر

۱۲۸۴

رب عفی ارخ النور ما لنا الخیر — بمحمد والحسن وصحبہ وزبیر

الحمد للہ الذی خالق الارض والسماء والصلوۃ والسلام علی زمر الرسل والانبیاء لاسیما علی من ہو

سیدہم وخاتمہم بالبراہین والادلا رایں کتاب مستطاب مسمی تنزیل التندیر فی نظیر

الى قوله ان حقيقة الواجب تعالى عند الحكماء هو الوجود البحت القائم بذاته المعرّى في ذاته عن جميع القيود والاعتبارات فهو اذن موجود بذاته متشخص بذاته عالم بذاته قادر بذاته يعني
بذاته ان ينوب ذاته مناب الصفات في جميع صفاته يوجبه السبقة التي لا اكثر فيها الوجوه من الوجود انتهى كلامه ملخصا ١٢ امت سلمه ربه — حاشية متعلقة صفحه ١٣

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه آه قال الامام الهمام من حكماء الاسلام فخر الملة والدين الرازي رحمه الله في تفسيره هذه الآية الشريفة والعلامة البيضاوي في تفسيره اقتفى اثره والتبعيد
توسعه وهذا تعبير ممكن على سبيل الحقيقة فمعناه انه اذا اعتقد الانسان في عمل من الاعمال ان نفعه زائد وخيره راجح مال طبعه اليه وقوى تحصيله فسميت هذه الحالة سعة الصدر وان حصل
في القلب اعتقاد او ظن بكون ذلك العمل على ضرر زائد مفسدة راجحة دعاه ذلك الى تركه وحصل في النفس نبوة عن قبوله فيقال لهذه الحالة ضيق الصدر والحرج بالفتح جمع حرجة
وهو الموضع الكثير الاشجار المستمسك الذي لا طريق فيه فكذلك قلب الكافر ومعنى يصعد في السماء كانما يزاول امرا غير ممكن لان صعود السماء مما يمتنع ويبعد عن الاستطاعة قال
الاشعري ان هذه الآية دلت على ان الهداية والضلال من الله تعالى لان العبد قادر على الايمان والكفر وقدرته بالنسبة الى الامرين سواء فلا يترجح احدهما الا لداعية ولا معنى للداعية
الا اعتقاده او ظنه بكون ذلك الشغل مشتملا على خير ومصلحة ومجموع القدرة مع الداعي يوجب الفعل والايمان فينتهي ذلك الداعي الى خلق الله دفعا للتسلسل فاذا خلق الله تعالى في قلبه
اعتقاد ان الايمان راجح المنفعة وهو المراد بشرح الصدر مال القلب اليه واذا خلق في قلبه اعتقاد ان الايمان بمحمد صلى الله عليه وآله وسلم سبب للمفسدة الدنيوية او الدينية فما تبعه
عنه وهو ضيق الصدر وقال المعتزلي انه لا دلالة في الآية على قولكم لانه ليس فيها اكثر من انه اذا اراد ان يهدي انسانا او يضله فعل به كيت وكيت وليس فيها انه اراد ذلك ام لم يرد فاجاب
عنه ان قوله تعالى كذلك يجعل الله الرجس آه تصريح بانه فعل بالكافر ذلك الاضلال والمشار اليه بهذا في قوله وهذا صراط ربك ما بيناه وهو ان الفعل يتوقف على الداعي وحصول الداعي
من الله تعالى فيكون فعل العبد من الله تعالى فاسناد الكل الى قضاء الله وقدره وقد بين سبحانه وتعالى صحة القول بالقضاء والقدر في آيات كثيرة من هذه السورة وختم الآية بقوله
لقوم يذكرون لانه تقرر في عقل كل واحد ان احد طرفي الممكن لا يترجح على الآخر الا لمرجح فكانه تعالى يقول للمعتزلي تذكر ما تقرر في عقلك ان الممكن لا يترجح احد طرفيه الا لمرجح حتى
يزول الشبهة عن قلبك فان حصول الفعل عن القادر لو لم يتوقف على الداعي مع تساوي طرفيه وجب ان يحصل هذا الاستغناء في كل الممكنات وحينئذ يلزم نفي الصانع والتاثير
والمؤثر انتهى كلامه ملخصا ١٢ امت سلمه ربه — حاشية متعلقة صفحه ٣٩ قوله لان المعلوم ما لم يصدر لم يمكن تعلق العلم به آه اقول فيه بحث وهو انه
ان اراد من العلم في قوله لم يمكن تعلق العلم به العلم الانفعالي الذي هو بعد الايجاد فمسلم انه يتعلق بالمعلوم بعد صدوره عن فاعله لكنه ليس من الكمالات الذاتية وان اراد به العلم الفعلي الذي هو
قبل الايجاد وسبب الوجود الخارجي للمعلوم فلا نم ان المعلوم ما لم يصدر عن الفاعل لم يمكن تعلق العلم الفعلي به والا لم يكن العلم الفعلي علما فعليا وسيعلم مما يأتي ان شاء الله تعالى امت سلمه
وقد اجاب البعض عن التمسك المذكور بان الموجودات باسرها مجردة كانت او مادية قديمة او جديدة صدرت عنه تعالى دفعة واحدة في الدهر حاضرة عنده تعالى ومعلومة له بالعلم الحضوري و
في ظرف الدهر ليس بين الاشياء تقدم وتاخر ولا مضي ولا استقبال ولا تغير ولا تبدل لان هذا الظرف معية صرفة وانما التقدم والتاخر والتبدل والمضي والاستقبال فيما بينها في ظرف
الزمان فقط والاشياء الزمانية كلها حاضرة عنده تعالى في حدود از منتها والزمان كله مع جملة ما فيه حاضر عنده تعالى في الدهر وليست هي معدومة بالحقيقة انما هي غيبوبة زمانية فالمعدوم
الزماني غائب في جزء من الزمان وحاضر في جزء آخر منه وليس معدوما محضا وهذا الرأي قد رضي به السيد الهروي في حاشيته على شرح المواقف وحاشيته شرح الرسالة وقائل هذا القول
يقول ايضا ان الدهر انما هو نفس الوجود الواقعي في حد ذاته تعالى ونفس الامر بحد عليه الا ان كون الممكنات بشراشرها موجودة قديمة في الدهر وحاضرة عنده تعالى انما يلزم منه كونه
تعالى عالما بها بوجوداتها العينية وهو ليس علما فعليا متقدما على الايجاد وانما الكلام فيه وهذا العالم وان كان موجودا قديما دهريا لكنه معلول له تعالى فيكون متاخرا عنه وان كان تاخرا
ذاتيا فيكون في المرتبة المتقدمة التي هي للواجب من حيثية الصانعية علم متعلق بجزء العالم ولا بد له من علم بالمعلوم الموجود وليس هذا العالم بوجوده العيني في هذه المرتبة فرجع الاشكال
قهقرى والجواب عنه بان هذا العالم صادر عنه بالرضا ليس مما يرضى به لان صدور الموجود العيني قبل سبق العلم ليس بجيد عند ذي العلم وثانيا ان جمهور الحكماء من المشائين
يقولون في اثبات الزمان ان الزمانيات فيها التقدم والتاخر بالعرض وفي اجزاء الزمان تقدم وتاخر بالذات في نفس الامر وبناء على هذا القول الدهري لا يصح هذا الحكم منهم اصلا ثم هذا القول فاسد
بوجوه شتى قد ذكرناها في المبسوط ١٢ امت سلمه ربه — حاشية متعلقة صفحه ٦٦ وقد اجاب عن اصل الاشكال السيد الهروي في شرح الرسالة ان للعلم ثلثة
معان الاول المعنى المصدري والثاني مبدأ الانكشاف والثالث الحاضر عند الذات المدركة اما الاول فهو امر انتزاعي واما الثاني فهو نفس المعنى الثالث في الممكنات واما
الثالث فهو في العلم الحضوري عين المعلوم وفي العلم الحصولي غيره وقد تحقق في الواجب جميع تلك المعاني لكن ما هو عينه هو المعنى الثاني وهو مبدأ الانكشاف جميع الاشياء عنده
فهو كالصورة المتعلقة بجميع الاشياء فكما ان الصورة العلمية منشأ الانكشاف لمن حصل له تلك الصورة المدرك عنده منكشف سواء كان ذلك المدرك موجودا او معدوما فكذا
هذا النحو من العلم للواجب تعالى منشأ الانكشاف جميع الاشياء عنده وجميع الاشياء معلوم له سواء كانت الاشياء موجودة او معدومة وقال في الحاشية المتعلقة بقوله فهو في العلم الحضوري

بين المعلوم الفرق بين اتحاد العلم والمعلوم في العلم الحضوري واتحادهما في العلم الحصولي ان في الاول اتحاد ا محضا وفي الثاني اتحاد مع تغاير اعتباري انتهى كلامه وفيه بحث من
وجوه اما اولا فلان قوله وقد تحقق في الواجب جميع تلك المعاني ليس كما ينبغي لان العلم الحصولي من جملتها وهو متحقق في البارئ تعالى عند الشيخين فقط لا عند الجمهور وعند هذا السيد
فوجيه اول واما ثانيا فلان الصورة العلمية للشي انما تحصل في الذهن بعد وجود هذا الشي لان المعدوم المحض لا يحصل صورته في الذهن واذا عرفت هذا فنقول ان اراد بالمعدوم في قوله
سواء كان ذلك المدرك موجودا او معدوما المعدوم الطاري فنسلم ان الصورة العلمية تكون منشأ الانكشاف هذا المدرك سواء كان هذا المدرك موجودا او معدوما بعد الوجود لان
صورته العلمية مرتسمة في الذهن فالذهن يعلم هذا المعدوم بعد الوجود بهذه الصورة العلمية لكن المعلوم له تعالى بالعلم الفعلي ليس موجودا عينيا ولا معدوما بالعدم الطاري بل
هو معدوم قبل الوجود وان اراد بالمعدوم المعدوم المطلق سواء كان معدوما قبل الوجود او بعد الوجود فممنوع لان الصورة العلمية للشي في الذهن فرع وجود هذا الشي واما ثالثا فلانا
لا نسلم ان العلم الفعلي له تعالى وهو انما يكون قبل الايجاد فلما كان علمه الفعلي نفس ذاته تعالى وهما حضوريا بجميع الممكنات عند هذا الفاضل فلا بد ان يكون الممكنات معلومة له سبحانه و
المعلومية تقتضي التميز وهو فرع الوجود وقبل الايجاد ليس وجودا عينيا فقوله وجميع الاشياء معلوم له سواء كانت تلك الاشياء موجودة او معدومة باطل جدا والحق ان القول بكون علمه
الفعلي حضوريا انما يصح على راي الافلاطون والعرفاء انهم يقولون ان الممكنات باسرها قبل الايجاد كانت صورا علمية قديمة حاضرة عند البارئ تعالى قائمة بذواتها موجودة بوجود ظلي علمي واما
رابعا فلان قوله ان في الاول اتحادا محضا لا يصح على الاطلاق بل لان الاشياء معلومة له سبحانه بالعلم الحضوري او العلم الذي هو مبدأ الانكشاف انما هو ذاته تعالى فبينهما مباينة تامة
بالذات فافهم واما خامسا فلان القول بان العلم والمعلوم في العلم الحصولي متحدان بالذات ومتغايران بالاعتبار انما يستقيم على راي من زعم حصول الاشياء بانفسها في الذهن
فان الصورة الحاصلة الذهنية من حيث انها مكتنفة بالعوارض الذهنية علم ومع قطع النظر عنها معلوم ولا يتم على مذهب من قال بحصول الاشياء باشباحها وامثالها في الذهن
فان الصورة الحاصلة في الذهن هي شبح المعلوم ومثاله علم والمعلوم هو ذو الشبح الخارجي وهذا الراي اقرب الى الصواب لان التشخص بمعنى ما به التشخص نفس الوجود بمعنى
ما به الموجودية وهو الوجود الخاص وقد ادعى به الشيخ ابو نصر الفارابي حيث قال في التعليقات ان هوية الشي وتعينه ووحدته وتشخصه وخصوصيته ووجوده المنفرد له كلها واحد وقال
المحقق الدواني في الحاشية القديمة على شرح التجريد ان الماهية النوعية انما تتشخص بنحو الوجود بل التشخص عين نحو وجوده الخاص به لا بمعنى ان الوجود ينضم اليه فيصير المجموع متشخصا
بل بمعنى كما انه بالوجود يصير مبدأ الاثار كذلك يصير به ممتازا فالفاعل الذي يجعله موجودا يجعله متشخصا بل الوجود والتشخص متحدان بالذات ومتغايران بالاعتبار
انتهى كلامه وقد علمناك في الدروس السابقة بالحجج المستقيمة ان الوجود الخاص نفس الماهية واذا وعيت هذا فاقول في الردع بان التشخص الذهني متغاير بالذات عن
التشخص العيني والتشخص نفس الوجود والوجود نفس الماهية فالتشخص الذهني يكون مغايرا بالذات عن التشخص العيني وهو يستلزم كونهما متغايرين بالماهية والوجود فالتشخص
الذهني مغاير بالماهية عن التشخص العيني فبطل حصول الاشياء بانفسها وماهياتها في الذهن وصح حصولها باشباحها وامثالها فيه واندفع الشك المذكور في السنة الجمهور ان حصول
الاشياء بانفسها في الذهن والعلم من مقولة الكيف فاذا ادركنا الجوهر لزم كون الشي الواحد جوهرا وكيفا مع انهما مقولتان متباينتان وللقائلين بحصول الاشياء بانفسها في
الذهن في دفعه ترهات وواهيات قد ذكرناها في مبسوطاتنا ۱۲ منه سلمه ربه

حاشية متعلقة صفحه ۹۶ قوله وهو اللوح المحفوظ الخ اعلم
ان المشهور في السنة الجمهور ان اللوح المحفوظ هو النفس الفلكية المجردة مع ما فيها من صور الكائنات والحوادث وكتاب المحو والاثبات هو النفوس الفلكية المنطبعة الجزئية مع ما فيها
من صور الجزئيات المادية والحوادث وعندي ان اللوح المحفوظ بالحقيقة هو الصور العلمية القائمة بذواتها الحاضرة عند البارئ تعالى قبل الايجاد فهذه الصور مع احوالها وافعالها
ثابتة وحاضرة عند البارئ تعالى لا تغير فيها ولا في احوالها وصفاتها اصلا وهو عندي ام الكتاب الذي وتنقش اظلالها مع ما لها في العقل الاول او لا ثم في النفس الفلكية المجردة باذن
الله تعالى ثم منها جزئيات في النفوس المنطبعة الفلكية هو كتاب المحو والاثبات وما في اللوح المحفوظ لا تغير فيها اصلا انما التغير والتبدل في كتاب المحو والاثبات مثلا في اللوح المحفوظ
ان زيدا يعيش ثمانين سنة ويبر والديه وفي كتاب المحو والاثبات العشر [illegible] هذا الحكم ستين ويبر لوالديه ودعواله فزاد الله تعالى عشرين سنة في هذا الكتاب فالتقريح لي قوله
تعالى يمحو الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب وسر قول سيدنا ونبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم من سره ان يبسط رزقه وينسا في اثره فليبر الوالدين وهذه الصور العلمية قبل الايجاد
مع احوالها وصفات والاحوال المعلومة بالعلم الفعلي هي فطرة الالهية التي لا تغير لها قوله تعالى فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ذلك الدين القيم ولكن اكثر الناس
لا يعلمون يعني انه تعالى خلق كل انسان حسب صورته العلمية من الحسن والقبح والسعادة والشقاوة والعزة والذلة لا تبدل فيها اصلا وهذه الفطرة الالهية عبر عنها النبي صلى الله عليه
وسلم مثلها الامر في قوله من سعد سعد في بطن امه ومن شقي شقي في بطن امه والجملة ما في اللوح المحفوظ وام الكتاب والفطرة الالهية يقال له القضاء المبرم الذي لا تغير ولا تبدل له
وانما التغير والتبدل في كتاب المحو والاثبات يقال له القضاء المعلق وفي قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم انما يرد القضاء الدعاء التغير الى القضاء المعلق لا الى القضاء

القضاء المبرم لانه لا يرد اصلا ولا يتغير ابدا اخرج ابن سعد عن علي وعائشة واحمد عن علي وابو يعلى عنه وعن زينب بنت جحش والطبراني في الكبير عن علي وعن ابي امامة وعن انس وابن عساكر عن ام سلمة وام الفضل بنت الحارث رضي الله عنهم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال قام عندي جبرائيل عليه السلام فحدثني ان الحسين يقتل بشط الفرات فلم املك عيني ان فاضتا قال دائم المجد من جلال الملة والدين السيوطي رحمه الله في شرح هذا الحديث ان الحسين عليه السلام كان حب النبي وسبطه بكى بكثير قبله شفقة عليه ولم يدع له لدفع القتل عنه مع انه كان مستجاب الدعوات لانه رأى في اللوح المحفوظ انه يقتل وما فيه لا يتبدل انتهى وانما استجابة الدعاء حسب القضاء المبرم قال الشيخ الاشراقي في حكمة الاشراق ان النفوس اذا داومت عليها الاشراقات العلوية يطيعها مادة العالم ويسمع دعاؤه في العالم الاعلى ويكون في القضاء السابق بتقدير ان دعاء شخص يكون سببا للاجابة في شيء كذا وقال العلامة الشيرازي في شرحه ان القضاء السابق هو علم الازلي الفعلي يعني هو المعلوم بالعلم الفعلي من الصور العلمية والاعيان الثابتة انما التغير والتبدل في القضاء المعلق هو كتاب المحو والاثبات وما نقل في بعض كتب المتصوفة ان بعض الاولياء قد رأى جلالا في اللوح المحفوظ شقيا فغيره سعيدا الا بسمعه الا من كان سفيها وبليد العقل هذا الولي قد رآه في كتاب المحو والاثبات شقيا فبدعائه له قد غيره الله سعيدا او هذا الولي لخطائه ظن كتاب المحو والاثبات لوحا محفوظا وفي اكثر كتب الاصول ان كشف الولي ليس بحجة قال السيوطي رحمه الله في انموذج اللبيب ناقلا عن ابي العباس المرزوقي الخطرة للانبياء والوسوسة للاولياء والفكرة للعوام و التبع ان عنوا بالبداء اي كتاب المحو والاثبات فلا نزاع لان التغير والتبديل قد يتطرق اليه ودخول الجنة ووصول الرحمة الالهية للعشرة المبشرة بل الصحابة الاجلة البدرية ثابت في اللوح المحفوظ لا يتغير ولا يتبدل فيه اصلا قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم ١٢ منه سلمه

حاشية متعلقة صفحه ٣٣

اعلم انه قد اشتهر ان صحة الحكم باعتبار مطابقته لما في نفس الامر لا مطابقته لما في الاذهان لامكان تصور الكواذب قال العلامة القوشجي في شرح التجريد ههنا اشكال قوي وهو ان ما في نفس الامر يجب ان يكون مغايرا لما في الاذهان لان ما في الاذهان من النسب الحكمية يعتبر مطابقته لما في نفس الامر ليعلم صحته وبطلانه والمطابق يكون مغاير المطابق ومعلوم ان ما لا يكون في الاذهان يكون في الخارج لعدم الواسطة فما معنى قولهم الحكم اذا كان طرفاه غير موجودين في الخارج يكون صحته بمطابقته لما في نفس الامر لا لما في الخارج ولا لما في الذهن اجاب عنه المحقق الدواني في الحاشية ان اراد بالمغايرة في قوله ان المطابق يكون مغاير المطابق المغايرة بالذات فهو ممنوع وان اراد مطلق المغايرة الشاملة للاعتبارية فمسلم لكن لا يلزم منه ان يكون الموجود في نفس الامر مغايرا للموجود الذهني بالذات بل نقول هذه النسبة الموجودة في الذهن مطابقة لنفسها من حيث هي موجودة في نفسها وان كان تحقق وجودها في الذهن فانها من حيث وجودها في الذهن مغايرة لها من حيث وجودها في نفسها وتفصيله ان النسبة اذا وجدت في الذهن كان لها وجود ذهني سواء كان ذلك باختراع العقل وتعمله كما في الحكم بزوجية الثلثة او بدون اختراع كما في الصوادق وتحققها بمحض اختراع الذهن ليس وجودا في حد ذاتها وتحققها لا بمحض الاختراع وجود في حد ذاتها وان كان وجودها في الذهن الا انها موجود فيه بدون تعمله والاعتبار الثاني هو الموجود في نفس الامر فالنسبة الذهنية في الصوادق مطابقة لها من حيث انها موجودة في حد نفسها حتى لو كانت موجودة في الخارج ايضا كانت مطابقة لها بخلافها في الكواذب اذ ليس لها الوجود في نفسها فمعنى كلامهم ان المعتبر في صحة الحكم مطلقا هو المطابقة لما في نفس الامر لا لما في الذهن من حيث انه في الذهن والا لصدق الكواذب ولا يلزم من ذلك ان لا يكون الوجود الذهني مع قيد فردا من افراد الوجود في الوجود في نفس الامر فما وقع في بعض عبارات القوم ان صدق الخبر بمطابقة النسبة الذهنية للنسبة الخارجية المراد به الخارج عن النحو الفرضي عن الذهن لا من الذهن مطلقا انتهى كلامه ملخصا وانا اقول في جواب العلامة القوشجي ان نفس الامر في الحقيقة هو الصور العلمية القائمة بذواتها الحاضرة عند الباري تعالى قبل الايجاد والمعلوم بالعلم الفعلي فارجع الايراد عند الطبع الوقاد ويشهد على دعوينا قوله سبحانه والحق عند علام الغيوب اذ الحق هو المطابق بالفتح وهو نفس الامر ١٢ منه

حاشية صفحه ٣٨

قوله وهي هناك هيولى آه قال الشيخ رئيس اتباع المشائين في الفصل الثاني من المقالة السابعة من آلهيات الشفاء في رد عالم المثال انه لا يجوز عند افلاطون ان يكون بعد قائم لا في مادة لانه اما ان يكون متناهيا او غير متناه فان كان غير متناه وذلك يلحقه لانه مجرد وطبيعة كان ح كل بعد غير متناه وان لحقه لانه مجرد عن المادة كانت المادة مفيدة للحصر والصورة وكلا الوجهين محال وان كان متناهيا فالانحصار في حد وشكل مقدر ليس الا لانفعال عرض له من خارج لا لنفس الطبيعة ولن ينفعل الصورة الا لمادتها فتكون مفارقة وغير مفارقة انتهى كلامه اقول فيه بحث اما اولا فلان قوله انه لا يجوز عند افلاطون ان يكون بعد قائم لا في مادة آه في غاية غفلة لان الكتب الحكمية من الاسلاف والاخلاف كلها ناطقة بان افلاطون يقول ان المكان هو البعد المجرد عن المادة لا السطح الباطن من الجسم الحاوي واما ثانيا فلانا سلمنا وذلك يلحقه لانه مجرد وطبيعة قوله كان ح كل بعد غير متناه ممنوع لان التشكيك في الماهية والطبيعة جائز فيجوز ان تقتضي التناهي في نحو من الوجود واللاتناهي في نحو آخر من الوجود ولم يقم دليل قوي على امتناعه واما ثالثا فلان قوله وان لحقه لانه مجرد عن المادة كانت المادة مفيدة للحصر والصورة آه لا يخلو عن السخافة لان جمهور المشائين ومنهم هذا الشيخ يقولون ان لحوق التناهي والتشكل باعتبار المادة مع ان المادة ليست مفيدة لها عندهم واما رابعا فلانه يجوز ان يكون انحصاره في حد وشكل مقدر بنفس ذاته قال الشيخ الاشراقي في حكمة الاشراق ان الجسم المطلق هو المقدار المطلق وان الاجسام الخاصة هي المقادير الخاصة وكما تشاركت الاجسام في المقدار المطلق وافترقت بخصوص المقادير متفاوتة تشاركت في الجسمية المطلقة وافترقت بخصوصيات الجسمية انتهى كلامه وحاصله ان هذا الخلاف انما هو بالكمال والنقصان والشدة والضعف في نفس ماهية الشيء لان التشكيك في الذات و

واستمراره بشرط المحمول الا ان كل ممكن مع وجوده يجب وجوده بشرط كونه موجودا واما ان الشرط خاتم الانبياء ليس بقوي واما بين الوجوبين فظاهر لان هذا الرجل يمكن ان يكون ممتنع الوقوع
ووقوعه والوجوب اللاحق للممكن انما يكون بعد وقوعه ووجوده والوجوب السابق للممكن يوجب وقوعه لان بين الوجوب السابق للممكن ووقوعه تقدما وتاخرا ذاتيا فقد يقع فلو كان الشرط خاتم الانبياء واجب
يجب وقوع هذا التغير بهذا الرجل فقد امن بعدمه ووقوعه فلم يكن ممكنا يكون ممتنعا بالذات ثم اعلم ان ههنا شكوكا مشهورة قد ذكرناها في مبسوطاتنا ومنها ما اوردها الامام من ان الوجوب السابق
من صفات الماهية وقد تقرر ان ثبوت الصفة للموصوف فرع ثبوته فكيف يكون الوجوب سابقا على وجود الماهية واجاب عنه الامام الرازي في المباحث المشرقية بان الوجوب السابق امر عرضي باعتبار
الفعل اي الفاعل بالتعبير محكوما عليه بوجوب ان يصدر عنه ذلك الفعل والفاعل سابق بالوجود على الفعل فلا باس بان يوصف به الوجوب وفيه نظر واجاب عنه الشارح بوجه آخر وقد ذكرناه
في شرحنا للحكمة العالية انا اقول في حل هذا الشك ان الوجوب السابق هو ما يوجب وجود المعلول وما لم يتحقق ... وهذا الوجوب يتحقق في مرتبة
السابقة ومن المستنير لمن اهتدى بالبيان الحكمة الحقة اليونانية وانتفع من لوائح الحكمة اليمانية ان الشيء الممكن يتحقق بالارادة الباري تعالى مع رعاية المصلحة والحكمة فالوجوب السابق انما هو
ارادته سبحانه مع رعاية المصلحة والحكمة فهو من صفات الباري تعالى من صفات المعلول المتقدمة على المعلول لا يصادم قاعدتهم من ان ثبوت شيء لشيء فرع ثبوت المثبت له وقد اجاب عن هذا
الشك صدر الافق المبين بان في الصفات العينية بالقياس الى موصوفاتها ما يتقدم على الموصوف باحد الاعتبارات وذلك كالصورة بالقياس الى الهيولى فانها من حيث هي مرتبة تحصيل
حالة في الهيولى متاخرة ومن حيث انها صورة ما متقدمة عليها مقومة اياها فكذلك ليكن من المستبين لديك ان في الصفات العقلية ما على تلك الشاكلة كالوجوب فهو بمنزلة الصورة من وجه فوجود كل
ماهية من حيث هي تاكيد الحقيقة والوجود وصف يعرض الماهية في لحاظ العقل ويتاخر عنها تاخرا بالماهية ومن حيث يستند وجود الماهية الى العلة الجاعلة اثر الجاعل متقدم على الماهية في الترتب عليه
والصدور عنه انتهى كلامه ملخصا اقول فيه بحث اما اولا فلان ما قاله ماخوذ من كلام المحقق الدواني وذلك في الصورة بالقياس الى الهيولى انه يتوقف على ثبوت الهيولى وكونها محلا للصورة والجسمية وهذا مما
لم يثبت بعد وما ذكروا الادلة في اثباتها كلها واهية كانها اعجاز نخل خاوية واما ثانيا فلانه مبني على ان للهيولى يعرض صورة مبهمة ثم يعرض لها صورة نوعية وهذا في حيز المنع فانه غير
بين ولا مبين ولم يقل به احد مع ان جعل العام بعينه جعل الخاص فكيف ينفك عن الخصوصية ونعرض مبهمة للهيولى وهذا الايراد قد ذكره السيد صدر العلماء في الحاشية الجديدة لشرح
التجريد على المحقق الدواني وهذا الفاضل لما ذكر كلام المحقق ذكرت ايراد الصدر عليه واما ثالثا فلان الوجوب السابق هو وجوب فيضان الممكن من علته التامة وهذا الوصف يعرض للممكن المعلول
في نفس الامر لا في لحاظ العقل فقط فقوله وصف يعرض للماهية في لحاظ العقل مما لا يصح عنه العقل واما رابعا فلان الوجوب السابق هو وجوب فيضان الممكن من علته التامة وهذا الوجوب
انما هو قبل وجود الممكن لا بعده واما خامسا فلان الوجوب السابق عند التحقيق كما قال الامام واما من صفات الباري تعالى فلا يمكن كونه متاخرا عن وجود الممكن واما سادسا فلان
الوجوب السابق لما كان من العوارض التي تلحق الشيء في العقل ومتاخرا عنه لزم كون العقل الاول موجودا وممكنا بلا وجوب سابق واما سابعا فلان هذا الفاضل قد قال في
هذا الكتاب ان السبق بالماهية من حيز الجعل البسيط والسبق بالطبع والسبق بالعلية من حيز الجعل المؤلف والمتصف بالسبق بالماهية انما هو جوهريات الماهية بالقياس اليها ونفس الماهية بالقياس الى وجودها
انتهى فهذا من كلامه في هذا الكتاب ينص على ان هذا انما هي الذات والماهية على الوجود والتقدم بالماهية وهذا صحيح لانه قد عد الوجود من اللواحق حيث قال في هذا الكتاب واما اللاحق الذي هو الوجود مصداق
المحمول فيه مصداق الحمل في نفس حيثية الموضوع الصادرة عن الجاعل انتهى ملخصا الى ان الماهية على الوجوب السابق لتقدمها بالماهية كما قال في هذا الجواب وبعض لكون الوجوب السابق متاخرا ولو في
لحاظ العقل عن المعلول لا تقدم فقد صح ان الممكن ما لم يجب لم يوجد فهذا الوجوب متقدم عليه في نفس الامر قطعا واخيرا في الذهن وتحليله تحليلا في نفس الامر البعيد بها فافهم انتهى

قوله لا ارادة وقصد منها الى السافل قال الشيخ رئيس في الاشارات في النمط السادس من الاشارات اتعرف ما الجود هو افادة ما ينبغي لا لعوض فلعل من يهب السكين لمن لا ينبغي
ليس بجواد ولعل من يهب ليستعيض معامل وليس بجواد وليس العوض كله عينا بل وغيره حتى الثناء والمدح والتخلص من المذمة والتوصل الى ان يكون على الاحسن فمن جاد ليشرف
او ليحمد او ليحسن به الفعل فهو مستعيض غير جواد فالجواد الحق هو الذي يفيض منه الفوائد لا لشوق منه وطلب قصدي لشيء يعود اليه واعلم ان الذي يفعل شيئا لو لم يفعله
قبح به او لم يحسن منه فهو بما يفيده من فعله متخلص والعالي لا يكون طالب امر لاجل السافل حتى يكون ذلك جاريا مجرى الغرض فان ما هو غرض لقد تميز عند الاختيار من
نقيضه ويكون عند المختار انه اولى به واحسن حتى انه لو صح السابق فيه انه اولى في نفسه واحسن ثم لم يكن عند الفاعل ان يطلبه واراده اولى به واحسن لم يكن غرضا فاذن الجواد و
الملك الحق لا غرض له والعالي لا غرض له في سافل انتهى كلامه قال صاحب المحاكمات ولما ثبت ان الفاعل لغرض مستكمل بفعله فالمبدأ العالي لو فعل لغرض في السافل
لاستكمل العالي بالسافل وهو محال واما المبدأ الحق فلان ذاته لفعله اصلا بل غاية لجميع الاشياء لكونه مبدأ لجميع الاشياء لان الصادر عنه اما ان يكون صدوره لغيره او يكون صدوره
لذاته والاول باطل لما مر من الاستكمال بالغير فتعين ان يكون صدوره لذاته فيكون هو لم الشيء ولا معنى للغاية الا هذا وايضا لما كان فاعلا بذاته لزم ان تكون غايته ذاته فاعليته لا
لامر زائد والعقل انما يثبت التي منها فاعلية الفاعل فهو اذن قد يكفي في الفاعلية فيكون غايته ايضا فكما ان منه الاشياء كذلك لاجله الاشياء انتهى كلامه قال السيد المحقق

اذا ترتب على فعل ثمرة فذلك الاثر من حيث انه نتيجة لذلك الفعل وثمرته يسمى فائدة ومن حيث انه على طرف الفعل ونهايته يسمى غاية له فهما متحدان بالذات ومختلفان
بالاعتبار ثم ذلك الامر المسمى بهذين الاسمين ان كان سببا لاقدام الفاعل على ذلك الفعل يسمى بالقياس الى الفاعل غرضا ومقصودا وبالقياس الى فعله علة غائية والغرض
والعلة الغائية متحدان بالذات ومختلفان بالاعتبار وان لم يكن سببا للاقدام كان فائدة وغاية فقط والفائدة اعم من العلة الغائية اذا تمهد هذا فنقول افعال الله سبحانه وتعالى
يترتب عليها حكم ومصالح لا تحصى والعدد فذهب الحكماء والاشاعرة الى ان تلك الحكم والمصالح غايات لافعاله تعالى ومنافع راجعة الى خلقه وليس شيء منها غرضا له وعلة
غائية لفعله تعالى واستدلوا على ذلك بوجهين احدهما ان من كان فاعلا لغرض فلا بد ان يكون وجود ذلك الغرض اولى بالقياس اليه من عدمه والا لم يصح ان يكون غرضا له فيكون
الفاعل لفعله مستفيدا لتلك الاولوية ومستكملا بغيره تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا لا يقال انما يلزم الاستفادة والاستكمال اذا كانت المنفعة راجعة الى الفاعل اما اذا رجعت
الى غيره كالاحسان الى المخلوقات فلا لانا نقول اذا كان احسانه وعدم احسانه اليهم متساويين بالنسبة اليه تعالى لم يصح ان يكون الاحسان غرضا وان كان الاحسان ارجح
واولى به لزم الاستكمال به والثاني ان غرض الفاعل لما كان سببا لاقدامه على فعله كان ذلك الفاعل ناقصا لذاته في فاعليته مستفيدا لها من غيره ولا مجال للنقصان بالقياس
اليه بما لا يخفى بل كمال الله تعالى في ذاته وصفاته يقتضي الكمالية في فاعليته وافعاله وكمالية افعاله تقتضي ان يترتب عليها مصالح ومنافع راجعة الى عباده فتلك المصالح
غايات وثمرات لافعاله سبحانه لا علل غائية لها والتحقيق على ما حققناه ان ليس شيء من افعاله تعالى عبثا خاليا عن الحكمة والمصلحة وان لا سبيل الى الاستكمال والنقصان الى سرادقات
عظمته وكبريائه سبحانه وهذا هو المذهب الصحيح والحق الصريح الذي لا تشوبه شبهة ولا يحوم حوله ريبة وما ورد من الآيات والاحاديث الموضحة لكون افعاله تعالى معللة
بالاغراض فهي محمولة على الغايات المترتبة عليها ومن قال تعليلها بناء على شهادة ظواهرها فقد غفل عما شهد به الانظار الصحيحة والافكار الدقيقة او اراد ظاهرها
الجليل بما يناسب افهام العامة على مقتضى اقوال الانبياء كلموا الناس على قدر عقولهم انتهى كلامه رفع الله مقامه [illegible]

قوله ومتى يوجد كثيرة من الجهة آه قال بعض المحققين في الحاشية القديمة على شرح التجريد بعد هذا التقرير وبهذا يندفع الاعتراض بانه يجوز ان يكون لذات واحدة من جميع الجهات خصوصية
مع امور متعددة فلا يكون تلك الخصوصية مع غيرها فيصدر عنها تلك الآثار باسرها ووجه الاندفاع ان تلك الخصوصية لما كانت مشتركة بين المجموع وبين كل واحد واحد
من الآحاد فليست [illegible] وحدها منشأ لتعين صدور المجموع ولا منشأ لتعين صدور كل واحد فانها ليست خصوصية مطلقة بل خصوصية بالنسبة الى عدا اجزائه فقط فتلك
الخصوصية لا تكفي في صدور شيء من تلك الاجزاء لان نسبة العلة بحسب هذه الخصوصية الى كل جزء والى غيره من تلك الاجزاء سواء فلا تقتضي شيئا من الخصوصيات
ولقائل ان يقول انتم ان العلة يجب ان يكون لها مع كل واحد واحد من معلولاتها خصوصية ليست لها مع غيره مطلقا وما ذكرتم من ان العلة يجب ان تتعين بالنظر
اليها وجود المعلول ان اردتم به انه يجب ان يترجح بالنظر اليها وجوده على عدمه مسلم لكن ذلك يقتضي ان يكون لها بالنسبة الى وجوده خصوصية لا يكون لها بالقياس
الى عدمه لا ان يكون لها بالقياس الى المعلول خصوصية لا تكون تلك الخصوصية لها بالقياس الى غير ذلك المعلول مطلقا فجاز ان يكون لها مع كل واحد من المعلولات
خصوصية يترجح بها وجوده على عدمه وان زعمتم انه يجب ان يترجح بالنظر اليها وجوده على وجود غيره مطلقا فممنوع بل هو اول المسألة والجواب ان الحكم المذكور ضروري
شاهد العقل يحكم بانه لا بد بين العلة والمعلول خصوصية لا يكون لها تلك الخصوصية مع غيره والا لكان صدوره دون غيره عنها ترجيحا بلا مرجح انتهى هذا من كلامه واورد
عليه بعض الفضلاء ان ثبوت الخصوصية المعينة بالنسبة الى المعلول المعين وانتفائها بالنسبة الى غيره متوقف على ثبوت التغاير بين الشيئين وهذا التغاير
متوقف على ثبوت المتغايرين اما في الخارج او في الذهن فيلزم ان يتوقف الخصوصية على وجود المتغايرين في الخارج او في الذهن وان يتوقف على الوجود الخارجي لزم
الدور وهو ظ وان توقف على الوجود الذهني يلزم ان يتوقف خصوصية الباري تعالى مع العقل الاول على وجوده في الذهن مع ان وجوده الذهني متأخر عن وجوده الخارجي في
الذهن اما العقل الاول او ما هو متأخر بالذات من سائر العقول والنفوس فيلزم الدور ايضا واجاب عنه السيد صدر العلماء في الحاشية الجديدة لشرح التجريد بانا
ما اردنا بالخصوصية امر مخصوص للارتباط بين العلة والمعلول كما حسبه هذا الفاضل حتى يكون ذلك موقوفا على ثبوت التغاير بينهما بل اردنا بها امرا مخصوصا
مقتضيا لامر كذا دون الامر كذا معلولية ولا شك ان اقتضاءه لامر كذا وكذا لا يتوقف على وجود ذلك الامر بل ذلك الامر يتوقف عليه ويتبعه مثلا الوجود
[illegible] لا يتوقف ذلك على ان يكون في الخارج او في الذهن [illegible] المذكور [illegible] ذلك الامر [illegible] اقتضاه انتهى
[illegible]

وهي ايضا من حيث عدم ترتب الآثار عليه وان اراد به الوجود مطلقا قبل الوجود الخارجي فالعقل الاول قبل الوجود الخارجي وجود ذهني علمي كما للاعيان الثابتة فلا
باس ان يتوقف خصوصية الباري تعالى بالعقل الاول على وجود العقل الاول الذهني بهذا المعنى اي بوجوده العلمي الظلي قبل الايجاد ثم اقول ان التقيين بالنصر وابا على من
سعلمي المثنا بائق فالا بارتسام صور الممكنات كلها قبل الايجاد في ذاته تعالى فيكون للعقل الاول ايضا وجود ذهني قبل الوجود العيني فتبصر ١٢ منه

قوله والمعصور جهة له الباري تعالى بالقوة آه وذلك لان الممكنات منحصرة في معلوماته تعالى وكل معلوماته موجود بالفعل بالوجود الظلي العلمي حاضر عنده تعالى وكذا الجهات
المخصوصة التي هي اقتضا اته لها بالفعل لا شي منها بالقوة اصلا ١٢ منه سلمه

حاشيه صفحه ١٧٨

قوله هو عالم فعلي آه وقد علمت في المقدمة الثانية ان العلم الفعلي له تعالى هو ذاته المقدسة والصور العلمية والاعيان الثابتة انما هي معلومات بالعلم الفعلي له سبحانه و
يطلق عليها العلم الفعلي مجازا لانها المعلومة به وقد شاع اطلاق العلم على المعلوم كما في قوله تعالى ولا يحيطون بشي من علمه الا بما شاء ١٢ منه

قوله فان كل بدعة ضلالة آه اقول هذا ما ورد في الحديث الصحيح قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من
يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة
بدعة وكل بدعة ضلالة فالمراد بالبدعة التي حكم عليها بالضلالة هو امر محدث مخالف الكتاب والسنة وعلى هذا يحمل ما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد وما قال وشر الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة والبدعة الضلالة والمحدثة السيئة ما تخالف الكتاب والسنة كالقول
بجسم الباري تعالى وصدور الكبائر والصغائر السيئة عمدا من الانبياء وانكار القدر والقضاء وبغض اهل البيت النبوة الاطهار والصحابة المهاجرين والانصار وسبهم والطعنهم
والاطراء في مدحهم كقول الخوارج ان ابا بكر رضي الله عنه افضل من جبرئيل عليه السلام وقول الروافض ان عليا رضي الله عنه افضل من جبرئيل واستاده والائمة من اهل البيت
النبوة يساوون الانبياء في الفضيلة بل افضل من سائر الانبياء ما عدا خاتم النبوة ويساوون خاتم الانبياء في الفضيلة والكرامة معاذ الله من هذه العقيدة الفاسدة
لان النبوة افضل من الولاية وهي نيابة النبوة وبدايتها ولان قد ارتكز في القرائح الايمانية بالحجج الموسسة بصواب الحكمة اليمانية ان خاتم الانبياء اشرف الممكنات
وواسطة صدور الجائزات من الاعليات الى الخلقيات وكل من سواه من الممكنات متوسل ومتطفل به وقول الناصبي الفاجر في معاوية بن ابي سفيان الجائر انه
كان من الخلفاء الراشدين وان الله تعالى ارسل من العرش قلما من ذهب لمعاوية ليكتب به الوحي وكالقول بان نظير خاتم الانبياء ممكن وانكار الاولياء والانكار عن
كراماتهم ومنع الاستعانة عن النفوس القدسية والارواح الطيبة وعدم وصول ثواب العبادة البدنية والمالية اليها والمنع عن زيارة قبورهم والمنع عن تعيين
يوم لامر مخصوص حسن وسب الائمة الاربعة المجتهدين واهانتهم والمنع عن تقليدهم راسا كما هو داب الوهابي المتغالي والانكار عن الشفاعة كما هو راي المعتزلة
والاطراء في مدائح بعض الاولياء الذين لم يثبت ولايتهم بدليل قطعي من القرآن والخبر وتفضيلهم على الصحابة واهل بيت النبوة والتوجه الى البغداد وضرب الاقدام
وتصور الشيخ والمرشد في الاوراد المخصوصة كما هو شعار بعض الصوفية وكالقول بانقطاع زمان الاجتهاد وحصره في الاشخاص المخصوصة والقياس بمقابلة الكتاب
والسنة وترجيح الفتاوى القياسية على الاخبار النبوية والمنع عن العمل بالحديث مطلقا وتفضيل كتب الفقه على كتب الاحاديث كما هو زعم المقلدة العامة والانكار
عن الجنة والنار وعن الحشر الجسماني والقول بالرجعة والتناسخ في دار الدنيا كما هو موهوم الطائفة الزائغة كلها بدعات سيئات بعضها اقبح من الاخرى ظلمات بعضها
فوق بعض يا معاشر المسلمين المهتدين اياكم واياها فانها ضلالات في النار قال الشيخ المحدث عبد الحق الدهلوي رحمه الله واما البدعة فالمراد بها اعتقاد امر محدث على
خلاف ما عرف في الدين وما جاء من رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه بنوع شبهة وتاويل لا بطريق جحود وانكار فان ذلك كفر وقال صاحب جامع الاصول اخذ جماعة من ائمة الحديث
من فرقة الخوارج والمنتسبين الى القدر والتشيع والرفض وسائر اصحاب البدع والاهواء وقد احتاط جماعة آخرون من اخذ حديث من هذه الفرق وفي الدر المختار ويجوز الصلوة خلف
اهل البدع حتى الخوارج الذين يستحلون دماءنا واموالنا اقول ان ابن تيمية قد جمع البدعات السيئات لانه كان ناصبيا ثم كان خارجيا ثم حرم السفر لزيارة قبر سيد المرسلين ورحمة للعالمين
[illegible] ولنا الامر المحدث الذي لا يخالف الكتاب والسنة بل هو يستنبط منهما ولا منافاة بينهما هو من البدعات الحسنات وروى عن عبد الرحمن
بن عبد القاري قال خرجت مع عمر ابن الخطاب رضي الله عنه ليلة الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه فيصلي بصلوته الرهط فقال عمر رضي الله عنه اني لو جمعت
هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب قال ثم خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلوة قاريهم قال عمر رضي الله عنه نعمت البدعة هذه وتشير الى انقسام البدعة الى السيئة
والحسنة قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاه الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل آثام من عمل بها وما روي عن ابن مسعود رضي الله عنه من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها
ومن سن سنة سيئة فله وزرها ووزر من عمل بها قال النووي ان قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم كل بدعة ضلالة مخصوص البعض وروى اليافعي عن الامام الشافعي رحمه الله ان المحدثات ضربان
احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة الضلالة والثانية ما احدث من الخير وهي بدعة غير مذمومة وقال المتقدمون من الفقهاء والمحدثين البدعة
واجبة كتعلم النحو والكلام والاصول ومحرمة كمذهب اهل البدع من المعتزلة والخوارج والروافض ومندوبة كاحداث الرباط والمدارس ومكروهة كزخرفة المساجد عند البعض